تو ناحق اے مریضِ غم مسیحا را چہ میجوئی
دوائے دردِ دل اینجا، دوا اینجا، شفا اینجا

حیاتِ کلیمؒ

یعنی

امام الاولیاء آفتابِ حقیقت، قطبِ زماں، عارف باللہ

فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ

کے

حالاتِ زندگی، تعلیمات، اور ارشادات کا ایک بیش بہا مرقع

شبیر حسن چشتی نظامی

ہدیہ مجلد :- دو روپئے آٹھ آنے

پہلا ایڈیشن

آستانہ بک ڈپو پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی

پاکستان میں حقوق اشاعت جناب مولانا فیوض الرحمن صاحب عثمانی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کو حاصل ہیں۔

انتساب

یہ ناچیز ہدیۂ عقیدت نقیب الاولیاء حضرت محمد مستحسن صاحب فاروقی سجادہ نشین درگاہِ قطبُ العالم حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی قدس سرہٗ کے نام نامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

غلام غلامان خواجگان چشت

شبیر حسن چشتی نظامی

فہرست مضامین

پیش لفظ

راقم الحروف کو جب سے قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ کے آستانہ بوسی کی سعادت حاصل ہوئی یہ شوق دامنگیر تھا کہ حضرت کی سوانح حیات مرتب کرکے دربار گوہر بار میں بطور نذرانۂ عقیدت پیش کروں، کتب تصوف اور سوانح کا مطالعہ شروع کیا مگر یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح کے بعد مشائخ سلسلہ کا کوئی جامع تذکرہ موجود نہیں۔ پھر بھی دوران مطالعہ میں حضرت قطب العالم کے جو حالات اور واقعاتِ زندگی ملتے رہے نوٹ کرتا رہا۔

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ سلسلہ نظامیہ کے مجدد تھے۔ شمالی، جنوبی، اور مغربی ہندوستان آپ ہی کے روحانی فیوض و برکات سے مالامال ہے۔ آپ کی سیرت اور تعلیمات، تصوف اور تعلیم چشتیہ کی جان ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ سلسلہ و تعلیمات چشتیہ کی اشاعت کے لئے کوئی ایسی مستند کتاب شائع کیجائے جو حضرت مجدد سلسلۂ نظامیہ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر مشتمل ہو۔

دورانِ مطالعہ میں جو حالات و واقعات نوٹ کئے تھے وہ کتابی شکل میں ہدیۂ ناظرین ہیں۔ اس کتاب کے جملہ مضامین مندرجہ ذیل مستند کتب سے ماخوذ ہیں۔

(۱) واقعات کلیمی (۲) مآثر الکرام (۳) واقعات دار الحکومت دہلی (۴) تاریخ خواجگان چشت (۵) کشکول کلیمی (۶) مرقع کلیمی (۷) سواء السبیل کلیمی (۸) مناقب فخریہ (۹) مکتوبات کلیمی

انسان چونکہ سہو و نسیان اور خطا کا پتلا ہے۔ ارباب نظر جہاں کہیں غلطی پائیں اصلاح فرماکر عنداللہ ماجور ہوں اور ادارہ کو بھی مطلع فرماکر مشکور فرمائیں

شبیر حسن چشتی نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

سلسلۂ نظامیہ

خاندانِ چشتیہ کی اگرچہ بہت سی شاخیں ہیں مگر اُن میں سب سے بڑی شاخ سلسلۂ نظامیہ ہے۔ سلسلۂ نظامیہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی نور اللہ مرقدہٗ قدس سرہٗ سے جاری ہوا ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سب سے بڑے اور محبوب روحانی پیشوا تھے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ چشتیوں کی مرکز عقیدت اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھی اسی خانقاہ کے تربیت یافتہ بزرگ ملک کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ و اشاعت کے فرائض انجام دینے پر مامور تھے۔ اسی خانقاہ اور اسی مرکز سے ان کے نام ہدایت اور رہبری کے فرمان جاری ہوا کرتے تھے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان المحبوبین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سات سو خلفاء موجودہ ہند و پاک کے مختلف اقطاع و امصار میں ہدایت و رہبری خلائق کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

حضرت سلطان المحبوبین کی شانِ محبوبیت کا کیا بیان کروں آپ کی خانقاہ

ہر وقت فدائیوں اور شیدائیوں سے پُر رہتی تھی۔ ہزارہا فدائیان محبوبیت مثل پروانوں کے شمع چشت پر اپنی جانیں نثار کرتے تھے۔ ہر شخص کو محبوبیت کے دربار عام میں حاضر ہونے کی بجز مخصوص اوقات کے عام اجازت تھی۔ امیر غریب بڑے چھوٹے میں کوئی تمیز روا نہ رکھی جاتی تھی۔ محبوبیت کا دربار عام تھا، جہاں شیدائیوں کی ہر تکلیف و شکایت سُنی جاتی تھی، زخمی دلوں پر تسکین کا مرہم لگایا جاتا تھا۔ بیکس، غریب، لاچار اور مصیبت زدہ لوگوں کی دادرسی اور امداد کیجاتی تھی

سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ تو تھے ہی محبوب خلائق بھی تھے جس شخص کے دل میں ذرا سی بھی خلش پیدا ہوتی تھی وہ سیدھا حضرتؒ کی خانقاہ کا رُخ کرتا تھا۔

"دوائے دردِ دل اینجا۔ دوا اینجا۔ شفا اینجا"

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی جو داغ بیل خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ نے ڈالی تھی وہ حضرت کے زمانہ میں پروان چڑھی اور خوب پھلی، پھولی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ کی جس قدر اشاعت ہوئی، اتنی زمانہ سابق میں نہ ہوئی تھی۔ حضرت محبوب الٰہی نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے فروغ کیلئے جو نظام قائم کیا تھا اس کے دوررس نتائج پر نظر ڈالتے ہوئے مؤرخ ضیاءالدین برنیؒ نے آپ کو جنیدؒ اور بایزیدؒ وقت لکھا تھا۔ حضرت خواجہ امیر خسروؒ نے اپنے بعض قصائد کے عنوان میں حضرت محبوب الٰہی کو مسیحائے وقت تحریر کیا۔ مگر مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے بارگاہ محبوبیت میں حاضری کے بعد جن تاثرات کا اظہار اشعار میں فرمایا وہ شاعرانہ تخیل یا بلند پروازی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے

حضرت علامہ اقبال رحہ نے کہا تھا ؎

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری فیض عام ہے تیرا
تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

علمائے کرام کے فتوے بازی کے خوف سے اس شعر کی تشریح نہیں بیان کرتا مختصر یہ ہے کہ ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت سلطان المشائخ کے یوں تو بہت سے خلفاء تھے لیکن جن بزرگوں سے سلسلہ نظامیہ کی اشاعت ہوئی ان میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحہ اور حضرت مخدوم اخی سراج رحہ سب سے نمایاں ہیں۔ حضرت چراغ دہلی کی نظامیہ نصیریہ سلسلہ جاری ہوا۔ جو پنجاب، گجرات، دکن، راجپوتانہ میں خوب پھیلا، اور حضرت مخدوم اخی سراج رحہ سے نظامیہ سراجیہ سلسلہ ظہور میں آیا جس کی اشاعت زیادہ تر صوبہ بنگال، بہار و آسام میں ہوئی۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے بعد ان کے جانشین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ہوئے اور انہوں نے سلسلہ چشتیہ کا مرکزی نظام اپنے ہاتھ میں لیا، لیکن شہنشاہ محمد تغلق کی بے راہ روی نے انہیں سخت مشکلات میں مبتلا رکھا، انہیں ذاتی طور پر سخت مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا

پڑا۔ سلطان محمد تغلق نے تمام مسلمانوں کو دیوگیر منتقل ہو جانے کا فرمان جاری کیا اور جن دور دراز علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی کم تھی وہاں سیاسی نظام مضبوط کرنے کیلئے اسے مبلغین کی ضرورت پیدا ہوئی۔ علماء اس خدمت کے قابل نہ رہے تھے۔ تو مشائخ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مشائخ چشت کا چونکہ طے شدہ اصول تھا کہ وہ بادشاہوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے بالکل الگ تھلگ رہیں گے اور نہ اپنی خانقاہوں کے پرسکون ماحول کو شاہی مداخلت سے تباہ ہونے دیں گے اس لئے انہوں نے پوری قوت سے اس تحریک کی مخالفت کی، یہ مخالفت درحقیقت ذاتی اغراض پر مبنی نہ تھی، بلکہ طے شدہ اصول کی حفاظت کے لئے تھی مگر بادشاہ اس کو ذاتی مخالفت سمجھ کر آمادۂ جنگ ہو گیا۔ اس کشمکش میں ان بزرگوں کا قیمتی وقت مدافعت میں صرف ہونے لگا۔ مرکزی نظام میں ابتری پیدا ہو گئی۔ مشائخ شاہی جور و استبداد سے تنگ آکر دلّی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ملک میں مرکز سے غیر متعلق خانقاہیں قائم ہو گئیں۔ سلسلہ کے بعض نوعمر افراد نے مسلمہ اور طے شدہ اصول کے خلاف حکومت وقت سے تعلق پیدا کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلۂ چشتیہ کا مرکزی نظام درہم و برہم ہو گیا۔

اس افراتفری اور برے حالات کی روشنی میں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ جانشین حضرت سلطان المشائخ رح کی دوررس نگاہوں نے مستقبل کا جائزہ لیا۔ جب انہیں کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا کہ جو بحالات موجودہ مرکزی نظام سنبھال سکے تو انہوں نے اپنے بعد کسی کو جانشینی کے لئے نامزد نہ کیا۔ مولانا زین الدین رح نے جب آپ کے سامنے جانشینی کے اہل لوگوں کی فہرست مرتب کر کے پیش کی تو

بعد ملاحظہ فرمایا:

"شیخ زین الدین! تم ان لوگوں سے کہدو کہ اپنے ہی ایمان کی فکر کریں، دوسروں کا بوجھ سر پر لینے سے کیا حاصل؟"

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے تبرکات کسی کو عطا نہیں فرمائے اور وہ ان کی وصیت کے مطابق انہی کے ساتھ قبر میں دفن کردی گئے

سلسلہ چشتیہ کی نشأۃ ثانیہ

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح کے وصال کے بعد دلی کی مرکزیت فنا ہو چکی تھی اور یہ نعمت رفتہ رفتہ ہندوستان سے حجاز مقدس منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے وصال کے سوا تین سو برس بعد قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ اس نعمت کو حجاز مقدس سے پھر ہندوستان واپس لائے، اور انہوں نے اپنی کوششوں سے سلسلہ چشتیہ کے بے ترتیب نظام میں پھر باقاعدگی پیدا کردی اور آپ کے زمانہ میں دلی کو وہی مرکزیت حاصل ہو گئی جو حضرت محبوب الٰہی رح کے زمانہ میں تھی۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی رح کے صاحبزادے محب نبی حضرت مولانا فخر الدین اشاعت سلسلہ چشتیہ میں سرگرم عمل ہوئے انہوں نے پنجاب میں مولانا نور محمد مہاروی رح کو بھیجا جن سے سارے پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کی روشنی

پھیل گئی۔ تونسہ شریف۔ چاچڑاں۔ سیال، گولڑہ اور جلال پور کی خانقاہیں حضرت مولانا نور محمدؒ کے فیض سے روشن ہیں۔ یوپی میں حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی سے نظامیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی راجپوتانہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین سے اسی سلسلہ کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ دہلی میں حضرت حاجی لعل محمدؒ اور دیگر حضرات سے سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی۔ حضرت حاجی لعل محمدؒ کے خلیفہ حضرت مرزا بخش اللہ بیگ رح تھے جن کے دو خلیفہ حافظ وزیر محمد خاں اور مولانا احمد حسن رح ہوئے۔ ان دونوں حضرات نے بھی سلسلہ کی اشاعت میں خوب سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ حضرت مرزا بخش اللہ بیگ رح کے دوسرے خلیفہ حافظ وزیر محمد خاں تھے۔ ان کے خلیفہ ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) کے حضرت میاں محمد شاہ رح تھے جن کے خلیفہ، اور سجادہ نشین نمونۂ سلف حضرت مولانا الحاج علی محمد شاہ صاحب دام ظلہ واطال اللہ بقاءہٗ ہیں۔ جن کے ذریعہ نظامیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہو رہی ہے۔

منقبت

نائبِ خیر الانامؐ، تاجدارِ ولایت محبوبِ نبیؐ، قاسمِ خیراتِ علیؑ
واقفِ اسرارِ جلی و خفی قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ

قاسم الخیرات ہیں تاج ولایت آپ ہیں! ❖ یا کلیم اللہ محبوبِ نبوت آپ ہیں!
جس کے دامن میں ہے سلطان المشائخ کا مزار ❖ اس جہاں آباد کے شاہِ ولایت آپ ہیں
دستگیر اہلِ عالم آپ ہی کی ذات ہے ❖ صاحبِ عرفان و فیضان و کرامت آپ ہیں
آستانہ سے نہیں جاتا کبھی خالی کوئی ❖ واقعی گنجینۂ لطف و عنائت آپ ہیں
نسبتِ اولادِ حیدرؓ کے مکمل فیض سے ❖ مستحق مسند و تختِ امامت آپ ہیں!
آپ کے در سے نہ وابستہ ہو کیوں سارا جہاں ❖ در حقیقت امنِ عالم کی ضمانت آپ ہیں
ہم گنہگاروں کو کافی ہے بس سایہ آپ کا ❖ خاک بوس سیدِ یوم شفاعت آپ ہیں
انور عاصی پہ ہو سرکار رحمت کی نظر ❖ ہم غلاموں کیلئے رحمت ہی رحمت آپ ہیں

نام ونسب اور خاندانی عظمت، علمی وتعمیری کارنامے

نام کلیم اللہ مولد دہلی، وطن اصلی خجند۔ والد کا نام حاجی نور اللہ تھا اور وہ شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی رئیس خجند کے صاحبزادے تھے۔ حاجی نور اللہ صاحب اور ان کے والد شیخ احمد اور بھائی لطف اللہ ریاضیات اور فن تعمیر کے عالم کامل تھے۔ اعلیٰ حضرت شہنشاہ شاہجہاں طاب ثراہ نے جب شہر شاہجہاں آباد کی بنیاد رکھی تو قلعہ اور ایوان عالی کی تعمیر کے لئے باکمال انجینیروں کو جمع کرنا چاہا۔ اگرچہ دار السلطنت شاہجہانی میں باکمال اور ماہرین فن تعمیر کی کمی نہ تھی پھر بھی اعلیٰ حضرت کی خواہش تھی کہ ماہرین فن سے مشورہ کر کے نقشے تیار کرائے جائیں اور جو جس کام کا زیادہ ماہر ہو وہ کام اس کے سپرد کیا جائے۔ ان دنوں شیخ احمد (دادا حضور شیخ کلیم اللہ) شیخ لطف اللہ (تایا) اور شیخ نور اللہ (والد بزرگوار) کے فنی کمالات کا شہرہ تھا۔ شہنشاہ شاہجہاں نے حضرت شیخ کے خاندان کو دہلی آنے کی دعوت دی، دہلی آنے کے بعد عہد شاہجہانی میں خاندان کلیمی نے جو تعمیری کارنامے سرانجام دئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) لال قلعہ دہلی ←	(۲) جامع مسجد دہلی
(۳) تاج محل آگرہ	(۴) محل نواب آصف خاں لاہور
(۵) قلعہ جات شمشیر گڈھ وحسن ابدالی	(۶) مقبرہ دلراس بانو اورنگ آباد

حسن خدمات کے صلہ میں حضرت شیخ کلیم اللہ کے دادا شیخ احمد کو شاہان مغلیہ کے دربار سے نادر العصر، اور تایا لطف اللہ کو خطاب شاہی مہندس ملا تھا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رح کے والد حاجی نور اللہ صاحب اگرچہ اپنے بھائیوں سے عمر میں چھوٹے تھے مگر علمی و عملی کمالات میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ جامع مسجد دہلی کے دروازوں کے کتبات آپ ہی کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے ہیں۔

خاندانِ کلیمی کے کارنامے لال قلعہ، جامع شاہجہانی اور تاج محل وغیرہ تک ہی محدود نہیں بلکہ علم ریاضی اور ہیئت کی وہ متعدد کتب بھی ہیں جو بجائے خود نہایت اہمیت کی مالک ہیں۔ شیخ احمد کے سب سے بڑے صاحبزادے شیخ عطاء اللہ نے نظم و نثر میں متعدد تصانیف کی ہیں۔ علم ریاضی پر شیخ عطاء اللہ کی تصنیفات میں رسالہ جبر و مقابلہ۔ خلاصہ راز و خزینۃ الاعداد ہیں ان تینوں کتابوں میں دو اول الذکر برٹش میوزیم میں اور مؤخر الذکر بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہیں۔

کتب خانوں کی فہرست دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ لطف اللہ حسب ذیل کتب کے مصنف تھے۔

(۱) صور صوفی (۲) رسالہ خواص اعداد (۳) شرح خلاصۃ الحساب۔
(۴) منتخب الحساب (۵) آسمانِ سخن (۶) دیوان مہندس (۷) سحر حلال

شیخ لطف اللہ کے دو بیٹے تھے۔ امام الدین۔ خیر اللہ۔ امام الدین رح کی تصنیفات یہ تھیں (۱) تشریح الافلاک۔ (۲) حاشیہ شرح چغمینی (۳) حاشیہ شرح خلاصۃ الحساب (۴) بیانیہ (علم معانی و بیان کا ایک رسالہ ہے) دوسرے صاحبزادے خیر اللہ نے محمد شاہ کے زمانے میں دہلی۔ جے پور۔ بنارس اور اُجین میں راجہ جے سنگھ کے تعمیر کردہ رصد خانوں کی نگرانی کی تھی۔ تصنیفات میں تقریر التحریر، تقریب التحریر اور حاشیہ بر شرح بست باب در معرفت اسطرلاب قابلِ ذکر ہیں۔

عمارات شاہی کی تعمیر کا سلسلہ ختم ہوا تو حسن خدمات کے صلہ میں دربارِ شاہجہانی سے وظیفہ تاحیات مقرر ہوگیا۔ حاجی نوراللہ صاحب حسن کمال کیساتھ حسن اخلاق کی خداداد دولت بھی رکھتے تھے، حفظ مراتب، آداب مجلس ہر موقعہ محل کی گفتگو سے اچھی طرح واقف تھے۔ زبان شیریں اور انداز بیان نہایت دلکش تھا، ایک مرتبہ بات چیت کرنے کے بعد ہر شخص آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا خاندانی شرافت الگ رہی، شدہ شدہ عزیزانہ راہ ورسم یہاں تک بڑھی، کہ متوسلین دربار میں سے ایک صاحب مولوی احمد علی نامی نے اپنی لڑکی سے آپکا نکاح کردیا۔ اسی نیک بی بی کے بطن سے آسمان ولایت وقطبیت کا وہ ماہِ منیر طلوع ہوا جس کی ضیاء سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ منور ہوگیا۔

پیدائش اور تعلیم وتربیت

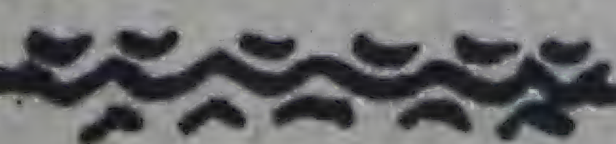
حضرت شیخ کلیم اللہ رح ۲۴ر جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ع سنہ ہجری کو رونق افروز عالم ہوئے۔ والدین شریفین نے آپ کا اسم گرامی کلیم اللہ رکھا۔ والدہ محترمہ کی آغوش عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ رح چوں کہ والدین کے دورِ کہولت کے آخر میں پیدا ہوئے تھے اس لئے حاجی نوراللہ صاحب کو آپ سے بیحد محبت تھی۔ اس لئے حاجی صاحب نے آپ کی تعلیم وتربیت کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔ صالح آتالیق کی خدمات حاصل کیں شاہی معلموں سے پڑھانے کا انتظام کیا۔ حضرت شیخ رح کے اساتذہ کرام شیخ بہلول رح اور شیخ ابوالرضا ہندی رح خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ اول الذکر قطب العالم

حضرت سید محمد غوث گوالیاری رح کی اولاد امجاد میں سے تھے اور شیخ ابو الرضا
حضرت شاہ ولی اللہ رح کے نانا تھے۔ ان دونوں بزرگوں سے حضرت شیخ رح نے
علوم شریعت کی تکمیل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں فاضل یگانہ بن گئے

حضرتِ شیخ رح گوشۂ تحریر و مطالعہ میں

علوم عصریہ اور علوم معقول و منقول کی تکمیل کے بعد ہر کام کے لئے راستہ صاف تھا۔ درس و تدریس شروع کریں یا مطالعہ و تصنیف۔ مگر حضرت شیخ نے بجائے درس و تدریس کے مطالعہ و تصنیف کو پسند کیا، اور پورے ذوق و شوق کے ساتھ اس میں منہمک ہو گئے۔ سب سے پہلے حضرت شیخ رح نے تاریخ منطق لکھی، اور منطق و فلسفہ کے بعض مباحث پر کم و بیش بائیس ۲۲ رسالے تحریر فرمائے جن میں بعض رسائل کی ضخامت سات سات جزو سے بھی متجاوز تھی۔ ان میں حمد اللہ کی شرح اور شرح ملّا جامی کا حاشیہ بھی شامل ہے اس کے بعد فقہ اور علم کلام پر قلم اٹھایا۔ افسوس کہ زمانہ کی دستبرد سے اس نادر ذخیرہ کا ایک صفحہ بھی باقی نہ رہا۔ بعد کو حضرت شیخ نے جو کتابیں تحریر فرمائیں ان کا موضوع زیادہ تر تصوّف تھا، مگر ان کا بھی بڑا حصہ ضائع ہو گیا جو بچ رہا وہ طبع ہو چکا ہے۔ کتب فروشوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

(تفصیلی بیان اگلے صفحات میں ملاحظہ ہو)



درس و خطابت کی مسند آرائی

حضرت شیخ یعقوب علی چشتی رح نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ بچپن ہی سے حد درجہ ذہین و فطین تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے بہت ہی قلیل عرصہ میں علوم ظاہریہ کی تکمیل فرمالی اور اپنی امتیازی خصوصیتوں کے باعث ہم عصر علماء و مشائخ پر فوقیت لے گئے۔ آپ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کو تحریر و تقریر پر یکساں قدرت عطا فرمائی تھی۔ حضرت کی تقریر مبالغہ آمیز باتوں سے پاک ہوتی تھی اور ان کے کلام کی شیرینی اور انداز بیان کی ندرت اس قدر دل آویز ہوتی تھی کہ سننے والے حیران ہو جاتے تھے۔ ان کی تقریر کا ایک ایک لفظ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ اور ان کے اکثر جملے ایسے روح پرور ہوتے تھے جو تیر و نشتر کی طرح سننے والوں کے دلوں پر اتر جاتے تھے۔ آپ کی سحر آفریں تقریروں سے متاثر ہو کر ہزارہا فاسق و فاجر متقی و پرہیزگار بن گئے۔

حاجی نور اللہ صاحب کی خواہش تھی کہ آپ گوشۂ تحریر و مطالعہ سے نکل کر مسندِ درس آراستہ کریں۔ حاجی صاحبؒ نے حضرت شیخؒ سے کئی دفعہ کہا مگر وہ باتوں باتوں میں ٹال گئے۔ آخر جب اُن سے نہ رہا گیا تو انہوں نے ایک بعد بلیغ انداز میں پوچھا۔ بہنے والا چشمہ بہتر ہے یا ساکن کنواں؟ حضرت شیخ بولے "بہنے والا چشمہ"! حاجی صاحبؒ نے فرمایا تم اپنے لئے کونسی چیز پسند کرتے ہو؟ حضرت شیخ رح خاموش ہو گئے، حاجی صاحب نے فرمایا تم فارغ التحصیل ہو چکے، تین چار برس مطالعہ میں گذار دئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے دانش

دلبصیرت بھی کافی رکھتے ہو پھر میدان میں آنے میں کیا تامل ہے؟ اپنے علوم و معارف سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کیوں تامل کرتے ہو۔ کیا تم نے کسی دوسرے کی قابلیت سے استفادہ نہیں کیا؟

حضرت شیخ نے کچھ دیر تامل کے بعد جواب دیا اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو میں تعمیل حکم کیلئے تیار ہوں آخر کار وہ دریا جو سکون کے ساتھ حجرے کے اندر بہہ رہا تھا زینت المساجد دہلی کے دالانوں میں زور شور کے ساتھ بہنے لگا

بے پناہ مقبولیت

اس طرف آتے ہی حضرت شیخ کا رنگ طبع بدل گیا۔ درس وخطابت کی مسند آرائی سے خواص وعوام میں اس قدر مقبول ہوئے کہ خود ہی درس و تدریس کی سلطانی پر فریفتہ ہو گئے۔ یہ سلسلہ کم وبیش آٹھ سال تک جاری رہا۔ امراء و رؤسا حلقہ بگوش آستانۂ فضل و تقوے پر جبیں سائی کرتے نظر آنے تھے۔ عوام ایک نظر دیکھ لینا ہی اپنے لئے باعث فخر و نجات سمجھتے تھے۔ حاجی صاحب اپنے بیٹے کو دیکھکر خوش ہو ہو کر خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔

حق شناس مرد کی نگاہِ کرم نواز

ایک روز آپ زینت المساجد میں بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک مرد بزرگ نے آپ سے کہا کہ ان کاموں سے کچھ حاصل نہیں وہ کرو جو تمہارا کام ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا" کہ اس سے زیادہ میں کیا کام کروں، فرائض پنجگانہ

ادا کرتا ہوں، روزانہ قرآن مجید تلاوت کرتا ہوں۔ رمضان شریف کے روزے رکھتا ہوں۔ غرباء و مساکین کے ساتھ جس قدر ممکن ہوتا ہے سلوک کرتا ہوں، احکام الہٰی کی تعمیل میں دن رات سرگرم رہتا ہوں۔ ہدایت و رہنمائی کے لئے درس و خطابت کا سلسلہ جاری ہے" انہوں نے کہا مگر تمہارا کام صرف یہی تو نہیں یہ تو سب اوپری اور ظاہری باتیں ہیں۔ تم بایں ہمہ حقیقت سے دور اور بیگانہ ہو۔ تمہاری زندگی بے کیف ہے۔ نشر و تبلیغ اچھا کام سہی، مگر اس سے زیادہ اچھا کام خود اپنے نفس میں حق و حقیقت کو پھیلانا ہے۔ دوسروں کو ہدایت دینے سے پہلے خود اپنے آپ کو ہدایت دینی چاہیئے۔ تمہارا کام ان باتوں کے زندان خانہ میں مقید رہنا نہیں ہے۔ تم اس سے بلند تر کام کے لئے آئے ہو۔ تمہیں اس دلدل سے نکل کر محرم اسرار بننا چاہیئے۔ منطق و فلسفہ میں کیا رکھا ہے یہ سب گمراہی کے مختلف نام ہیں ؎

از منطق و حکمت نہ کشاید در محبوب
ایں ہا ہمہ آرائش و افسانۂ خویش است

مجلس آرائی کی جگہ خلوت گزینی کا عشق

فطرت نے ازل میں ہی حضرت شیخ رحؒ کو اپنے کاموں کیلئے چن لیا تھا۔ یہ مصروفیتیں محض عارضی تھیں۔ مرد بزرگ کی عرفان نواز تقریر و گفتگو سے مشیت پوری ہوئی۔ علم کا خمار اتر گیا۔ یا تو یہ عالم

تھا کہ حضرت شیخ حریری عبا پہنے اور زرنگار عمامہ باندھے خطبہ دیا کرتے تھے، یا یہ حالت ہوئی کہ سر سے پیر تک ایک چادر لپیٹی ہے کسی دھیان میں چپ چاپ بیٹھے ہیں، مجلس آرائی کی جگہ خلوت گزینی کا عشق ہے۔ خطیبانہ بلند آہنگیوں کی جگہ آہ و نالہ ہے اور حلقہ تصنیف کی شمع کافوری کی بجائے عشق کا فانوس آتشیں روشن ہے۔

اور ہی کچھ اب تو دنیا تیرے دیوانے کی ہے

اس کے بعد حضرت شیخ کی دنیا ہی بدل گئی، روز بروز حالت بدلنے لگی محبوبات و مالوفات کی تمام رہی سہی زنجیریں کٹ گئیں، اور حضرت شیخ کی زندگی، عجز و انکسار، صدق و خلوص محبت و استغراق کا مجسمہ بن گئی بالکل تارک الدنیا ہو گئے۔ کسی سے کچھ واسطہ نہ تھا نہ گھر سے نہ در سے، سب کچھ عشق الٰہی میں تج دیا اور مستانہ وار پھرنے لگے۔

جذب و سرمستی کا ابتدائی زمانہ تھا، کوئی تربیت دینے والا نہ تھا اس لئے ایک حالت پر قائم نہ رہتے تھے۔ مہینوں اعتکاف میں بیٹھے رہتے تھے۔ مسلسل روزے رکھتے چلے جاتے تھے۔ دن بھر میں دو دو قرآن شریف ختم کر لیا کرتے تھے۔ درود شریف پڑھنے بیٹھتے تو تین تین لاکھ بار پڑھ لیتے۔ اسم ذات کا ورد کرتے تو اسی میں غرق ہو جاتے جسم سے پسینہ جاری ہو جاتا تھا، اور جب ان باتوں سے جی گھبراتا تو سب چھوڑ چھاڑ جنگل کی طرف نکل جاتے۔ جہاں جی میں آتا بیٹھ جاتے اور پہروں بیٹھے رہتے

ایک مرتبہ مہرولی سے باہر ایک تنگ و تاریک کنویں کی مینڈ سے رسی باندھ کر لٹک گئے اور مسلسل دو ہفتے تک لٹکے رہے۔ اس تمام محنت و کوشش کا کوئی مفید نتیجہ تو نہ نکلا البتہ اتنا ہو گیا کہ کبھی کبھی بجلی سی چمک جاتی تھی حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھتے نظر آتے اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی روشنی سی قلب میں گھر کر رہی ہے۔

تغلق آباد کے ویرانے میں

حسن اتفاق سے ایک روز تغلق آباد کے ویرانے میں ایک صاحب دل سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا تم کس وحشت میں مبتلا ہو۔ تعلقات کی زنجیر کاٹ لینا ہی کافی نہیں، دل میں بھی درد و سوز ہونا چاہیئے۔ طلب صادق ہونی چاہیئے۔ جوش ہر دم تازہ ہو۔ حقیقت کا جلوہ جہاں بھی نظر آئے، بے تامل دوڑ جاؤ۔"

حضرت شیخ رح نے جواب دیا کہ جو بات میرے اختیار کی ہے اس کے لئے تیار ہوں مگر درد و سوز کس سے مانگوں؟ جوش کو جتنا تازہ اور قوی رکھ سکتا ہوں رکھتا ہوں۔ صدق و اخلاص جتنا میرے اختیار میں ہے پیدا کر لیا ہے۔ یہ سب بن پروئے موتی ہیں ان کا ہار بنانے کیلئے ایک پرونے والے ہاتھ کی ضرورت ہے جس سے میں ابتک محروم ہوں" حضرت شیخ رح کی یہ بات سُنکر انہوں نے جواب دیا تلاش شرط ہے۔ تمہیں ضرورت ہے تو ہمہ تن جستجو بن جاؤ۔ جستجو ہے تو قدم بڑھاؤ، ہمت جوان ہونی چاہیئے، پاؤں میں

تیزی اور شوق طلب میں استقلال چاہیئے۔

جذب سے سلوک کی طرف

آخر جذب و سرمستی کا زمانہ ختم ہوا تو میدانِ حقیقت میں قدم رکھا۔ اس زمانہ میں اکثر بزرگوں کی ارواح سے ملاقاتیں ہوئیں۔ کئی مرتبہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ غوث العالم حضرت خواجہ مودود چشتی رح حضرت محبوب الٰہی رح حضرت شیخ احمد رح مجدد سرہندی رح اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے بھی ملے۔ اب حضرت شیخ کے لیئے دو ٹھکانے باقی رہ گئے تھے۔ (۱) مزارات پر معتکف ہوکر کسبِ فیض (۲) یا اہل اللہ کی صحبتیں۔ حضرت شیخ رح کی یہ حالت تھی کہ جب کسی شخص کے متعلق سُنتے کہ وہ خدارسیدہ ہے اُس کی خدمت میں فوراً حاضر ہوتے اور جو طریقہ وہ بتلاتے اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ اس حال میں پورا ایک سال گذر گیا۔ مختلف کیفیتیں طاری ہوئیں احوال منکشف ہوتے رہے کبھی جذب وشوق بڑھ جاتا تھا کبھی سرد پڑ جاتا تھا مگر ظاہراً جو ایک حالت قائم ہو گئی تھی وہ بدستور قائم رہی اس میں کسی قسم کی تبدیلی رونما نہ ہوئی اور آپ جذب سے سلوک کی طرف بڑھنے لگے۔

حضرت شیخ دلّی میں حضرت محمد صادق خلیفہ میاں پیر محمد سلونی رح کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ پر جذب کی کیفیت طاری تھی احترام شرع کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ اس حالت کو چھپانے کی حد سے زیادہ کوشش کرتے تھے

لیکن جب ضبط کا یارانہ رہا اور بالکل مجبور ہو گئے تو مجذوب سے اپنی حالت بیان کر کے امداد کی درخواست کی انہوں نے جواب دیا کہ۔

"اگر اسی قسم کی آگ چاہتے ہو تو میرے پاس بہت ہے،!

لیکن پانی حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے پاس ہے وہاں جاؤ"

حضرت شیخ رح کا قلب جگر اس آگ سے پہلے ہی سوختہ ہو چکا تھا، ابرِ کرم کے منتظر تھے۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کا نام سنتے ہی بے تاب ہو گئے، اور والدہ محترمہ سے اجازت لئے بغیر ہی مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ پہنچکر طواف و سعی سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے اور چند روز کی قطع مسافت کے بعد حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کی خدمت میں جا پہونچے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ قطبِ مدینہ رح کے قدموں میں

مدینہ طیبہ پہنچکر حضرت شیخ کلیم اللہ رح نے اپنا زیادہ وقت قطبِ مدینہ کی خدمت میں گذارا۔ ان دنوں حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح مسند آرائے سلوک و طریقت تھے۔ دنیا جہان کے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مقصد کو پہنچتے تھے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ قطب مدینہ رح کو دیکھتے ہی بے تاب ہو گئے عالمِ جوشش و اضطراب میں یہ رباعی قطب مدینہ کی خدمت میں پیش کی۔

ایکہ تو از نام تو می بارد عشق + وز نامہ و پیامِ تو می بارد عشق
عاشق شود آنکس کہ بکوئیت گذرد + گو یا ز درو بام تو می بارد عشق

حضرت قطب مدینہ رح نے رباعی کو پسند فرمایا۔ بہت خوش ہوئے حلقۂ ارادت

میں داخل فرماکر خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ قطب مدینہ رح کی خدمت میں رہکر حضرت شیخ رح نے کمالات ظاہری وباطنی حاصل کئے اور درجہ ولایت وقطبیت پر فائز ہوئے۔ مستند اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت شیخ رح قطب مدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک منور مکان میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح بھی موجود ہیں، اور ایک تخت پر چند خرقے رکھے ہوئے ہیں۔ حضور آقائے نامدار صؐ نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ انہیں پہنادو۔ حضرت شیخ رح قدمبوس ہوئے اور خرقہ لے کر اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کیا۔ جب آپ بیدار ہوئے دل بیحد مسرور تھا۔ اسی وقت شیخ یحییٰ مدنی رح نے آپ کو طلب کیا۔ حضرت قطب مدینہ رح کے پاس اس وقت چند خرقے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت قطب مدینہ رح نے ایک خرقہ اٹھاکر آپ کو پہنایا، اور فرمایا۔ بابا کلیم! ہم یہ خرقہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دے رہے ہیں۔ حضرت شیخ رح نے خرقہ پہنکر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔

ریاضت اور مُجاہدے

خرقہ پوشی کے بعد حضرت قطب مدینہ رح نے حضرت شیخ کلیم اللہ کو ظاہری وباطنی نعمتوں سے سرفراز کیا۔ حضرت شیخ ایک مدت تک حجاز میں مقیم رہے، ان ایام میں حضرت شیخ کی ریاضت میں حیرت انگیز اضافہ ہوگیا تھا۔ بعض ایام

ایسے گذرے کہ حضرت شیخ رح تین دن کے بعد ایک روٹی جو کی پانی میں تر کرکے روزہ افطار کرتے تھے۔ حضرت شیخ نجیب الدین چشتی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کلیم اللہ اعلیٰ درجہ کے متوکل تھے۔ توکل و رضا آپ کا شعار تھا۔ گیارہ سال تک آپ نے شب و روز مجاہدہ کیا۔ مدارج ولایت و قطبیت سے گذر کر درجۂ محبوبی تک پہنچ گئے تھے جب کوئی حاجت مند آپ سے رجوع کرتا تھا بہت جلد اس کا مقصد بر آجاتا تھا۔ آپ کے ایک ہم عصر بزرگ خواجہ شمس الدین مبارک فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو دینی یا دنیاوی مراد جلد حاصل کرنی ہو وہ ہمارے زمانہ کے شیخ اعظم حضرت شیخ کلیم اللہ رح سے طلب کرے۔ شیخ جمال الدین حسنی اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ کلیم اللہ اپنے زمانہ کے عارف کامل تھے، زہد و ریاضت اور کشف میں لاثانی تھے۔ جو کچھ فرما دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

ہندوستان کو واپسی

حجاز میں ایک عرصہ قیام کے بعد حضرت شیخ نے وطن مالوف کی طرف واپس آنے کی درخواست کی چنانچہ آپ کو دہلی آنے کی اجازت مل گئی۔ بوقت روانگی قطب مدینہ رح نے فرمایا:

"ایک شخص مسمی اچھا یار اتی دلی کا رہنے والا ہے۔ آج رات عالم روحانیت میں ہم سے بیعت ہوا ہے۔ جب تم دلی پہنچو، تو اس سے محبت کے ساتھ ملاقات کرنا، وہ بھی تمہاری طرح ہمیں

عزیز ہے۔ جب ملاقات ہو یہ شجرہ اور کلاہ ہماری طرف سے پہنچا دینا۔"
حضرت شیخ رح اپنے مرکز عقیدت سے رخصت ہو کر قطع مسافت طے کرتے ہوئے درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح میں حاضر ہوئے رات بھر عبادت میں مشغول رہے۔ اسی شب حضرت شیخ اچھا نے حضرت قطب مدینہ رح کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا ہمارا محبوب خلیفہ شیخ کلیم اللہ جس نے ظاہری آنکھوں سے ہمیں دیکھا ہے آج صبح تم سے ملاقات کرے گا۔ انتہائی محبت اور خلوص کے ساتھ ان سے ملاقات کرنا۔ شیخ اچھا صاحب نماز فجر سے فارغ ہو کر پرانی دلی سے مہرولی کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک بزرگ پیدل آتے ہوئے نظر آئے۔ چہرے سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔ شیخ اچھا نے فوراً پہچان لیا کہ آفتاب معرفت شیخ کلیم اللہ آپ ہی ہیں ادھر حضرت شیخ کلیم اللہ نے روحانی بصیرت سے معلوم کر لیا کہ شیخ اچھا یہی بزرگ ہیں۔ دونوں بزرگ اخلاص و محبت کے ساتھ ملے۔ حضرت شیخ اچھا نے کہا میں شرف قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنی مقدس آنکھوں سے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت قطب مدینہ کو دیکھا ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں آپ کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ میں نے طویل سفر کیا۔ قطع منازل کے بعد شرفِ زیارت حاصل کیا۔ آپ نے چشم باطن سے شیخ کو دیکھا ہے۔ عالم روحانیت میں بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ فضیلت کیا کچھ کم ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے تبرکات پیش کئے۔ پھر ان دونوں بزرگوں کی محبت اتنی

بڑھی کہ ایک جان دو قالب ہو گئے۔

حضرت شیخ اچھا صاحب کا مزار حضرت خواجہ امیر خسرو رح کے مزار مبارک کے قریب ہے۔ اہلِ معرفت کا بیان ہے کہ حضرت شیخ اچھا عارف کامل اور فاضل جلیل تھے۔

قطبِ مدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح

حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح اپنے زمانہ کے مشہور اکابر صوفیا میں سے تھے۔ ۲۰ ر رمضان سنہ ۱۱۰۱ ہجری کو احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ بیس سال کی عمر میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرما کر سجادۂ مشیخت پر رونق افروز ہوئے۔

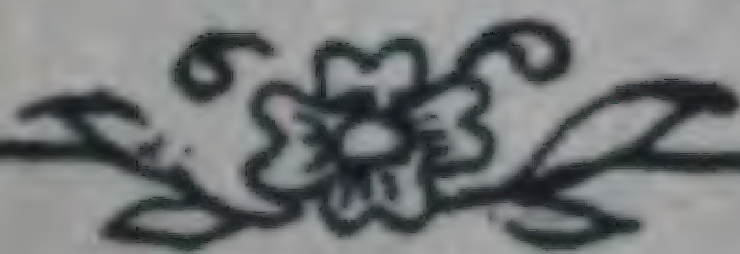
صاحب مرأۃ احمدی نے لکھا ہے:۔

ذات مبارک حجت بود بر مشائخ سلف بلکہ در متقدمین ہم مثل ایشاں کم بودہ باشند۔	آپ کی ذات مبارک مشائخ سلف پر حجت تھی۔ متقدمین میں بھی ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں۔

جس وقت اورنگ زیب گجرات کی صوبیداری پر مامور تھا وہ حضرت شیخ رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ نے پیشین گوئی فرمائی کہ "تم تخت شاہی پر بیٹھو گے اور تم سے دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچے گی"۔ شہزادہ اورنگ زیب حضرت شیخ کا بڑا معتقد تھا۔ ایام شہزادگی میں دو سو روپئے سالانہ آپکی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ تخت نشینی کے بعد اورنگ زیب ہر سال ایک ہزار روپئے بھیجنے لگا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعبۂ احتساب نہایت سخت تھا۔ مرزا باقر محتسب نے سماع پر حضرت شیخ کے مچلکے لے لئے تھے۔ اورنگ زیب کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کا خط لکھا اور محتسب کو تنبیہ کی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح آخر عمر میں ایک روحانی اشارے پر مدینۂ طیبہ تشریف لے گئے اور وہیں ۲۸ صفر ۱۱۰۱ھ ہجری کو وصال فرمایا اور امیر المومنین سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقبرے کے متصل دفن ہوئے۔ دلّی میں حضرت شیخ کلیم اللہ رح کے آستانہ پر ۲۸ صفر کو حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کا عرس بڑے اہتمام کے ساتھ محترمی جناب محمد مستحسن فاروقی سجادہ نشین درگاہ کلیمی رح کے زیرِ اہتمام ہوتا ہے جس میں دلّی اور بیرونِ دلّی کے بڑے بڑے مشائخ شرکت فرماتے ہیں اور کئی روز تک محلس روحانیت گرم رہتی ہے۔



حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ

عنوانِ شرف عظمتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
کیا شان ہے کیا شوکتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

تفسیر بیاضِ رُخِ سلطانِ مدینہؐ
ہر ایک ورق سیرتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

حاصل ہے رسائی اسے تا خواجۂ اجمیرؒ
جس دل میں نہاں الفتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

محبوبِ الٰہیؒ کی محبت میں فنا ہیں
محبوبِ عجب نسبتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہے خلد نظر صورتِ محبوبِ الٰہیؒ
کس درجہ حسین صورتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہر بادہ کشِ چشتی و فخری و کلیمی
مخمورِ مئے الفتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

کیوں شیخِ جہاں ہوں نہ کلیم اہلِ صفا میں
حاصل شرفِ بیعتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہیں آپ کے سجادہ نشیں فخرِ زمانہ
آفاق میں یہ شہرتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

مخدومِ جہاں مثلِ نیازؒ اور سلیمانؒ
دربانِ درِ دولتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہیں لرزہ براندام مریدانِ صفا کیش
دل پر اثرِ ہیبتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

پھرتے نہیں خالی درِ رحمت سے بھکاری
اکرام و عطا عادتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہے رحمتِ عالم کی شفاعت کا وہ حقدار
جس پر نظرِ رحمتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

حضرت شیخ کلیم اللہؒ کی خانقاہ

مدینہ طیبہ سے واپسی کے بعد حضرت شیخ کلیم اللہؒ نے شاہجہاں آباد میں جامع مسجد اور قلعہ کے درمیان بازار خانم میں سکونت اختیار فرمائی اور سلسلہ درس و تدریس جاری کر دیا۔ اس مقام پر آپ کی خانقاہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جو عبادت خانہ و مجلس خانہ و لنگر خانہ اور زنانخانہ وغیرہ پر مشتمل تھی (انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد نہ خانم کا بازار رہا نہ حضرت شیخ کی خانقاہ) حضرت شیخ کلیم اللہؒ کی علمی شہرت ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک تک تھی۔ آپ کے مدرسہ میں دور دراز سے طلبا تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کو حدیث کے درس سے خاص دلچسپی تھی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح ایک بار آپ سے ملنے کے لئے آئے تو آپ اس وقت بخاری شریف کا درس دے رہے تھے۔ آپ کا دولت کدہ مدرسہ بھی تھا اور خانقاہ بھی۔ طالب علموں کے لئے رہائش کا انتظام تھا کھانا کپڑا مغلیہ سرکار سے ملا کرتا تھا۔

شانِ استغنا

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ میں شانِ استغنا بدرجہ اتم موجود تھی۔ عام طور پر کسی شخص کا نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ خاص خاص احباب کی نذریں قبول فرما لیتے تھے مگر فوراً مساکین کو تقسیم فرما دیتے تھے۔
ایک دفعہ غزنی کا ایک باکمال شاعر طالب حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا

کہ میں ایک قصیدہ لکھ کر لایا ہوں میری خواہش ہے کہ فرخ سیر کے دربار میں قبول ہو جائے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ دوسرے دن اسے دربار میں پہنچے اور قصیدہ سنانے کا موقعہ مل گیا۔ فرخ سیر قصیدہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور طالب کو گراں قدر انعام عطا فرمایا۔ طالب یہ سب روپیہ لے کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا کہ حضرت کی دعا کی برکت سے مجھے یہ روپیہ ملا ہے۔ قبول فرما کر عزت افزائی فرمائیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا نہیں نہیں یہ تمہارا ہی حق ہے اسے اپنے متعلقین کے پاس پہنچا دو۔

حضرت شیخ رح کے زمانۂ حیات میں گو فتوحات کم تھی لیکن پھر بھی جو کچھ آتا تھا لنگر خانے میں صرف ہو جاتا تھا حضرت شیخ کی ذاتی آمدنی صرف دو روپے آٹھ آنے ماہوار تھی جو آپ کے ایک ذاتی مکان کا کرایہ تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ اسی قلیل رقم میں مع اہل و عیال کے گذر فرماتے تھے۔

تکملہ سیر الاولیاء میں ہے کہ ان ڈھائی روپے میں سے حضرت شیخ رح آٹھ آنے ماہوار مکان کا کرایہ دیا کرتے تھے اور دو روپئے میں پورے گھر کا خرچ چلاتے تھے۔ قحط یا اور اتفاقی خرچ کی وجہ سے حضرت شیخ قدس سرہٗ کو قرض لینے کی نوبت آجاتی تھی لیکن اس عسرت اور تنگی کے باوجود کسی بادشاہ کا کوئی عطیہ قبول نہیں فرمایا۔ بادشاہ فرخ سیر نے ہر چند کوشش کی کہ خزانہ شاہی سے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے یا جاگیر عطا کی جائے لیکن حضرت شیخ رح نے صاف انکار کر دیا۔

اَخلاق وملکاتِ فاضلہ

حضرت شیخ کلیم اللہ رح حلم، صبر اور ضبط کی جیتی جاگتی تصویر تھے، کسی سے خفگی یا ناراضگی کیا معنیٰ؟ دشمنوں اور مخالفوں سے بھی کبھی ناراض نہ ہوتے تھے۔ اگر کسی دشمن سے کوئی تکلیف پہنچتی تو زبان مبارک پر یہ اشعار جاری ہو جاتے تھے۔

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ خارے برنہد در راہ ما از دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

(ترجمہ) "جو شخص ہمیں تکلیف پہنچائے اس کو بہت بہت راحت نصیب ہو اور جس کسی کا کوئی یار نہ ہو خدا اس کا یار بن جائے۔ جو شخص دشمنی کے قصد سے ہماری راہ میں کانٹے بچھائے اس کی عمر کے باغ کا جو پھول کھلے خدا کرے بے خار ہو۔"

دکن کے کچھ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت شیخ کو بُرا بھلا کہا تھا، حضرت مولانا شاہ نظام الدین (خلیفۂ اعظم) نے حضرت کو اطلاع دی تو جواب میں فرمایا۔

"اگر کوئی شخص ہمیں برائی سے یاد کرتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں اس لئے کہ ہم میں اس سے زیادہ برائیاں

موجود ہیا۔ یہ ان لوگوں کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیں گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے پر پھر بھی کوتاہی سے کام لیا۔ ہم نے اسے معاف کر دیا تم بھی معاف کر دو۔"

حضرت شیخ رح کی مقدّس تعلیمات

حضرت شیخ کلیم اللہ رح جس وقت مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے وہ ایسا نازک وقت تھا جب عدل و انصاف کا نام ہی باقی رہ گیا تھا۔ ہر طرف نفس پرستی کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ شراب نوشی عوام و خواص کا ایک مشغلہ تھا۔ محنت و مشقت کی جگہ عیش و عشرت، عبادت اور سپاہیانہ زندگی کے بجائے فسق و فجور اور آرام طلبی نے لے لی تھی۔ امرا کی خوشامد اور ان کی مدح خوانی زندگی کا ایک فرض بن گئی تھی۔ حضرت شیخ نے سجادہ مشیخت پر تشریف فرما ہوتے ہی اپنی مقدس تعلیمات سے لوگوں میں دین کا احساس پیدا کیا۔ نامناسب عقائد کی اصلاح کی۔ عبادت کی اہمیت اور تخلیق انسان کی غرض و غایت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ عمل بالقرآن اور اتباع سنت کا ذوق پیدا کیا۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ حق شناس مسکین نواز۔ صاحب ایثار۔ فیاض، پابندی وعدہ و عہد اور عبادت و ریاضت کے شائق بن جاتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نور ہدایت نے جن ذروں کو نوازا وہ آسمان عظمت پر مہر و ماہ بنکر چمکے اور گم گشتگانِ راہ اس نور ہدایت اور نور معرفت کی روشنی میں

منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ بعض ارکین دولت فسق و فجور سے تائب ہو کر پاک باز بن گئے۔

شانِ خطابت

حق تبارک تعالیٰ نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان میں ایسی تاثیر عطا فرمائی تھی کہ آپ کے سحر آفریں کلام سے ہزارہا گمراہ راہِ راست پر آ گئے اور ہزاروں فاسق و فاجر اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار بن گئے حضرت شیخ قدس سرہٗ کے وعظ و پند کا ایک ایک لفظ سامعین کے قلب پر نقش کالحجر ہوتا تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ اس روانی اور فصاحت کے اور بلاغت کے ساتھ تقریر فرمایا کرتے تھے کہ حاضرین پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کی تقریر اسرار و معارف کا ایک بے پناہ سمندر ہوتی تھی۔ حاضرین میں زیادہ تر اہل معرفت ہوتے تھے۔ دورانِ تقریر میں کبھی عالمانہ شان جلوہ گر ہوتی تھی کبھی جلال کا رنگ غالب آجاتا تھا کبھی رأفت و رحمت کی کیفیت نمایاں رہتی تھی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی آواز مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ دور اور نزدیک کے سب حاضرین تک یکساں پہنچتی تھی

اتباعِ سنّت

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی شیفتہ و دلدادہ تھے۔ آپ کی زندگی سنت نبوی کا مجسم نمونہ تھی

مندرجہ ذیل واقعات سے پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اتباع سنت رسول کے کس قدر پابند تھے۔

شیخ رشید بن ایوب لکھتے ہیں کہ میں سفر حجاز کے موقع پر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے ساتھ تھا جب مدینہ طیبہ پہنچے اور مسجد قبا جانے کا ارادہ کیا تو ایک مرید نے عرض کیا میں آپ کے لئے سواری کا انتظام کرتا ہوں! حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "اگر مجھے سواری درکار ہوتی تو مل سکتی تھی"۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تو اس مسجد میں پاپیادہ جاکر نماز پڑھا کرتے تھے اس لئے میں بھی اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پاپیادہ جانا پسند کرتا ہوں

حضرت شیخ قدس سرہٗ رح جبل اُحد تک پاپیادہ جاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے اسی لئے میں پیدل چلتا ہوں کہ میرے پیر میں مٹی لگ جائے اور اس بشارت سے مجھے بھی حصہ ملے۔

گذشتہ صفحہ میں آپ حضرت شیخ رح کے صبر و استقلال اور حلم کا حال پڑھ چکے ہیں سیرت رسول ص سے باخبر حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مکہ معظمہ میں دشمنان اسلام (کفار قریش) نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار کے حق میں بد دعا کرتے تو ناممکن تھا کہ ان کا بیڑا غرق نہ ہو جاتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان کیلئے بد دعا نہ کی۔ حضور کی دعا ان لوگوں کے حق میں ہمیشہ یہی

ہوتی تھی ۔"

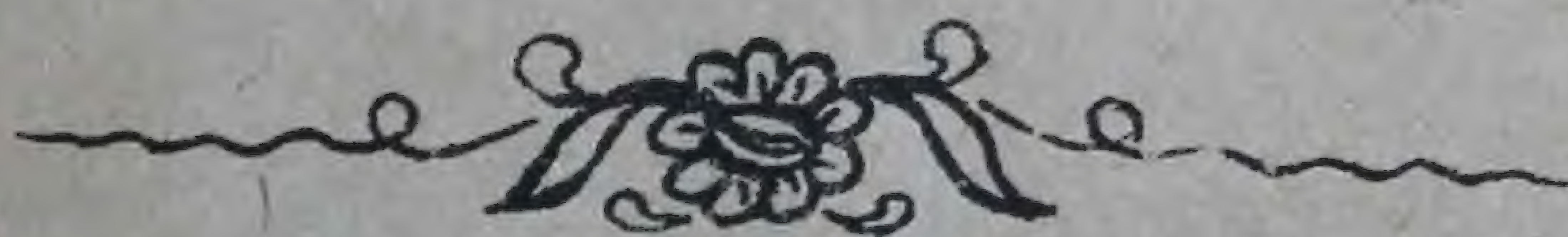
" اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما وہ بڑے ناسمجھ ہیں"

اللہ اللہ یہ تھی دشمنوں کے حق میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و رحمت۔

حضرت شیخ کلیم اللہ کی دشمنوں کے حق میں یہ دعا تھی کہ"

"ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد ۔"

اتباع و استغراق سنت نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی زندگی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی۔



گدا پرور جہاں پرور کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

فدائے حسنِ پیغمبر کلیم اللہ ولیؒ تم ہو
جہانِ عشق کے سرور کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

ہدایت یاب ہے دنیا تمہارے بابِ رحمت سے
مرے آقا مرے رہبر کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

تمہارے در سے سائل جھولیاں بھر بھر کے آتے ہیں
سخی داتا گدا پرور، کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

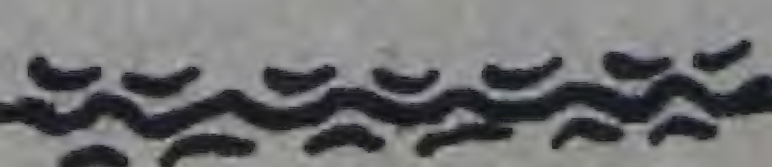
ملی ہے دولتِ صدق و صفا صدیق اکبرؓ سے
سراپا صورتِ حیدرؓ کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

تمہارے بادہ کش سرمستِ صہبائے ولایت ہیں
محبت ساقیٔ کوثر کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

ہو تم مسند نشیں خواجہ معین الدین چشتیؒ کے
معین بے کس و بے زر کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

محبت ہے تمہاری اصلِ ایماں، جوہرِ عرفاں
محبت کے حسیں پیکر کلیم اللہ ولیؒ تم ہو

تہی دامن رئیسؔ بے نوا مجلس میں حاضر ہے
گدا پرور، جہاں پرور، کلیم اللہ ولیؒ تم ہو



حضرت شیخ رح کے معمولات

حضرت شیخ کلیم اللہ اگرچہ آفتاب علم و معرفت تھے لیکن اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ اور اگر کسی وقت کسی عنوان پر تقریر فرماتے تو سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ زبانِ فیض ترجمان میں حیرت انگیز تاثیر و کشش تھی

حضرت شیخ رح کا معمول تھا کہ رات کو بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور ہر وضو کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے تھے۔ حضرت کا معمول شریف تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد خلوت اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس وقت کسی شخص کو حجرہ شریف میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ طلوع سحر تک عبادت میں مشغول رہتے۔ فجر اور ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت روزمرہ کا معمول تھا۔

حضرت شیخ رح کو تلاوت کلام پاک کا بیحد شوق تھا، کبھی کبھی حجازی انداز میں تلاوت فرماتے تھے کبھی کبھی ایسی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سامعین وجد و کیف میں غرق ہو جاتے تھے۔ تلاوت کرتے کرتے آپ خود بھی اشکبار ہو جاتے تھے

حضرت شیخ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کے ایک حاضر باش مرید کا بیان ہے کہ آپ نے بیس سال تک عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

اثنائے تلاوت میں جہاں جہاں انعامات خداوندی کا تذکرہ آتا۔ ان آیتوں کو بار بار والہانہ انداز سے دوہرایا کرتے تھے۔ ان آیات کو پڑھتے پڑھتے مراقبے اور مشاہدے میں مستغرق ہو جاتے۔ اس وقت حضرت کا چہرۂ زیبا سراپا

نور بن جاتا تھا۔

سادگی اور بے نفسی

سادگی اور بے نفسی ایمان کی علامت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

البذاذۃ من الایمان سادگی بھی ایمان کا جزو ہے۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیحد سادگی پسند تھے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ نے موٹے کپڑے کی ایک قمیص اور ایک تہمد نکال کر صحابہ کرام کو دکھلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ ان ہی دو کپڑوں میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا۔ اس سادگی کے باوجود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نہایت نفاست پسند تھی۔ لباس صاف ستھرا پہنتے تھے۔ خوشبو استعمال کرتے تھے بعینہ یہی حالت ہمارے سرکار حضرت شیخ کلیم اللہ رح کی بھی تھی۔ روزآنہ صبح اٹھکر غسل فرماکر صاف و شفاف لباس زیب تن فرمانا آپ کا معمول تھا۔ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ حضرت شیخ رح اگر کسی سفر میں تشریف لیجاتے تو اپنے خادم کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچاتے تھے اس سادگی اور بے نفسی کے باوجود آپکے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے امرا آپ کے سامنے آتے گھبراتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ جامع شاہجہانی میں نماز جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ مسجد میں بادشاہ فرخ سیر بھی ہوتا تھا مگر اس

کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ آپ سے ہم کلام ہو

مصیبت زدہ اور بیکسوں کی چارہ سازی

حضرت شیخ کی ذاتِ گرامی منبع فیوض و برکات تھی۔ امیر، فقیر، بیکس مصیبت زدہ سب ہی آپ کی ذاتِ گرامی سے فیض حاصل کرتے تھے۔ حضرت کی خدمت میں اگر کوئی مصیبت زدہ حاضر ہوتا تو اس سے نہایت ہمدردی سے دریافت حال فرماتے اور روپیہ پیسہ سے مدد فرمایا کرتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ خیر یہ بات تو حضرت کی زندگی میں تھی وصال کے بعد بھی آپ اپنے زائرین، متعلقین، اور متوسلین کی ہر طرح سے امداد فرماتے ہیں جو محتاج بیان نہیں۔

مریدوں پر خصوصی شفقت

خواجہ محمد یوسف رح کا بیان ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کو اپنے مریدوں سے بے حد محبت تھی اپنے کسی خادم کو تکلیف میں دیکھکر بے قرار ہو جاتے تھے۔ اگر کسی مرید کی بیماری کا علم ہو جاتا تو آپ اس کے مکان پر مزاج پرسی کے لئے تشریف لے جاتے اور صحت کے لئے دعا فرماتے تھے۔

بے مثال عفو و درگذر

حضرت شیخ کے بے پناہ عفو و کرم کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں نے اپنی امارت

کے نشے میں آپ کو تکالیف پہنچائی تھیں۔ آپ نے ان کے حق میں کبھی بددعا نہ کی اگر کسی خادم سے کسی وقت کوئی نقصان ہو جاتا تھا تو غصہ کا اظہار تو کجا، تسکین آمیز لہجہ سے اس کی ندامت اور پریشانی دور کر دیتے تھے۔ التفات اور نظر کرم کی یہ حالت تھی کہ ہر مرید یہی سمجھتا تھا کہ حضرت مجھ سے زیادہ محبت فرماتے ہیں

ذوقِ سماع

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ سماع کے بحد شائق تھے لیکن حضرت کی محفل سماع میں ہر کس و ناکس کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ سوائے مریدوں کے کسی شخص کو محفل سماع میں حاضری کی اجازت نہ تھی۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے جن گمراہیوں کے متعلق اپنے زمانہ میں آواز اٹھائی تھی ان میں ایک مسئلہ سماع بھی تھا۔ اس لئے کہ خواجگانِ چشت نے اس غذائے روحانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے جو شرائط مقرر کی تھیں اٹھارویں صدی میں ان کا لحاظ یا پاس متروک ہو گیا تھا۔ حضرت شیخ کی ہدایت تھی کہ اُن کے مُرید یا تو ہماری طرح محفلِ سماع کیا کریں ورنہ بجائے محفلِ سماع کے اپنا وقت مراقبہ میں صرف کیا کریں۔

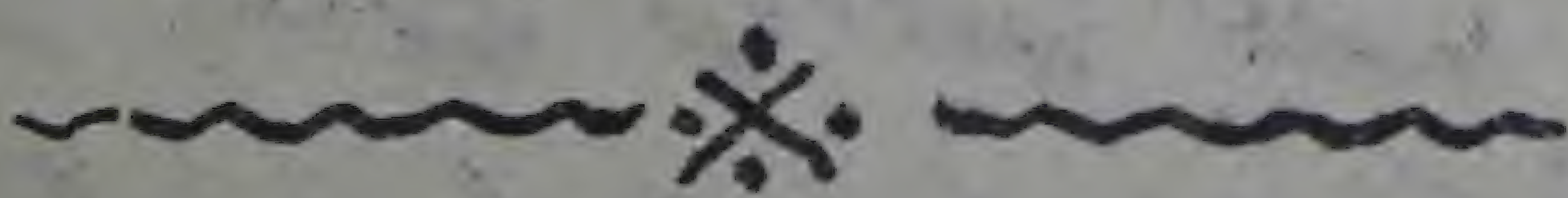
حضرت شیخ کی تصانیف

حضرت شیخ کلیم اللہ رح کی تصانیف کا اجمالی تذکرہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے حضرت شیخ نے تصانیف کا جو بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے اس سے

آپ کے علمی تبحّر اور جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مناقب فریدی میں حضرت رح کی کل تصانیف کی تعداد ۳۲ مذکور ہے۔ افسوس زمانہ کے دستبرد سے تصوّف، کی چند کتابیں بچی رہیں جو طبع ہو کر منظر عام پر آگئی ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں (۱) عشرۂ کاملہ۔ (۲) سواء السبیل (۳) کشکول کلیمی (۴) مرقع کلیمی (۵) مکتوبات

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کی تفسیر نہایت اعلیٰ پایہ کی یعنی قرآن القرآن کے نام سے لکھی تھی حضرت مولانا شاہ فخر الدین رح نے یہ اصل نسخہ دہلی کے بازار میں کسی دوکاندار سے گراں قیمت دے کر خرید لیا تھا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں یہ تفسیر میرٹھ کے ایک پریس نے قرآن مجید کے حاشیہ پر چھاپ کر شائع کی تھی۔

متذکرہ بالا پانچ کتابوں میں چار اول الذکر کتابیں تصوف سے متعلق ہیں ان چاروں میں کشکول اور مرقع زیادہ تر مشہور ہیں۔ کشکول میں روحانی ترقی کے اعلیٰ مدارج اور دشوار گذار راہوں کا ذکر ہے۔ مرقع میں اس تمام سازو سامان کی تفصیل بتائی گئی ہے جس کی اس سفر میں ضرورت پیش آتی ہے۔ ان دونوں کتابوں نے مجموعی حیثیت سے ایک مکمل ضابطہ روحانی کی شکل اختیار کرلی ہے جو عہدِ قدیم میں فوائد الفواد اور کشف المحجوب کو حاصل تھی۔ ان دونوں کتابوں کا مختصر خلاصہ اس کتاب میں قابل ملاحظہ ہے۔



دُرِ نجف کی ہے چمک سنگِ درِ کلیمؒ میں

جذبِ تجلیاتِ عرش ہیں نظرِ کلیمؒ میں
تابشِ برقِ طور ہے رہ گذرِ کلیمؒ میں

وقتِ سجود بڑھ گئی لوحِ جبیں کی آب و تاب
دُرِ نجف کی ہے چمک سنگِ درِ کلیمؒ میں

حاملِ کیفِ حسن و عشق جامِ جہاں نما نہ تھا
ہے مئے کوثر و طہور جامِ نذرِ کلیمؒ میں

میرِ نجفؓ کے ہاتھ سے پی ہے شرابِ معرفت
بادۂ چشت کا خمار ہے نظرِ کلیمؒ میں

کیوں نہ مریضِ عشق ہو فکرِ دوا سے بے نیاز
خاک شفا کا ہے اثر خاکِ درِ کلیمؒ میں

سلطنتِ فنا بقا میرِ عرب نے کی عطا
عکسِ بلالِ بدر ہے تاجِ سرِ کلیمؒ میں

دولتِ عشقِ مصطفےٰ سائلِ در کو مل گئی
حالتِ دل بدل گئی اک نظرِ کلیمؒ میں

چشمِ زدن میں فخرؒ کو فخرِ زماں بنا دیا
فقر و غنا کا ہر مقام ہے اثرِ کلیمؒ میں

سایہ فگن ہے قبر پر طوبیٰ کی ہر ڈالیاں
باغِ جناں کے پھول ہیں ہر شجرِ کلیمؒ میں

وادیِ سینا سینہ ہے جلوۂ شمعِ طور سے
نورِ نظر ہے دیدۂ حق نگرِ کلیمؒ میں

تا درِ خواجگانِ چشت لے کے چلا ہے سرنوشت
جرأتِ عرضِ حال ہو نامہ برِ کلیمؒ میں

یادِ خدا ہے قلب میں کعبہ ہے جنتِ نظر
صرفِ سجود ہے ضیاؔ رہ گزرِ کلیمؒ میں

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تبلیغی و اصلاحی کارنامے

حق تبارک و تعالیٰ نے بعثت رسول علیہ السلام کا مقصد ان الفاظ میں کلام پاک میں بیان فرمایا ہے:۔

هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ط

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق عطا فرما کر بھیجا ہے تاکہ دین حق تمام ادیان عالم پر غالب آجائے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں جس سرگرمی اور جانفشانی سے کام لیا اس کی تفصیلات سے سیرت اور تاریخ کے صفحات لبریز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے نام عام فرمان تھا

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً ط

میری طرف سے لوگوں کو پہنچا دو خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

اولیاء اللہ چونکہ حقیقی معنی میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں اس لئے ان کی ذمہ داری دوسروں سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ جس وقت مسند مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت لوگوں کے دلوں پر مادیت کا زنگ چڑھا ہوا تھا۔ عیش پرستی اور نفس پروری کا دور دورہ تھا۔ طاعت و عبادت کے بجائے لوگ اپنا قیمتی وقت لہو و لعب میں گزارتے۔ جوا۔ شراب نوشی۔ عیاشی۔ زندگی کا عام مشغلہ تھا۔ اور رنگ رلیا

عالمگیر کے عہد حکومت کا آخری زمانہ تھا۔ بغاوتیں ہو رہی تھیں بادشاہ ان کے دبانے میں مصروف تھا۔ بادشاہ شاہی خاندان اور فوج کا اکثر حصہ دکن کی مہم پر لگا ہوا تھا۔ دہلی۔ آگرہ۔ لاہور اپنی عظمت کو خیرباد کہہ چکے تھے اسلامی ہند ایک تاریخی عبوری دور سے گذر رہا تھا ایسے وقت میں سرمایہ ملت کی حفاظت کرنا بہت ہی کٹھن کام تھا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رح نے اپنے محبوب خلیفہ مولانا شاہ نظام الدین کو تبلیغ و اصلاح کیلئے دکن روانہ فرمایا اور ان کے نام ہدایت نامہ جاری کیا کہ:

"تم جہاں کہیں بھی ہو اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور اپنی جان و مال کو اس راہ میں صرف کر دو۔"

"دینی اور دنیاوی فیض دنیا کو پہنچاؤ۔ اور اپنا عیش و آرام لوگوں پر فدا کر دو۔"

"مشرق سے مغرب تک اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کوشش کرو۔"

"بندگانِ خدا کے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دینی چاہیئے۔"

"لوگوں کو سمجھاؤ کہ دنیا النفس پروری اور تن آسانی کی جگہ نہیں ہے۔"

"قیامت کے دن خدا اور رسول کے نزدیک وہی شخص مقرب ہوگا جو ایمان کا نورِ باطنی پھیلانے میں کوشش کرنے والا ہوگا۔" (مکتوبات)

حضرت شیخ کلیم اللہ کی تمنا تھی کہ ان کے تمام مرید اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر وہ خاص خاص مریدوں کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا شاہ نظام الدین نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی تو حضرت شیخ رح نے

ارشاد فرمایا:-

" جب تک اعلائے کلمۃ الحق کیلئے کمر نہ باندھ لی جائے خلافت سے کیا فائدہ؟

" حضرت شیخ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ اسلام اور احیائے دین کی کوشش کرو۔ ہمارے بزرگوں (مشائخ) کا یہی مسلک رہا ہے۔ اس میں کوتاہی اچھی نہیں۔"

" حضرت شیخ قدس سرہٗ کا تمام خلفاء کے نام حکم تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق میں جان توڑ کوشش کی جائے۔ ملک کے مختلف حصوں میں پھر کر اس اہم ترین فریضہ کو انجام دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی اسی بات سے حاصل ہوگی کہ فرزندانِ آدم کے مفاسد کی اصلاح کی جائے۔ حق تبارک تعالیٰ نے اسی اہم خدمت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تھا۔ (مکتوبات)

غرض ایک طرف حضرت شیخ نے دعوت و اصلاح کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں خلفا کا تقرر فرما رکھا تھا۔ دوسری طرف آپ خود بھی زندگی کے آخری سانس تک ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ مکتوبات کے صفحہ ۲ پر جامع مکتوبات نے لکھا ہے۔

در ہدایتِ خلق اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ
تا دمِ واپسیں کوشش بلیغ بکار بردند

خلقت کی ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے
آخری سانس تک پوری پوری کوشش کرتے رہے

مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت شیخ کے مواعظ و ارشادات سے یوم وصال تک تیرہ ہزار غیر مسلم آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دکن میں حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح کی تبلیغی کوششوں سے غیر مسلم خاندانوں کے خاندان مسلمان ہوگئے۔ تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کے مریدوں کی

تبلیغی و اصلاحی کام کی نگرانی

حضرت شیخ کلیم اللہ رح نے مریدوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ایک نہایت مکمل نظام قائم کر رکھا تھا۔ حضرت شیخ صاحب دہلی میں بیٹھے بیٹھے ان تمام خلفاء کی جو تبلیغی و اصلاحی کام پر مامور کئے گئے تھے نہایت سختی سے نگرانی فرماتے تھے اور ان سے بار بار دریافت فرماتے رہتے تھے کہ اصلاحی پروگرام کا کیا ثمرہ مرتب ہوا۔ معمولی سے معمولی معاملات پر مرکز سے ہدایات جاری ہوتی رہتی تھیں۔ تمام مریدوں کو حکم تھا کہ وہ باقاعدہ اپنے حالات سے مرکز کو مطلع کرتے رہیں۔ اگر کسی سبب سے اطلاع یابی میں تاخیر ہو جاتی تو یہ امر آپ پر شاق گذرتا تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ہدایت تھی کہ مرید آپ کو جو خط تحریر کریں اس میں واردات حالات اور تقسیم اوقات کی پوری پوری تفصیل درج ہو تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ وقت کن کن مشاغل میں صرف ہو رہا ہے اور فرائض منصبی کی ادائیگی میں سرگرمی کا کیا حال ہے۔

حضرت شیخ نے اپنے مریدوں کی پوری نگرانی اور حفاظت کے لئے ان کی خلوت و جلوت کا پورا پورا پروگرام مرتب کر رکھا تھا۔ حضرت شیخ رح پابندی اوقات پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ حضرت رح کا ارشاد تھا:۔

ضبط اوقات آنکہ ندارد خسر
الدنیا و الآخرۃ ست۔ (مکتوبات)

جو شخص وقت کا پابند نہیں وہ
خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہے

اور اگر کوئی خلیفہ اپنے پروگرام سے حضرت کو مطلع نہ کرتا یا اطلاع دہی میں

تاخیر ہو جاتی تو حضرت شیخ صاحب رح اس سے خود دریافت کرتے کہ تم نے پروگرام کی اطلاع میں کیوں دیر کی۔

حضرت شیخ صاحب رح کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفا سرگرمی اور مشغولیت میں ذرا بھی کوتاہی نہ برتیں۔ حضرت کی تاکید تھی:۔

شما در کار خود سرگرم تر باشید کہ ہیچ کس بر شما شائق نتواند بود مگر آنکہ کار شما بکند (مکتوبات)

تم اپنے کام میں اور زیادہ سرگرم ہو جاؤ یہاں تک کہ جو شخص تمہارے پاس پہنچے وہ بھی تمہارا گرویدہ ہو جائے

انفرادی اور اجتماعی پروگرام

حضرت شیخ کے مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رح نے مریدوں کے لئے نظام الاوقات بھی متعین فرما رکھا تھا۔ فجر کی نماز سے رات تک کا انفرادی پروگرام بتانے کے بعد حضرت شیخ نے اجتماعی پروگرام کی طرف اس طرح توجہ دلائی کہ:۔

" اہل علم حضرات کو چاہئیے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس بعد نماز فجر یا ظہر و عصر کے درمیان دیا کریں، اور ارباب شوق انہی اوقات میں لمعات لوائح اور ان جیسی کتابوں کا درس جاری رکھیں۔

ذاتی مطالعہ کے لئے حضرت شیخ رح کی ہدایت تھی کہ احیاء العلوم کیمیائے سعادت اور مشائخ متقدمین کے تذکرے زیر مطالعہ رکھیں۔ نیز تذکرۃ الاولیاء، نفحات الانس، منازل السائرین اور رشحات کے مطالعہ کی بھی حضرت نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔

حضرت شیخ رح کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفاء کو سلسلہ کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ لوگ داخل سلسلہ ہو کر دولتِ فقر سے مالا مال ہو جائیں۔ اور لوگوں کے دلوں کی اصلاح کی کوشش جاری رکھیں تاکہ لوگوں کو وصال اور قربِ الٰہی نصیب ہو۔ (مکتوبات)

عطائے خلافت کا معیار۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے زمانے میں عطائے خلافت میں بڑی احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیا جاتا تھا۔ کیونکہ نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں یہ کام پہنچنے سے گمراہی پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اسی شخص کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے جسکے متعلق آپ کو یقین کامل ہوتا تھا کہ وہ اپنا جان و مال اشاعت اور تبلیغ دین کے لئے وقف کر دیگا۔ خلفاء کو ہدایت تھی کہ صلاحیت اور اہلیت کا اندازہ کئے بغیر اور بدون مرکز کو اطلاع دئے کسی کو خلافت دی جائے اور یہ بات ضرور ملحوظِ نظر رہے کہ خلافت صرف اہلِ علم کو ہی دینی چاہیئے۔ کیونکہ عالم کی صحبت میں گمراہی کی ترویج غیر یقینی ہے۔ نیز حضرت شیخ (طاب اللہ ثراہٗ) کا حکم تھا کہ عورتوں کو بھی داخل سلسلہ کیا جائے لیکن ان سے خلوت اور ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پرہیز کیا جائے۔

اتباعِ شریعت کی ہدایت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام مریدین و خلفاء کو اتباع شریعت کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ صاحبؒ کا حکم تھا کہ داخل سلسلہ تمام لوگوں کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ اپنا ظاہر شریعت سے آراستہ رکھیں اور "باطن عشقِ الٰہی سے

حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے۔ ایسا آدمی طریقت و حقیقت کے منازل کبھی طے نہ کر سکے گا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کی روحانی بلندی یا پستی کا حال معلوم کرنا ہو تو ظاہری شریعت کے معیار پر اس کو جانچ لیا جائے۔ جو شخص جس درجہ شریعت کا پابند ہوگا اسی قدر اس کی روحانیت بلند ہوگی۔ اور جو شخص جس قدر پابندیٔ شریعت میں کمزور ہوگا اتنی ہی اس کی روحانیت ضعیف ہوگی۔

اُمراء سے زیادہ اختلاط اچھا نہیں

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح کے زمانہ تک مشائخ چشتیہ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ امراء و سلاطین سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھتے تھے حضرت چراغ دہلی رح کے وصال کے بعد ہندوستان کی اسلامی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ امراء و رؤساء کی اگرچہ کمی نہ تھی مگر وہ رشتہ جس نے اُمت مسلمہ کی شیرازہ بندی کر رکھی تھی کمزور پڑ گیا تھا۔ اندریں حالات بعض مصلحتوں کی بناء پر ضروری تھا کہ احیائے ملت اور ترویج سلسلہ کیلئے سوسائٹی کے کسی حصہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ دولت مندوں کو بھی داخلِ سلسلہ کیا جائے۔ امراء اور اہلِ دُوَل کو سلسلہ میں داخل کرنے سے یہ غرض مقصود نہ تھی کہ وہ درویشی کے درجات و مراتب طے کر لیں بلکہ یہ مقصد تھا کہ ان لوگوں کے شامل ہونے سے بہت سے اور لوگ بھی داخلِ سلسلہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ عوام کی نظر میں امراء اور اہلِ دُوَل کا سلسلہ میں شامل ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کی خانقاہ میں دولت مندوں کا

ہجوم بڑھنے لگا تو انہوں نے اس بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ سے رجوع کیا تو انہوں نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ امرار اور دولتمند فقیر یا درویش نہیں بن سکتے اس لئے ان لوگوں سے زیادہ امیدیں وابستہ نہیں کرلی چاہئیں۔ ان لوگوں سے اتنا اختلاط بھی اچھا نہیں کہ اپنے کام میں خلل اور روحانی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو۔ ہاں اگر کوئی امیر تمہارے در پر آئے تو اس کو آنے سے منع نہ کرو اور خود ان کے در پر نہ جاؤ۔ امرار و سلاطین کے محلات کا طواف کرلنے سے ایمان کی رونق چلی جاتی ہے۔

کشف و کرامات اور خوارق

دعار کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہی بارش شروع

حضرت شیخ ابوالحسن مودودی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ دہلی کے چند با اثر علمار نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر امساک باران کی شکایت کی۔ حضرت شیخ نے دعار کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا، "یا الٰہی اپنے بندوں پر رحم فرما" اسی وقت بارش شروع ہوگئی اور ایک دن رات مسلسل ہوتی رہی۔

اندھے کی آنکھیں روشن ہوگئیں

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ رح صحرا کی طرف جا رہے تھے راستے میں ایک نابینا کو دیکھ کر اس کی حالت زار پر رحم آیا۔ خدا سے دعا

کی۔ یا اللہ اس کی آنکھوں کی روشنی بحال ہو جائے۔ اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

کنوئیں کا پانی مینڈ تک آگیا

حضرت خواجہ محمد یوسف رح لکھتے ہیں۔ کہ ہم ایک دفعہ حضرت شیخ کے ساتھ حج کو جارہے تھے راستہ میں بیر حسائی کے قریب پیاس کا غلبہ ہوا، کنوئیں پر پہنچے تو وہاں ڈول رسی ندارد!۔ حضرت نے فرمایا، جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں پانی لے لینا۔ حضرت جانماز بچھاکر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ابھی آپ نے نیت ہی باندھی تھی کہ کنوئیں کا پانی منہ تک آگیا۔ ہم سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ ایک آدمی نے مشکیزہ بھر لیا۔ پانی اسی وقت نیچے اتر گیا۔ حضرت شیخ رح نے نماز سے فراغت کے بعد فرمایا، افسوس تم لوگوں نے خدا پر بھروسہ نہ کیا۔

حضرت رح کا ہاتھ آگ سے نہیں جلا

سورت کا ایک مشہور پارسی فرامرز فیروز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا تمہاری ساری عمر آتش پرستی میں گذری لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ میں نے آج تک آگ کی پوجا نہیں کی لیکن آگ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی، تم پچاس برس سے آگ کی پوجا کر رہے ہو، دیکھیں وہ تمہارے ساتھ رعایت کا کیا برتاؤ کرتی ہے۔ آؤ ہم تم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں میرا رب اگر چاہے تو آگ کی مجال نہیں ہے کہ ذرہ برابر نقصان پہنچا سکے یہ کہہ کر آپ نے آگ میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور بہت دیر

تک ڈالے رکھا۔ بڑی دیر کے بعد حضرت نے آگ سے ہاتھ نکالا تو ایک رُواں تک نہ جلا تھا۔ فرامرز یہ حال دیکھ کر ششدر رہگیا۔ عرض گذار ہوا۔ حضرت میری عمر کا اکثر حصہ یوں ہی ضائع اور برباد ہو گیا ہے اب کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا مسلمان ہو جا۔۔! فرامرز نے کہا میں اسلام قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ خدا کے یہاں گذشتہ گناہوں کی سزا میں عذاب نہ ہو۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ اللہ کے دامن رحمت میں بڑی وسعت ہے تم مسلمان ہو جاؤ کچھ نہیں ہوگا۔ فرامرز اسی وقت برضا و رغبت خود مسلمان ہو گیا۔

سفر حج میں غیب سے کھانا آتا تھا

ایک شخص ابوحمزہ حضرت شیخ رح کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت شیخ جس منزل پر قیام فرماتے تھے وہاں غیب سے کچھ روٹیاں اور تھوڑا سا پانی آجاتا تھا۔

روٹی کا ٹکڑا کھاتے ہی فلسفی کا دل صاف ہو گیا

سنہ ۱۱۱۲ ہجری میں اصفہان کا ایک فلسفی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس فلسفی نے علوم معرفت پر چند اعتراضات کئے حضرت شیخ قدس سرہٗ اس وقت جو کی روٹی تناول فرما رہے تھے آپ نے روٹی کا ایک ٹکڑا فلسفی کو عطا فرمایا۔ روٹی کا ٹکڑا کھاتے ہی اس فلسفی کا دل شبہات سے پاک ہو گیا جس سے دل میں کایا پلٹ گئی اور وہ معرفت کی حمایت میں تقریر کرنے لگا۔

آسمان سے خوانِ نعمت کا نزول

حضرت شیخ نعیم الدین چشتی لکھتے ہیں

کہ سفر حج کے موقعہ پر میں حضرت شیخ صاحبؒ کے ساتھ تھا۔ دن بھر سفر کرنے کے بعد شام کو ایک ایسی منزل پر قیام کیا جہاں آبادی بہت کم تھی حضرت شیخ روزہ سے تھے۔ غروب آفتاب کے بعد پانی سے روزہ افطار کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اسی وقت آسمان سے ایک طباق اُترا جس میں چھ روٹیاں اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں سلام پھیرنے کے بعد حضرت شیخ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے میری لاج رکھ لی اور میرے ساتھی کو غیب سے رزق عطا فرمایا۔

ایک آوارہ آپ کی نصیحت سے عارف کامل ہو گیا

ایک شخص کو کسی عورت سے محبت تھی وہ اس کے عشق میں اس قدر دیوانہ تھا کہ رات بھر محبوبہ کے مکان کا طواف کیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اتفاقاً حضرت شیخ رح کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا "میاں صرف ہوائے نفسانی کی خاطر رات بھر تکلیف اٹھاتے ہو۔ اگر اتنی مشقت نماز پڑھنے میں برداشت کرتے تو نہ معلوم تم کیا سے کیا بن جاتے"! حضرت شیخ رح کے ان الفاظ کا اس شخص کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت توبہ کر لی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا اور حضرت شیخ رح کی دعا سے عارفِ کامل بن گیا۔

انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے

حضرت شاہ محمد ہاشم کا بیان ہے کہ ۱۱۳۲ھ ہجری میں جب حضرت شیخ قدس سرہٗ سفر حجاز میں تھے تو ایک منزل پر پانی کی سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ پانی ختم ہو گیا تھا۔ ایک سوداگر کے پاس ایک لوٹے میں تھوڑا سا پانی تھا

حضرت شیخؒ نے لوٹے میں ہاتھ ڈال دیا۔ انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔

ایک لوٹا دودھ تمام حاضرین کیلئے کافی

ایک روز حضرت کا ایک مرید ایک لوٹے میں دودھ لے کر آیا۔ ارشاد ہوا سب حاضرین کو پلاؤ۔ خواجہ محمد یوسف نے پیالہ لے کر تمام حاضرین کو تقسیم کیا۔ تقسیم کرنے کے بعد لوٹے میں جتنا دودھ تھا اتنا ہی بچا رہا۔

حضرتؒ کی دعا سے آسودہ حالی

خواجہ محمد شریف رحؒ بیان فرماتے ہیں، کہ شروع شروع میں میری مالی حالت خراب تھی ایک روز میں نے حضرت سے التجا کی کہ میری آسودہ حالی کیلئے دعا فرما دیجئے۔ حضرتؒ نے دعا فرمائی۔ چند روز میں میری حالت بہتر ہو گئی۔

ایک آوارہ متقی پرہیزگار بن گیا

خواجہ محمد یوسف رحؒ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ایک عزیز کو جو نہایت اوباش اور آوارہ تھا پیش کیا عرض گذار ہوا۔ اس کی اصلاح حال کیلئے دعا فرمائیے۔ حضرت شیخ رحؒ نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھ دیا۔ اسی دن سے وہ نوجوان متقی پرہیزگار بن گیا۔ دو حج کئے اور مستقل طور پر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔

ہاتھ رکھتے ہی ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ گئی

حضرت شاہ محمد ہاشم کے عزیز شکار کے لئے گئے تھے، گر پڑے ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی، شاہ ہاشم صاحب ان کو ساتھ لیکر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے حضرتؒ نے فرمایا ٹانگ پھیلاؤ، مریض نے ٹانگ پھیلا دی۔ حضرت نے

ٹوٹی ہوئی ہڈی پر ہاتھ رکھ دیا وہ شخص اسی وقت تندرست ہو گیا۔

حضرت شیخؒ کے مریدین کی ایک خصوصیت

خواجہ محمد شریف کا بیان ہے کہ میرا قریب ترین مشاہدہ ہے کہ جو شخص حضرتؒ کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا اس کے دل میں رقت اور بے پناہ عزم و استقلال پیدا ہو جاتا تھا۔ بعض غیر مسلم مریدوں کو جو اسلام قبول کر کے حضرتؒ سے بیعت ہو گئے تھے اپنے مال اور جائدادوں سے محروم ہو گئے۔ اور بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کے استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ انہوں نے برضا و رغبت خود اپنی تمام املاک اسلام پر قربان کر دیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اسلام سے برگشتہ نہ کر سکی۔

آگ سرد ہو گئی

حضرت ابو اسحاق چشتیؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ محترم ایک روز معرفت پر تقریر کر رہے تھے۔ سردی کا موسم تھا۔ انگیٹھی روشن تھی یکایک کیفیت طاری ہو گئی اور آپ سجدہ کی حالت میں انگیٹھی پر گر پڑے۔ مریدین کو خطرہ محسوس ہوا کہ آگ سے نقصان نہ پہنچ جائے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو بالکل محفوظ تھے

حضرت شیخؒ کا کشف

حضرت خواجہ ابوبکر رشدی رح تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ اس کا نام لے کر پکارتے تھے وہ شخص دریافت کرتا۔ حضور آپ کو میرا نام کس طرح معلوم ہوا تو ارشاد فرماتے ہمیں اس نے علم عطا فرمایا ہے جو سب سے بڑا عالم ہے۔ اور الست میں میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کر لیا تھا وہ شناخت آج بھی کام آ گئی

بھولا ہوا قرآن شریف یاد آگیا

حضرت کے زمانے میں ایک شخص ابوحارث زنگ محل کے قریب رہا کرتا تھا وہ اعلیٰ درجہ کا حافظ وقاری تھا۔ بعض گناہوں کی شامت اعمال سے قرآن مجید اس کے ذہن سے محو ہو گا۔ ابوحارث سخت پریشان تھا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی، حضرت شیخ نے اس پر نظر توجہ ڈالی۔ اسی وقت اس کو سارا قرآن مجید یاد ہو گیا۔

جمنا کی طغیانی ایک گھنٹہ میں ختم

شاہ محمد ہاشم رح بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے جمنا میں شدید طغیانی آگئی۔ تمام شہر والے پریشان ہو گئے۔ چند بزرگوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت اس طوفان کو روکئے، ورنہ دلی والوں کی جان خطرے میں ہے۔ حضرت شیخ اسی وقت قرآن شریف ہاتھ میں لیکر جمنا کے کنارے تشریف لے گئے اور دربار الٰہی میں التجا کی! اے معبود کیا تو ہمیں ایسی حالت میں غرق کر دے گا جبکہ تیری مقدس کتاب ہمارے پاس ہے؟ اسی وقت دریا کا طوفان اور جوش کم ہو گیا، اور دریا کی طغیانی ایک گھنٹہ میں ختم ہو گئی۔

حضرت رح کی برکت

حضرت خواجہ ضیاء الدین کا بیان ہے کہ حضرت کے ایک مرید کے باغ میں کافی تعداد میں انار کے درخت تھے لیکن انار ترش ہوتے تھے۔ مرید نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا۔ حضرت باغ میں چل کر دعا فرمایئے۔ حضرت باغ میں تشریف لے گئے۔ مرید نے چار انار پیش کئے۔ حضرت نے دعا فرمائی، یا اللہ ان پھلوں کو شیریں کر دے"۔ اسی دن

سے تمام پھل شیریں ہو گئے۔

ہم نے تمہارا دل صاف کر دیا

ایک مرتبہ حضرت کے ایک مرید نے ایک مجذوب فقیر کا منہ صاف کیا۔ حضرت نے اس طرزِ عمل کو پسند کرتے ہوئے فرمایا۔ تم نے ہمارے دوست کا منہ صاف کیا ہم نے تمہارا دل صاف کر دیا۔ یہ فرماتے ہی اس مرید کی حالت بدل گئی۔ اور کامل درویشوں میں شامل ہو گیا۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند۔
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند (خادم شبیر حسن)

اولادِ امجاد

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں کے نام خواجہ محمد[1]۔ حامد سعید[2]۔ محمد فضل اللہ[3]۔ محمد احسان اللہ[4] تھے لڑکیوں کے نام یہ تھے۔ بی بی فخر النساء[1]۔ زینب بی بی[2]۔ بی بی رالعہ[3]۔ خواجہ محمد کا انتقال آپ ہی کی زندگی میں ہو گیا۔ باقی اولاد آپ کے وصال کے بعد تک حیات رہی۔

حضرت کے وصال کے بعد صاحبزادوں کی اولاد باقی نہ رہی تھی اس وجہ سے آپ کے انتقال کے بعد آپ کی دختر بی بی زینب عرف بی بی مصری آپ کے مزار کی متولی ہوئیں ان کے بعد ان کے صاحب زادے شاہ محمد غوث صاحب (خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین صاحب رح) اور ان کے بعد ان کی صاحبزادی

حسینی بیگم اور ان کے بعد ان کی صاحبزادی امامی بیگم متولی ہوئیں۔ امامی بیگم کے چھ سات لڑکے تھے۔ امامی بیگم کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے سید محمد صاحب جعفری متولی ہوئے اور ان کے بعد سید عبد الغنی جعفری متولی و سجادہ نشین ہوئے ان کے انتقال کے بعد صاحبزادہ محمد حسین سجادہ نشین بنے جو باضابطہ طور پر حقوق بنام صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب فاروقی منتقل کر کے پاکستان چلے گئے۔

(ارشادات کلیمی ص۱۴)

نظر اٹھا کے جو سوئے کلیمؒ دیکھ لیا

نظر اٹھا کے جو سوئے کلیمؒ دیکھ لیا
عروج جلوۂ حسن قدیم دیکھ لیا

بنا لیا ہے مرے دل کو اپنا کاشانہ
تری نظر کا مذاقِ سلیم دیکھ لیا

کلامِ پاک کا اعجاز معرفت میں لئے
حضور روضۂ خواجہ کلیمؒ دیکھ لیا

بڑوں کیو بسطے بھی عام ہے عنایتِ خاص
کماں لطف مزاج کلیمؒ دیکھ لیا

سحر کے وقت جو تھا ہی رنگ باغ رسول
ترے کرم سے وہ موجِ نسیم دیکھ لیا

چھپا ہوا ہے جو کعبہ کے پردۂ در میں
وہ جلوہ ہم نے یہیں اے ندیم دیکھ لیا

درِ کلیمؒ پہ سر کو جھکا کے اے عرفی
محمدؐ عربی کا حریم دیکھ لیا

خلفائے عظام

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ کا جو مرکزی نظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیا تھا اس کا ایک دھندلا سا خاکہ گذشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے اسی کتاب کے شروع میں سلسلہ نظامیہ کے بانی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رضؓ کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے سلسلہ چشتیہ کی اشاعت اور اس کے حلقہء اثر کو وسیع تر بنانے کے لیے ملک کے گوشے گوشے میں سات سو خلفا بھیج رکھے تھے حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ نے بھی اسی نہج پر سلسلہ کی تجدید و تنظیم کی تھی ظاہر ہے کہ اپنے عظیم الشان پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان جیسے طویل و عریض ملک میں دس پانچ خلفاء سے کام نہیں چل سکتا۔ ہندوستان میں یقیناً کئی صد خلفا ہوں گے۔ افسوس کہ طویل جستجو کے بعد بھی آپ کے خلفاء کی مکمل فہرست اور حالات دستیاب نہ ہو سکے تاریخ خواجگانِ چشت میں حضرت کے صرف اٹھارہ خلفا کے نام مذکور ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) شاہ محمد ہاشم رح
(۲) مولانا شاہ ضیاء الدین رح
(۳) مولانا شاہ جمال الدین گوپاموی رح
(۴) مولانا شاہ جلال الدین رح
(۵) مولانا شاہ محمد علی رح
(۶) مولانا شاہ عبد اللطیف رح

(۷) مولانا حافظ محمد عبد اللہ رح (۱۶) شاہ اسد اللہ رح

(۸) مولانا عبد الصمد رح (۱۷) قاضی عبد الوالی رح سکنہ سنگھانہ

(۹) مخدوم شیخ بھارو رح (۱۸) شاہ جلیل قادری رح

(۱۰) شیخ بدیع الدین عرف شیخ مادری ناگوری رح (مزار شریف سنگھانہ میں ہے) } متذکرہ بالا خلفاء کے علاوہ مستند تذکروں میں ان حضرات کا نام بھی خلفاء میں شامل ہے۔

(۱۱) خواجہ مصطفےٰ مراد آبادی رح

(۱۲) سید محمد علی رح (۱۹) شاہ نمالو رح (مزار شریف مسجد فتحپوری میں ہے)

(۱۳) شیخ بدھن رح (۲۰) مولانا عبد المجید رح

(۱۴) حافظ محمود رح (۲۱) خواجہ یوسف رح

(۱۵) حافظ سعید پسر شاہ صاحب رح (۲۲) خواجہ شریف رح } ان تینوں حضرات کے مزارات حیدر آباد دکن میں زیارت گاہِ خاص و عام ہیں۔ (۲۳) حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح (حضرت کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کا مزار مبارک اورنگ آباد دکن میں ہے)

تذکرۃ الواصلین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ (۲۴) مولانا محمد عطیف عثمانی بدایونی رح بھی آپ کے خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم قطب العالم غوث زماں حضرت شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت شیخ کلیم اللہ رح کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ کا وطن مالوف مضافات لکھنؤ میں قصبہ نگراؤں دکاکوری) ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حاصل کر کے تکمیل کے لئے آگئے تھے۔ ان دنوں دہلی ہندوستان کا علمی روحانی مرکز تھا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے کمالات علمی کا شہرہ سنکر حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت کے دولت کدے پر محفل سماع منعقد تھی حضرت شیخ سماع کے وقت مکان کے دروازے بند کرا دیتے تھے۔ آپنے دروازے پر دستک دی۔ حضرت کے اشارے پر ایک مرید نے باہر جاکر دیکھا۔ ایک غیر متعارف شخص کھڑا نظر آیا۔ نام دریافت کر کے واپس آکر حضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص نظام الدین نامی شرف زیارت اقدس کا خواستگار ہے۔ حضرت نے فرمایا، جاؤ انہیں اندر بلا لاؤ۔ حاضرین مجلس کو بڑا تعجب ہوا کہ حضرت نے ایک ناآشنا کو اس خصوصی محفل میں کیوں مدعو فرمالیا۔ حضرت نے فرمایا "یہ شخص غیر نہیں اپنا ہی ہے" اس ارشاد کی وجہ یہ تھی کہ جب حضرت شیخ قدس سرہٗ قطب مدینہ حضرت شیخ یحیٰی مدنی رضہ سے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے تھے تو بوقت رخصت قطب مدینہ نے حضرت شیخ رح سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس اس شکل و شباہت کا ایک

شخص نظام الدین نامی آئیگا اور تم سے بیعت کے وقت یہ شعر پڑھے گا ۔

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم وبیش را

تم ان کو مرید کر لینا، اور خلافت عطا کر کے جو کچھ تمہیں ہم سے ملا ہے، ان کے سپرد کر دینا، کیونکہ ہماری نسبت کا نہی مالک ہے، وہ جہان کو اپنے نور سے معمور اور ظلمت جہالت کو شمعِ ہدایت سے روشن کردیگا۔

مولانا نظام الدینؒ پر حضرت شیخ کی نظر کرم

الغرض حضرت شیخ قدس سرہٗ شیخ نظام الدین سے نہایت خلوص ومحبت سے ملے اور ان کی ظاہری تعلیم وتربیت کی ذمہ داری قبول فرمالی چنانچہ ایک عرصہ تک شیخ نظام الدینؒ حضرت شیخ رہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر علومِ ظاہری حاصل کرتے رہے۔

ایک دن حضرت شیخ قدس سرہٗ کا ایک پیر بھائی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت شیخ اس وقت مولانا نظام الدین کو کسی کتاب کا درس دے رہے تھے پیر بھائی آپ کو دیکھتے ہی مستی اور کیفیت کے عالم میں بے ہوش ہوگیا ۔ مولانا نظام الدین یہ نظارہ دیکھکر تعجب میں پڑ گئے ۔ اور اس روز سے ان کی ارادت اور عقیدت میں اضافہ ہو گیا۔

مولٰنا نظام الدینؒ حضرت شیخؒ کی رُوحانی فرزندی میں

ایک روز حضرت شیخ مجلس سے اُٹھ کر فرش کے کنارے پر آئے تھے کہ مولانا نظام الدینؒ نے آگے بڑھ کر پاپوش مبارک

اٹھا کر صاف کر کے رکھ دیئے۔ حضرت شیخ رح نے مولانا نظام الدین کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھکر پوچھا "نظام الدین! تم ہمارے پاس علوم ظاہری کی تکمیل کے لئے آئے ہو یا علوم باطنی کی؟"

مولانا نظام الدین نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

یہ سنکر حضرت کو اپنے پیر و مرشد کا فرمان یاد آگیا جو حجاز سے رخصت کے وقت حضرت قطب مدینہ رح نے ارشاد فرمایا تھا۔ آپ نے اسی وقت آپ کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرمالیا۔ بیعت ہونے کے بعد مولانا نظام الدین ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس منزل کو بھی طے کر لیا۔ اور خلافت و درجہ کمال پر فائز ہونے کے بعد حضرت شیخ رح کے حکم سے دکن روانہ ہو گئے۔

حضرت شیخ رح کے حکم سے مولانا نظام الدینؒ کی دکن کو روانگی

حضرت مولانا نظام الدین رح

اس زمانے میں دکن تشریف لے گئے تھے۔ جب اورنگ زیب مرہٹوں سے آخری اور فیصلہ کن معرکوں میں مصروف تھا، مغلیہ سلطنت کی شان و شوکت، اقبال و اقتدار کا دور ختم ہو رہا تھا۔ ہر طرف بغاوت کے شعلے فروزاں تھے۔ ایوانِ شاہی متزلزل، اور ہر طرف خوف و ہراس کا عالم تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت میں سرمایۂ ملت کی حفاظت بہت دشوار اور کٹھن کام تھا مگر چونکہ قدرت نے

بے پناہ صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حکم سے دکن پہونچکر ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے۔ لاکھوں انسان آپ کے فیوض ظاہری و باطنی سے فیضیاب ہوئے۔ بعض تذکروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں آپ کے ایک لاکھ سے زائد مُرید تھے۔

شاہی لشکر میں تبلیغ و ہدایت کی خدمات

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظام الدینؒ شاہی لشکر کے ساتھ دلّی سے دکن گئے تھے اور وہاں ایک عرصہ تک حضرت شیخ قدس سرہٗ کی ہدایت کے مطابق لشکریوں میں تبلیغ و اصلاح کا کام کرتے رہے، اور ان کو اس کوشش میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ بیجاپور (؟) اور برہان پور میں بھی آپ کا قیام رہا۔ آخر میں آپ اورنگ آباد جاکر مستقل مقیم ہو گئے۔ اور وہاں نظامیہ خانقاہ قائم کی تھوڑے ہی عرصہ میں آپ مرجعِ خواص و عوام بن گئے۔

نظامیہ خانقاہ میں خلقت کا بے پناہ ہجوم

شروع شروع میں آپ لوگوں کا ہجوم دیکھکر گھبرائے لیکن بعد کو حضرت شیخ رح کی ہدایت کے بموجب لوگوں سے نہایت خوشی سے ملنے لگے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی ہدایت تھی کہ "رجوع خلائق اور مریدوں کی کثرت میں خود کو گم نہ کر دینا"، (مکتوبات)

حضرت مولانا شاہ نظام الدینؒ کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ آپ کی گفتگو اس قدر دلکش اور مؤثر ہوتی تھی کہ بایدو شاید۔

دورانِ گفتگو میں آپ کبھی کبھی ایسے برمحل اشعار مؤثر انداز میں پڑھا کرتے تھے کہ سُننے والا بے تاب ہو جاتا تھا۔ ایک روز عبادت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے جب آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

بس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

تو خواجہ کامگار خاں بے اختیار رونے لگے۔

حضرت شاہ صاحب کی رُوحانی کشش

حضرت شاہ صاحب کی صحبت فیض اثر کا یہ عالم تھا کہ آپ جس کی طرف دیکھ لیتے تھے وہ آپ کا ہی گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ آپ کا جمال جہاں آرا دیکھ کر میرے دل میں آگ بھڑک اٹھی اور اسکے شعلوں سے میرا خرمنِ ہستی جل گیا۔ آپ کی زلف گرہ گیر نے جگر بند کر کے تیرِ مژگاں نے مار ڈالا۔ آپ کے عشق نے مجھے فروخت کر دیا اور آپ کے حُسن نے مجھے خرید لیا۔

پیر و مرشد کی قابلِ تقلید فرمانبرداری

حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح جس طرح حضرت شیخ قدس سرہٗ کے محبوب مرید و خلیفہ تھے ویسے ہی آپ کی ہدایت پر عمل کرنا سعادت مندی سمجھتے تھے۔ دکن پہنچکر حضرت مولانا نے جس سرگرمی اور جانفشانی سے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق تبلیغ و اعلائے کلمۃ الحق کا حق ادا کیا وہ آپ کا ہی حصہ تھا حضرت شیخ قدس سرہٗ حضرت مولانا کی فرمانبرداری سے بہت خوش تھے اور خدا کی رحمت کی دعا دیا کرتے تھے۔

اتباعِ سنّت

حضرت مولانا شاہ نظام الدین اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ کی طرح پکے متبع سنت نبوی تھے آپ کا ہر قول، فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا تھا، کبھی کوئی کام سنت کے خلاف دیکھا یا سُنا نہیں گیا۔

عبادت و ریاضت اور نظام اوقات

دکن پہنچنے کے بعد شروع شروع میں مطالعہ کتب کا بہت شوق رہا لیکن اورنگ آباد میں پہنچکر آپ اپنا سارا وقت عبادت اور ریاضت میں گذارنے لگے۔ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد آپ کئی گھنٹہ تک خلوت میں یاد حق میں مشغول رہتے تھے۔ اشتغال سے فراغت کے بعد حجرہ کا دروازہ کھول دیا جاتا تھا لوگ آپکی زیارت سے شرف اندوز ہوتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد حجرہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ عصر کی نماز کے قریب دروازہ کھلتا تھا۔ مریدین و معتقدین سعادت قدمبوسی حاصل کرتے تھے۔ اس وقت خواجہ نورالدین مشکوٰۃ شریف یا اور کوئی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد مشائخؒ کے حالات سُنا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد حجرے میں چلے جاتے تھے۔ اس وقت صرف مخصوص لوگوں کو حاضری کی اجازت تھی۔

حضرت شاہ صاحب کا لباس و طعام

حضرت مولانا نظام الدین نے کھانا کبھی تنہا نہیں کھایا۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ کوئی شخص شریک طعام نہ ہو سکتا تو دوستوں اور مخلصوں کے گھر کھانا بھجوا دیتے تھے آپ کا لباس بمشکل ڈھائی تین روپئے قیمت کا ہوتا تھا۔ نہایت سادگی

پسند تھے۔ تکلّف پسند نہیں فرماتے تھے۔ کرتا، پاجامہ مٹی کے رنگ میں رنگا ہوا زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ بیش قیمت کپڑا پہننا پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ کامگار خاں نے شال اور گرم کپڑے خدمت میں پیش کئے تو آپ نے یہ کہکر واپس کر دئے کہ ہمیں ایسے لباس سے رغبت نہیں۔

حضرت شاہ صاحب پیر و مرشد کی نظر میں

حضرت مولانا شاہ نظام الدین پر حضرت قطب عالم کی خاص نظرِ کرم تھی ایک مرتبہ آپ کو شبہ ہوا کہ شاید کسی شخص نے آپ کی بُرائی حضرت قطب عالم کی خدمت میں لکھ کر بھیجی ہے۔ حضرت مولانا نے ایک خط پیر و مرشد کی خدمت میں بھیجا جس کے جواب میں حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے تحریر فرمایا کہ "میرے پاس تمہاری کوئی شکایت نہیں آئی۔ اگر آتی بھی تو میں کب اس سے اثر لینے والا تھا" ایک مرتبہ حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا تھا کہ "تم نے یہ گمان کیونکر قائم کر لیا کہ میں تم پر مہربان نہیں ہوں۔ اگر میں دنیا میں تم پر مہربان نہ ہوں گا تو دنیا میں میرا اور کون نورِ چشم ہے جس پر مہربان ہوں گا۔

مریدین کی عملی تربیت

حضرت مولانا شاہ نظام الدین مریدوں کی روحانی تربیت کے بارے میں بڑی سختی سے کام لیتے تھے دن، رات ہر وقت مریدوں کی دیکھ بھال رکھتے تھے، نصف شب کے بعد مریدوں کو دیکھنے کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے، جس کو سوتا ہوا پاتے اس کے منہ پر ٹھنڈا پانی ڈال کر جگا دیا کرتے تھے حضرت مولانا کی روحانی تربیت میں پاس انفاس اور ذکرِ جہر کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ آپ جامع مسجد اورنگ آباد میں حلقہ کیا کرتے تھے

دو دو سو اور تین تین سو مرید آپ کے ساتھ ذکر جہر کیا کرتے تھے۔

مسکین و غربا پروری

شروع زمانے میں آپ نے کسی شخص کی نذر قبول نہیں فرمائی لیکن پیر و مرشد کے حکم سے بعد میں قبول فرمانے لگے۔ جمعہ کے دن کی نذریں قوالوں یا مستحق حاضرین مجلس میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ باقی ایام میں جو آتا تھا وہ محتاجوں کو دیدیا جاتا تھا۔ آپ کے پاس اشرفی، روپئے پیسے علیحدہ علیحدہ کاغذ میں بندھے رکھے رہتے تھے۔

سماع

سماع کے معاملے میں وہ ہمیشہ مشائخ متقدمین کے اصولوں کے پابند رہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی محفل سماع کی طرح آپ کی محفل میں بھی ہر کس و ناکس نہ آسکتا تھا۔

آپ کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا

آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آتا تو آپ اس کو ضرور کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو عطر عنایت فرما دیتے تھے۔ آپ کے پاس سے کوئی شخص خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی طرح کسی شخص کو رنجیدہ کرنا آپ کو نہیں آتا تھا۔ دلجوئی اور دل گیری آپ کا مقصدِ حیات تھا۔

شاہی دربار میں جانے سے انکار

حضرت مولانا شاہ نظام الدین امراء اور ارباب دول سے حتی المقدور علیحدہ رہنے کی کوشش کیا کرتے تھے، اور ان کے تحائف بھی قبول نہیں کیا کرتے تھے ایک مرتبہ شاہ دکن نے آپ کو بلایا تھا۔ مگر آپ نے دربار میں جانے سے انکار کر دیا۔" حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت مولانا کو لکھا "

تم نے بہت اچھا کیا جو تم دربار میں نہیں گئے۔ امیر فقیر کے دروازہ پر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مگر فقیر امیر کے دروازے پر اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

شادی اور بال بچے دکن تشریف لے جانے کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ کا حکم تھا کہ شادی نہ کیجائے۔ شادی کے بعد یہ عظیم الشان کام سرانجام پانا دشوار ہے " حضرت مولانا صاحب پیر و مرشد کی ہدایت پر کچھ عرصہ تک کاربند رہے۔ لیکن اورنگ آباد پہنچکر آپ کو طبیبوں نے مجبور کیا کہ برقراری صحت کیلئے شادی کرنا ضروری ہے۔ پیر و مرشد کی اجازت سے آپ نے شادی کر لی ایک بیوی سے حضرت مولانا فخر الدین، محمد اسمٰعیل اور ایک ان کی ہمشیرہ تھیں اور دوسری بیوی سے تین لڑکے غلام معین الدین، غلام بہاء الدین، غلام کلیم اللہ پیدا ہوئے۔ ان پانچوں بھائیوں میں سے سوائے محمد اسمٰعیل کے باقی سب حضرت مولانا فخر الدین سے بیعت تھے۔

خلفائے کرام حضرت مولانا شاہ نظام الدین رحؒ کے بے شمار خلفاء مختلف علاقوں میں مخلوقِ خدا کی رہنمائی کے لئے پھیلے ہوئے تھے مگر ان میں:-

۱ خواجہ کامگار خاں رحؒ	۶ غلام قادر خاں رحؒ
۲ محمد علی رحؒ	۷ محمد یار بیگ رحؒ
۳ خواجہ نور الدین رحؒ	۸ محمد جعفر رحؒ
۴ سید شاہ شریف رحؒ	۹ شیر محمد رحؒ
۵ شاہ عشق اللہ رحؒ	۱۰ کرم علی شاہ رحؒ

۱۱۔ امام الدین رح ۱۲۔ شیخ محمود رح ۱۳۔ حافظ مودود رح

خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں لیکن سلسلہ کی اشاعت حضرت مولانا فخر الدین رح سے ہوئی۔

کرامات

نظام الملک آصف جاہ مرحوم کو ہندوستان سے دکن پہنچے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ مبارز خاں نے ایک بڑی بھاری فوج سے شکر کھیڑے پر (جو صوبہ برار کا ایک پرگنہ ہے) حملہ کر دیا۔ نواب صاحب گھبرائے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ صورتِ حال عرض کر کے طالب دعا ہوئے حضرت مولانا نے تھوڑی دیر تامل کے بعد ارشاد فرمایا، گھبراؤ نہیں۔ خداوند کریم قادر ہے، فتح تمہیں ہی حاصل ہوگی۔ نواب صاحب نے عرض کیا حضرت میرے پاس تو فوج بھی تھوڑی ہے اور وہ بھی تھکی ماندہ۔ دشمن بڑی بھاری جمعیت سے حملہ آور ہوا ہے، فتح عطا کرنا تو خدا کے ہاتھ میں ہے، حضرت مجھے کوئی ایسی علامت فتح کی ارشاد فرمادیں جس سے اطمینان اور تشفی ہوجائے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، کل جمعرات ہے۔ سرکار آصفیہ کے ڈیروں میں صندلی پنجہ نمودار ہوگا۔ یہی فتح کی نشانی ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا جمعرات کے دن تمام چھوٹے بڑے ڈیروں میں صندلی پنجہ کا نشان نمودار ہوا اور خدائے تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے غلاموں میں ایک شخص مرزا سعید بیگ روزانہ حاضرِ خدمت ہوا کرتا تھا۔ وہ اتفاقاً ایک حسین و جمیل جوگن کے عشق میں

اس درجہ مبتلا ہو گیا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری چھوڑ دی۔ کئی روز بعد حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ مرزا نے سارا ماجرا بیان کر کے عرض کیا "ہنگام دستگیری و وقتِ عنایت است" حضرت شاہ صاحب یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پیر بھائیوں نے صلاح کی کہ حضرت کو کسی روز کسی بہانہ سے جہاں جوگن کھڑی ہوئی ہے لے چلیں۔ شاید ہمارے دوست کا کام ہو جائے۔ پیر بھائی حضرت شاہ صاحب کو جوگن کے پاس لیجانے میں تو کامیاب ہو نہ سکے مگر جوگن کو حضرت کی خدمت میں لے آئے اگلے روز حضرت شاہ صاحب نے مرزا جی سے کہا۔ میاں کل تم اس جوگن کے پاس جانا تمہارا کام ہو جائے گا۔ مرزا جی اگلے روز حسب الحکم جوگن کے پاس گئے۔ جوگن دیکھتے ہی سروقد تعظیم کیلئے کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی مجھے حضرت کی خانقاہ میں لے چلو۔ چنانچہ یہ دونوں خوشی خوشی خانقاہ میں حاضر ہوئے جوگن نے قدمبوسی کر کے داخلِ اسلام اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت شاہ صاحب نے کلمہ طیبہ پڑھا کر بیعت سے مشرف فرمایا، اور اس کا نکاح مرزا جی سے کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ڈھائی سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب کی تصنیفات

حضرت شاہ نظام الدینؒ نے ذکر اذکار کے موضوع پر ایک بے مثل کتاب "نظام القلوب" تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں مختلف اذکار و اشغال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

وصال حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح بیاسی ۸۲ سال کی عمر میں ۱۲ ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ ہجری کو واصل بحق ہوئے۔ پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد صرف چھ مہینہ حیات رہے۔ مزار شریف اورنگ آباد میں مرجع خلائق ہے۔ مزار شریف پر ایک عالیشان گنبد بنا ہوا ہے۔

(۲) حضرت مولانا شیخ محمد عطیف صاحب رح عثمانی

آپ شیوخ بدایوں میں اولیائے متاخرین میں سے ہیں۔ قطب عالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے عالم و فاضل یگانہ تھے۔ پابند زہد و اتقا تھے، سلوک و طریقت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے اور ہر مشکل مسئلہ حل کر دیتے تھے۔ آپ کے حلقۂ درس میں جنات بھی شریک رہتے تھے۔ زیادہ تر علم حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔

مولانا موصوف فرخ سیر کے عہد میں دہلی تشریف لا کر حضور شیخ قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے تھے۔ آپ کی عظمت و مرتبت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور شیخ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ مریدوں کو فخر اپنے پیر پر ہوتا ہے۔ مجھے اپنے مرید شیخ محمد عطیف پر ناز ہے۔

مولانا موصوف کو نعمت روحانی حضور شیخ کا عطیہ ہی تھا۔ دیگر مشائخ بالخصوص حضرت شاہ بھیک رح سے جو اس زمانہ کے مشاہیر اولیا میں سے تھے آپ کو الفت و اتحاد تھا۔ روشن الدولہ ظفر خاں جو حضرت شاہ بھیک رح

کا مرید و معتقد تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کتب احادیث پڑھا کرتا تھا ایک مرتبہ دلی کا ایک رئیس ظفر خاں سے ملاقات کے لئے آیا۔ ظفر خاں اس وقت حدیث کا سبق پڑھ رہے تھے۔ وہ اسی حالت میں اس رئیس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مولانا اسی وقت سبق پڑھاتے پڑھاتے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اب تم مجھ سے حدیث کا سبق نہ پڑھنا۔ تم تعظیم اہل دنیا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام پر مقدم جانتے ہو۔ ظفر خاں نے حضرت مولانا سے ہر چند عذر و معذرت کی لیکن آپ نے اس کا کوئی عذر نہ سنا۔

نقل ہے کہ جب حضرت مولانا بدایوں میں تشریف رکھتے تھے، اپنی کسی ضرورت کے لئے آپ نے چند خرمہرے کسی بقال سے قرض لئے تھے دہلی سے تکمیل شریعت و طریقت کے بعد جب آپ بدایوں تشریف لے گئے تو اس بقال سے فرمایا کہ اگر اس قدر خرمہرے تیرے پاس ہوتے تو اتنے عرصے میں کتنا نفع حاصل ہوتا۔ بقال نے کہا حضرت مجھے تو یاد نہیں رہا آپ نے مجھ سے قرض لیا بھی تھا یا نہیں۔ حضرت مولانا نے خود ہی حساب لگا کر ان خرمہروں کا نفع لگا کر اس کی رقم ادا فرمادی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً ایک کتا گھر میں آگیا۔ آپ کے متعلقین میں سے کسی نے اس کتے کو گالی دی آپ یہ حرکت دیکھ کر بہت دیر تک روتے رہے اور دانتوں میں انگلی دبا کر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات

اسی لئے بنایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کتے سے اچھا نہ جانے ؎

اڑاں بر ملائک شرف داشتند
کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

حضرت مولانا رح کی شانِ انتقا کا یہ عالم تھا کہ آپ کے متعلقین میں سے کسی نے ایک تنکا گھاس کا دوسرے شخص کی ملکیت سے لیکر خلال کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ خلال کرتے ہوئے آپ کو یوز باطن سے معلوم ہو گیا۔ آپ اس شخص پر سخت ناراض ہوتے۔ اس کو اپنے دستر خوان پر بٹھانا چھوڑ دیا، اور اس کے کھانے کے برتن بھی علیحدہ کر دئے۔

حضرت مولانا کا ایک رشتہ دار چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتا تھا حضرت مولانا موصوف نے منع فرمایا۔ مگر وہ تعمیل حکم میں تساہل کرتا رہا۔ ایک رات اس رشتہ دار نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مہیب شکل کا آیا۔ اور اس نے نہایت تہدید آمیز لہجہ میں کہا تم شیخ کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ یہ کہکر اس نے انگلی سے انگوٹھی نکال لی۔ خواب سے بیدار ہو کر دیکھا تو واقعی انگلی میں سے انگوٹھی ندارد تھی۔

حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو درجہ مقبولیت روحانیت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے حاصل تھا۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب آپ دہلی میں تشریف فرما تھے۔ بدایوں کے ایک عالم نے آپ سے کہا کہ مجھے حضرت محبوب الٰہی رض کی روح پر فتوح سے خاص نسبت حاصل ہے۔ مجھے حضرت محبوب الٰہی رض بہت دوست رکھتے ہیں آپ یہ بات

سُنکر خاموش ہو گئے۔ ایک روز آپ درگاہ حضرت سلطان المشائخ رحؒ میں تشریف لے گئے۔ وہاں وہ عالم بھی تشریف فرما تھے۔ جس وقت آپ مواجہہ شریف میں کھڑے ہوئے۔ اسی وقت مزار مبارک سے ایک ہاتھ برآمد ہوا۔ تھوڑے سے پھول اور پان کے بیڑے حضرت مولانا صاحب کو دیئے۔ حضرت مولانا نے یہ عطیہ نہایت ادب واخلاص سے لیکر اس عالم کی طرف تبسم فرمایا۔

حضرت مولانا محمد عطیفؒ کا دہلی میں وصال ہوا تھا۔ یہ مسئلہ زیرِ تنازعہ تھا کہ حضرت کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ اسی وقت درگاہ حضرت سلطان المشائخ کے ایک بزرگ مجاور تشریف لائے، اور بیان کیا کہ آج رات میں نے حضرت سلطان المشائخؒ کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرتؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارے دوست محمد عطیفؒ کو میرے جوار میں دفن کرنا۔ چنانچہ اس بشارت کے مطابق آپ کو قریب مرقدِ پاک حضرت محبوب الٰہیؒ سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ۱۱۴۰ھ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔

(۳۱) حضرت شیخ نالوزن رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ تھانیسر کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت شیخ جلال تھانیسریؒ سے ملتا ہے۔ تحصیل علوم ظاہری و باطنی کے بعد آپ مسجد فتحپوری کے ایک حجرہ میں رہنے لگے تھے۔ آپ کی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ تمام

شہر میں تھا۔ دلی کے عوام و خواص آپ کے بڑے معتقد تھے ۸۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک صحن مسجد میں زیارت گاہ خواص و عوام بنا ہوا ہے۔ آپ کے برابر میں شاہ جلال آپ کے خلیفہ بھی آسودہ ہیں دیگر مزارات آپکے مریدین و معتقدین کے ہیں

محبِّ نبی حضرت مولانا فخر الدّین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فخر الدین اگرچہ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ نہ تھے مگر خلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے نورِ نظر تھے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی از سرِ نو تنظیم و ترقی کی جو داغ بیل ڈالی تھی وہ حضرت مولانا فخر الدین کے زمانہ میں پھلی پھولی اور خوب پروان چڑھی *

پیدائش حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تھے جس وقت حضرت مولانا پیدا ہوئے۔ پدر بزرگوار حضرت مولانا شاہ نظام الدّین نے قطب عالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کو بچہ پیدا ہونے کی اطلاع دی۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے فخر الدین نام تجویز کیا۔ اور اپنا ملبوس خاص نومولود بچہ کے لئے عطا فرمایا اور یہ بھی پیشینگوئی فرمائی کہ یہ لڑکا دلی میں ہدایت و ارشاد کی شمع روشن کریگا

شاندار مستقبل کی بشارت حضرت شیخ قدس سرہٗ مولانا فخر الدین رح کے شاندار مستقبل کی بشارت دے چکے تھے حضرت

مولانا شاہ نظام الدین رحؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص اہتمام کیا۔ آپ خود بھی بڑے بھاری عالم تھے۔ حضرت مولانا فخر الدینؒ نے اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء سے تعلیم کی تکمیل کی اور کچھ کتابیں مثلاً شرح وقایہ مشارق الانوار، نفحات وغیرہ والد ماجد حضرت شاہ نظام الدین رحؒ سے پڑھی تھیں۔ درسی کتابوں کے علاوہ فنِ سپہ گری میں بھی مہارت حاصل کی تھی۔

رُوحانی نعمتوں کے واحد مالک

حضرت مولانا فخر الدینؒ حضرت شاہ نظام الدینؒ کے نہایت لاڈلے صاحب زادے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کو ان سے بہت محبت تھی اس لئے بچپن ہی میں ان کو مرید کر لیا تھا۔ جس وقت حضرت شاہ صاحب کا وصال ہوا، اس وقت حضرت مولانا فخر الدین کی عمر سولہ[16] سال کی تھی۔ وصال سے کچھ دیر پہلے حضرت شاہ صاحب نے مولانا فخر الدینؒ کو پاس بلا کر دیر تک اپنے سینہ سے لپٹائے رکھا۔ اور تمام باطنی نعمتیں آپ کے سینہ میں منتقل کر دیں اور جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ اس وقت حضرت مولانا فخر الدین طالب علم ہی تھے۔ تعلیم کا سلسلہ حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال کے تین سال بعد تک جاری رہا۔

ملازمت اور مصروفیت عبادت

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ شاہی لشکر میں ملازم ہو گئے دن بھر فوجی کاموں میں مصروف رہتے تھے اور رات بھر رکوع و سجود میں،

اخفار کے حال کی چونکہ بہت کوشش کرلیتے تھے۔ اس لئے آپ کی عبادت ریاضت کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ ایام ملازمت میں آپ نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت خاں سپہ سالار، آصف جاہ اول کے ساتھ فوجی خدمات میں مصروف رہے۔ مگر اس محنت و مشقت کے کام کے ساتھ آپ ہمیشہ روزے رکھتے رہے مشک اور عشق چھپائے نہیں چھپتا۔ آپ کے روحانی کمالات کی شہرت لشکر میں پھیل گئی۔ شہرت بڑھتے ہی نوکری چھوڑکر اورنگ آباد چلے آئے۔

سجادۂ مشیخت پر

اورنگ آباد پہنچکر آپ اپنے والد کی جگہ سجادۂ مشیخت پر رونق افروز ہوئے۔ آپ ہر چند اپنے روحانی کمالات کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس خانقاہ میں اخفار حال آسان نہ تھا۔ رفتہ رفتہ تمام دکن میں مشہور ہو گئے۔ جی میں آیا۔ کہ اورنگ آباد چھوڑکر کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ مگر ایسا کرنا بھی آسان نہ تھا جس وقت ارادہ کرتے تھے بے اختیار دل چٹکیاں لینے لگتا تھا کہ اپنے والد مرشد کے مزار اقدس کو کیونکر چھوڑوں۔ ارادہ جب ہی فسخ فرما دیتے تھے مگر جب ایک رات خواب میں آپ نے حضرت شاہ نظام الدین کا اشارہ پایا تو نقل مکانی کے لئے تیار ہو گئے۔

آستانہ کلیمی پر

سنہ ۱۱۶۰ ہجری یا سنہ ۱۱۶۵ ہجری میں دو ملازموں کو ساتھ لے کر آپ پیادہ پا چل کھڑے ہوئے۔ اور قطع منازل کرتے ہوئے دہلی پہونچے اور .... قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحہ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر

درگاہ کی مسجد میں معتکف ہو گئے۔ چند یوم قیام کے بعد اپنے سلسلہ کے دوسرے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دے کر آستانہ عالیہ قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرّہ پر حاضر ہوئے۔ اور تین روز تک حضور شیخ کے صاحبزادوں کے مہمان رہے۔ اس کے بعد کٹرہ پھلیل میں ایک مکان کرایہ پر لے کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا۔ دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے آنے لگے۔ بیعت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ ان ہی ایام میں حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت ہوئے۔

پا پیادہ سفر پاک پٹن

دہلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ عازم پاک پٹن ہوئے۔ دلی سے پاک پٹن تک کا سفر آپ نے پا پیادہ طے کیا۔ پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے مگر جوش عقیدت میں آپ کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ حضرت مولانا نور محمد صاحب رح بھی تھے ان کا بیان ہے کہ چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ جب چلنا دشوار ہو جاتا تھا تو ایک آدھ روز قیام فرما کر آبلوں پر مہندی لگا لیتے اور ابھی چھالوں کو اچھی طرح آرام نہ ہوتا تھا کہ پھر چل پڑتے تھے۔ پاک پٹن کے قریب ایک گاؤں میں رات کو قیام فرمایا اور صبح صادق سے پہلے ہی بابا صاحب کے مزار اقدس کے شوق میں تنہا پا پیادہ روانہ ہو گئے۔

مسندِ درس پر

پاک پٹن سے واپسی کے بعد دہلی میں اجمیری دروازہ میں حضرت مولانا رح نے پھر درس و تدریس کا سلسلہ

جاری کر دیا۔ زیادہ تر حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں مدرسہ کی تعطیل رہتی تھی، لیکن آپ حدیث کا سبق برابر جاری رکھتے تھے آخری عشرہ میں اعتکاف کی وجہ سے درس بند ہو جاتا تھا۔

آپ کی تعلیم کی یہ خصوصیت تھی کہ اس پر باطنی رنگ غالب تھا اصلاح ظاہر کے ساتھ باطنی تزکیہ بھی آپ کے درس کا خصوصی حصہ تھا۔

مطالعہ اور فراہمی کتب کا شوق

حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کو کتابوں کے مطالعہ اور کتابوں کے فراہم کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اگر کتابوں کی خریداری کے لئے نقد روپیہ نہ ہوتا تو قرض ہی خرید لیتے تھے۔ آپ کے سامنے ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب رہتی تھی فوائد الفواد سے تو آپ کو اتنا عشق تھا کہ ہر وقت سینہ سے لگائے رکھتے تھے۔

معمولات کی پابندی

حضرت مولانا فخر الدین صاحب اپنے معمولات کے بڑے پابند تھے۔ جو کام یا جس مزار پر حاضری آپ نے اپنے اوپر لازم قرار دے رکھی تھی اس کو پابندی سے انجام دیا کرتے تھے آپ کے زمانہ میں آئے دن ہنگامے ہوتے رہتے تھے لیکن ان کے معمولات میں کبھی فرق نہ آیا۔

نظام الاوقات

حضرت مولانا رح کا نظام الاوقات یہ تھا کہ نماز فجر کے بعد ۳-۴ گھنٹے خلوت میں تشریف رکھتے تھے اس کے بعد باہر مجلس میں آکر بیٹھ جاتے تھے۔ اس وقت یار و اصحاب حاضر رہتے تھے۔ حدیث یا عوارف المعارف کا سبق شروع ہوتا تھا اسکے بعد

دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلیتے تھے۔ جمعہ اور منگل کو ایک خصوصی مجلس میں مثنوی مولانا روم سُنا کرتے تھے۔ اس مجلس میں سوائے خاص مریدوں کے کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہ تھی۔

رمضان المبارک میں ختم قرآن کے لئے حفاظ کا خاص انتظام تھا۔ اور ۲۷ رمضان کو درگاہ قطب الاقطابؒ یا سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی میں معتکف ہو جاتے تھے۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ بہت کم خوراک کھاتے تھے۔ اکثر اوقات پرہیزی کھانا کھاتے تھے۔ سادہ خوراک آپ کو مرغوب تھی۔ تکلفات پسند نہ فرماتے تھے۔

غریبوں کی دستگیری

حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نمونۂ اسلاف خواجگانِ چشت تھے۔ ہر شخص کی ہمدردی اور دل جوئی آپ کا مخصوص شعار تھا مصیبت زدہ کو دیکھ کر بے چین ہو جاتے تھے جب تک آپ اس کی مدد نہ فرمالیتے چین نہ پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ کے قصد سے جہاز میں سوار ہوئے۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا حضرت مجھے لڑکی کی شادی کرنی ہے اور میری یہ حالت ہے کہ فاقے پر فاقے جارہے ہیں، کیا کروں۔ سخت پریشان ہوں۔ حضرت مولانا نے یہ سنتے ہی اپنا سامان جہاز سے اتار لیا۔ اور جو زادِ راہ ہمراہ تھا بڑھیا کے حوالے کرکے وطن لوٹ آئے۔

دلجوئی اور علوئے خلق

آپ کے اخلاق سے دوست دشمن سب ہی متاثر تھے۔ ہر شخص کی دستگیری اور خوشی و

غمی میں شرکت فرماتے تھے۔ اگر کسی غریب کے یہاں کوئی تقریب یا غمی ہوتی تھی تو آپ خود کبھی کبھی بار اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور مریدوں اور معتقدوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ بھی وہاں ضرور جائیں۔ جو لوگ حضرت کی خدمت میں روز کے آنے جانے والے تھے ان کی یکایک غیر حاضری سے پریشان ہو جاتے تھے۔ "مناقب فخریہ" میں ہے کہ پیر محمد خاکروب دو روز حاضر خدمت نہ ہوا تو آپ بہت فکرمند ہوئے دریافت حالات سے جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ بہت بیمار ہے تو آپ خود اس کی مزاج پرسی اور عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ایک حکیم کو علاج کیلئے تعینات فرما کر نقد انعام عطا فرمایا۔

دلجوئی، علو خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ ہر شخص کی خواہش کو پورا فرما دیتے تھے۔ ایک مجذوب نے ایک دن آپ سے عرض کیا کہ میاں نور محمد صاحب کی دعوت کر رہا ہوں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ دعوت کیلئے کہاں سے آئیگا؟ اس نے فوراً جواب دیا کہ آپ دیں گے۔ یہ سنتے ہی آپ نے منتظم مطبخ کو حکم دیا کہ دعوت کے لئے کھانا تیار کرا دیا جائے۔

فیاضی اور دریا دلی

حضرت مولانا صاحب رح بڑے سخی، فیاض اور دریا دل تھے۔ حضرت مولانا کے زمانہ میں سکھوں کی چیرہ دستیوں سے دلی میں بڑی بدامنی تھی۔ بڑے بڑے گھرانے تباہ ہو گئے تھے خاندانوں کی عزت و ناموس خاک میں مل رہی تھی۔ آپ ایسے گھرانوں کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد فرمایا کرتے تھے کہ دنیا تو ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنی عزت و ناموس کی وجہ سے بھیک نہیں مانگ سکتے۔ فقیروں کا کیا اگر

انہیں میرے ہاں سے نہ ملے گا کسی اور جگہ سے مل جائیگا۔

نگاہِ فیض اثر حضرت مولانا کی نگاہِ فیض اثر کا یہ عالم تھا کہ جس پر آپ کی نظر پڑجاتی تھی وہ فوراً آپ کا شکار ہو جاتا تھا۔ خانقاہ میں جو شخص بھی آجاتا تھا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ دس افغانی آپ کو شہید کرلنے کی غرض سے قطب صاحب میں جمع ہوئے لیکن جب نگاہیں ملیں تو عالم ہی بدل گیا۔ آپ کی نظر جس طرف اٹھتی تھی کام کر جاتی تھی ؎

این نگاہے است کہ در سطح فلک درگذرد
پردۂ دل چہ بود پردۂ افلاک درد

حضرت مولانا رح سنت نبوی کے پکے پابند تھے۔ آپ کا ہر قول و فعل حال مطابق سنت رسول ہوتا تھا۔ مریدوں کو بھی سنت و شریعت کے پابند ہونے کی خاص ہدایت تھی۔

بے نظیر جرأت و بیباکی حضرت مولانا صاحبؒ اعلانِ حق میں بڑے جری دلیر اور بے باک تھے۔ آپ کے زمانہ میں سکھوں کی چیرہ دستیوں سے دلی کا ہر خاندان پریشان و ہراساں تھا۔ بادشاہ وقت عیش و عشرت میں مشغول تھا مسلمانوں کی حالت دیکھکر آپ سے نہ رہا گیا۔ بادشاہ پر غصہ ہوئے کہ وہ ان فتنوں کے انسداد سے کیوں غافل ہے۔ آپ بہ نفس نفیس دربار میں تشریف لیگئے اور بادشاہ کو تنبیہ کی کہ وہ سکھوں کی سرکوبی کے لئے اپنے قدم کیوں نہیں اٹھاتا۔

امراء کے باہمی لڑائی جھگڑوں سے حکومت کی مرکزی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ ملک ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا ہر طرف بغاوت کے شعلے بھڑک رہے تھے آپ نے بادشاہ سے صاف صاف کہا کہ "جب تک آپ امورِ مملکت امراء کے ہاتھ میں رکھیں گے نظام مملکت درست نہ ہوگا۔ آپ کو محنت و مشقت کے ساتھ سلطنت کا انتظام خود سنبھالنا چاہیئے"۔ نقار خانہ میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے۔ حضرت مولاناؒ نے کلمۂ حق بلند کر کے اپنا فرض ادا کر دیا، مگر بادشاہ پر آپ کی نصیحت کا کیا اثر ہو سکتا تھا، وہاں تو یہ عالم تھا ع

"ایں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ"

شاہانِ دہلی کی اس مے نوشی، عیاشی اور عیش پسندی کا جو انجام ظہور میں آیا وہ ہماری اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے آٹھ نو سو سال کی حکومت صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئی۔

امراء اور سلاطین کی مجلسوں سے گریز

حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ خواجگانِ چشت کی سنت کے مطابق حتی المقدور امراء و سلاطین اور ان کی مجلسوں سے گریز کرتے تھے۔ پھر بھی بادشاہ وقت اور امراء ذی اقتدار آپ کے مرید اور معتقد تھے۔ "شاہ عالم" بادشاہ کو آپ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ قدمبوسی کے لئے خود حاضر ہوا کرتا تھا شاہ عالم کی بہن خیر النساء بیگم بھی آپ کی مریدہ تھی۔ بہادر شاہ ظفر بھی آپ کے پکے معتقد تھے۔ اپنے کلام میں انہوں نے جابجا عقیدت مندی کا اظہار کیا ہے۔ حضرت بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر ہے ؎

جس کو حضرت نے کہا "الفقر فخری" اے ظفر
فخر دیں، فخر جہاں پر وہ فقیری ختم ہے

مسلمانوں کا دورِ تنزّل

آپ کے زمانہ میں مسلمانانِ ہند انتہائی تنزل و انحطاط کی حد پر پہنچ چکے تھے۔ مذہب کی روح ختم ہو چکی تھی توہم پرستی میں ہر شخص مبتلا تھا۔ چند رسوم کی پابندی کو انہوں نے اسلام سمجھ رکھا تھا۔ صحیح تعلیم کا فقدان تھا۔ اس لئے مذہب کی حقیقت ماہیت کو سمجھنے کیلئے انہوں نے جمعہ کا خطبہ اُردو میں پڑھنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر ہندوستان میں خطبہ ہندی، اُردو زبان میں پڑھا جائے تو اس کا اصلی مقصد پورا ہو جائے ورنہ عوام کے لئے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، وہ عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے۔ آپ کے زمانہ میں عوام سمجھتے تھے کہ آپ سے بیعت ہو جانے کے بعد ہمارے سب کام ہماری حسب مرضی ہو جایا کرینگے، آپ نے اس خیال کی بھی تردید کی اور فرمایا کہ "ہم خدا کے کارخانہ میں دخل انداز نہیں ہو سکتے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

نماز چونکہ دین کا ستون اور دین کی بنیاد ہے اس لئے آپ ہر شخص کو نماز کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ مُریدوں سے نماز کے متعلق پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے آپ کی ہدایت تھی کہ بچوں کو نماز کی تعلیم دیجائے۔ اور نماز پڑھنا سکھایا جائے۔

درِ فیض عام تھا

حضرت شاہ صاحبؒ ہر شخص کو جو مرید ہونا چاہتا تھا مرید کر لیتے تھے لیکن خلافت کے معاملہ میں ذرا سختی سے کام لیتے تھے ۱۱۹۹ھ ہجری میں بشرط اتباع سنت و عمل بر کتاب بیعت کرنے کی عام اجازت دیدی تھی

تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کا وہی دستور العمل تھا جو دادا پیر حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے عزوجل کا نام بتلانے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی ہندو خدا کے نام کی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو اسے تعلیم دو اس کا فکر نہ کرو کہ یہ مسلمان ہو جائے تو اسے تعلیم دیجائے۔ خدائے تعالیٰ کے نام کا اثر خود ان کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

وصال حضرت مولانا صاحب نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ ہجری کو تہتر سال کی عمر میں دار فانی سے رحلت فرمائی۔ مزار اقدس احاطہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضؒ کے دروازے کے متصل زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

اولادِ امجاد حضرت مولانا کے صرف ایک صاحبزادے غلام قطب الدینؒ تھے۔ جو حضرت مولانا کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے محمد اکبر شاہ اور بہادر شاہ ظفر انہی کے مرید تھے ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے میاں نصیر الدین عرف کالے صاحب رحؒ جانشین ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے نہایت نامی گرامی شیخ تھے۔ بادشاہ اور تمام بڑے بڑے اُمرا آپ کے معتقد تھے۔ میاں کالے صاحب کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے غلام نظام الدین صاحب سجادہ مشیخت پر بیٹھے۔ ان کے بعد غلام معین الدین صاحب سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد سجادگی حضرت میاں کالے صاحب رحؒ کے نواسوں میں منتقل ہو گئی۔ ماضی قریب میں میاں عبد السلام صاحب (داماد حضرت میاں کالے صاحب) کے صاحبزادے حضرت خواجہ عبد الصمد رحؒ مرجع اہل ہنود و اہل اسلام تھے۔ زمانہ

حال میں حضرت خواجہ عبد الصمد صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت حاجی میاں ثناء الدین صاحب سجادۂ مشیخت پر رونق افروز ہیں۔ پرانے بزرگوں کی یادگار اور ان کے متبع و پیرو کار ہیں۔

خلفاء حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کے خلفاء بے شمار تھے۔ جیسے فخری نے شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ:۔

خلفاء مرشدی و مخدومی در ہفت اقالیم دائر و سائر و محیط اند۔	میرے پیر و مرشد اور مخدوم کے خلفاء ہفت اقالیم میں موجود اور دائر و سائر ہیں

آپ کے خلفاء میں جن بزرگوں سے سلسلہ کی زیادہ تر اشاعت ہوئی

١۔ حضرت مولانا نور محمد مہارویؒ (پنجاب میں)

٢۔ شاہ نیاز احمد صاحب بریلویؒ (یو۔پی میں)

٣۔ حاجی لعل محمد صاحب رح (دہلی میں)

٤۔ مولانا جمال الدین صاحبؒ (رام پور میں)

٥۔ میر ضیاء الدین صاحب رح (جے پور میں)

٦۔ میر شمس الدین صاحبؒ (اجمیر میں)

خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ باقی آپ کے ملفوظات، سوانح اور دیگر معاصر کتب میں حسب ذیل خلفاء کے نام مذکور ہیں۔

١۔ مولوی سید بدیع الدین صاحب رح ٤۔ مولوی فرید علی صاحب رح

٢۔ مولوی نور اللہ صاحب رح ٥۔ مولوی حسن علی صاحب رح

٣۔ مولوی مکرم صاحب رح ٦۔ مولوی روشن علی صاحب رح

۷. محمد غوث صاحبؒ ع
۸. محمد غوث صاحبؒ کرتپوری
۹. حاجی خدا بخش
۱۰. محمد قطب الدین شرقی رح
۱۱. میاں عبد اللہ رح
۱۲. سید احمد رح
۱۳. مولوی عبد الوہاب بیکانیریؒ
۱۴. مولوی محمد صالح رح
۱۵. مولوی علاء الدین رح
۱۶. شیخ محمد زماں رح
۱۷. شاہ مراد رح
۱۸. حافظ سعد اللہ رح
۱۹. ملا گل محمد
۲۰. سید قمر الدین منت رح
۲۱ محمد فتح اللہ رح
۲۲. صوفی یار محمد رح
۲۳. حاجی محمد واصل رح
۲۴. سید محمد میر رح
۲۵. عظیم الدین رح
۲۶. میاں محمد امان رح
۲۷ خلیفہ محمد پناہ رح
۲۸. مولوی عظمت اللہ رح
۲۹. رفیع الدین خاں رح
۳۰. شاہ محمد اعظم رح
۳۱. غلام فرید چشتی رح
۳۲. میر محمد عظیم بن عبد الرحمٰن
۳۳. ظہور اللہ رح
۳۴. میاں عصمت اللہ رح
۳۵. حاجی احمد رح
۳۶. شاہ قمر الدین رح
۳۷ شاہ روح اللہ رح
۳۸. سید شریف رح
۳۹. مولانا حسن علی رح

اشاعت سلسلہ

حضرت حاجی لعل محمد صاحبؒ حضرت مولانا کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ

فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے خلفاء کو عاجز کر کے خلافت دی ہے۔ مگر حاجی صاحب رح کی عاجزی نے مجھے عاجز کر کے خلافت لی ہے۔ نہایت کریم النفس منکسر المزاج اور مرتاض بزرگ تھے۔ بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔ بارہ سال تک آستانہ خواجہ غریب نواز رح پر حاضر رہے۔ تین مرتبہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لیگئے۔ ۱۲ ر رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۹ ہجری کو آپ نے وصال فرمایا۔ درگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح میں مزار اقدس کے قریب آپ کا مزار ہے۔

حاجی صاحب رح کے وصال کے بعد مرزا بخش اللہ بیگ رح ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے بعد خواجہ محب اللہ رح سجادہ نشین ہوئے اُن کے مُرید اور مشہور خلیفہ حضرت خواجہ میاں محمد صاحب تھے، جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ آپ نے سلسلہ نظامیہ کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ آپ کے بعد نمونۂ سلف حضرت الحاج خواجہ علی محمد شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کا سایۂ رحمت ہمارے سر پر تا دیر قائم رکھے، آپ کے ذریعہ پنجاب اور دہلی وغیرہ میں نظامیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہو رہی ہے۔

کرامات مناقب فخریہ میں ہے کہ ایک روز آپ مثنوی مولانا روم کی شرح بیان فرما رہے تھے مضمون یہ تھا "کیف مد الظل نقشان اولیاست" علماء اور حاضرین مجلس نے شرح مزید کی درخواست کی۔ آپ نے لاچار ہو کر فرمایا، اچھا آنکھیں بند کرلو۔ آنکھیں بند کر کے سوائے مد الظل کے اور کچھ نظر نہ آیا، تمام حاضرین مست اور بے خود ہو کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

قاضی انور ضیا ساکن سونی پت تپ دق میں مبتلا تھے۔ جب حالت اتنی نازک ہو گئی کہ زندگی کی امید نہ رہی تو ڈولی میں سوار ہو کر حاضر خدمت ہوئے کہ حضرت کے قدموں میں ہی جان نکل جائے۔ حضرت مولانا ان کی حالت زار دیکھکر بے تاب ہو گئے۔ جوش رحمت میں آ کر حضرت مولانا نے قاضی صاحب کو اپنے آغوش میں اٹھالیا۔ خدا کی قدرت ان کی ساری تکلیف اسی وقت رفع ہو گئی، اور بالکل بھلے چنگے ہو گئے۔

دلّی میں دس افغانی آپ کو شہید کرنے کی نیت سے چھری بغل میں دبائے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ مولوی سیّد بدیع الدین مرید و خلیفہ نے حضرت سے صورت حال عرض کی، آپ نے فرمایا کہ ہم خدا کی رضا کے تابع ہیں اپنی جان کی حفاظت کرنا ہمارا شیوہ نہیں۔ خدا حافظ و ناصر ہے۔ انہی ایام میں حضرت قطب باباؒ کا عرس آگیا۔ حضرت مولانا اپنے مریدوں کی معیت میں درگاہ حضرت قطب الاقطاب میں تشریف لے گئے، محفل سماع منعقد تھی وہ دسوں افغانی احاطہ مزار حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رح کی دیوار پر ننگی چھریاں ہاتھ میں لیکر بیٹھ گئے۔ جس وقت حضرت کے مریدوں، اور دوستوں پر وجد و کیف کی حالت طاری ہو گئی تو وہ افغانی کہنے لگے "دیکھو اس بدعتی کے مرید کس طرح رقص کر رہے ہیں" مولوی سیّد بدیع الدینؒ نے آپ سے عرض کیا کہ ان بدمعاشوں کی وجہ سے ہماری خفت الگ ہو رہی ہے اور ذوق میں خلل علیحدہ۔ حضرت مولانا فخر الدین نے ان افغانیوں پر نظر ڈالی

فوراً ہی مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ کر بیعت ہو گئے۔

ننھے میاں افغانی شرارت میں شہور اور یگانہ روزگار تھا۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کا عرس ہو رہا تھا۔ ننھے میاں افغانی نے قوالوں پر اختساب کیا۔ آستانہ نظامیہ کے کسی خادم ذی احترام نے ننھے میاں کے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ اندرون مسجد تشریف فرما تھے، کسی شخص نے حضرت سے واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا، اچھا میں باہر آرہا ہوں مجھے بتانا وہ ننھے میاں کون ہے، چنانچہ حضرت باہر تشریف لائے آپ نے ایک تیز نظر افغانی پر ڈالی اس کی حالت متغیر ہونے لگی، وہ دوڑا ہوا حضرت کے پاس آیا اور قدموں میں گر پڑا، اور توبہ کر کے حضرت سے بیعت ہو گیا۔

عجب لطفِ کریمانہ ہے فخر الدینؒ چشتیؒ کا

جناں بر کف وہ میخانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا
ہر اہلِ چشت مستانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

ہے دورِ بادۂ الفقر فخری خواجہ ساقی ہیں
ریاضِ چشت میخانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

متاعِ جاں بھی حاضر ہے جبینِ شوق بھی خم ہے
دلِ عشاق نذرانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

صفا و صدق، فقر و معرفت کا عطرِ مجموعہ
ہر ایک عنوان افسانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

سمجھتے ہیں یہاں کی حاضری کو فخر سلطاں بھی
یہ وہ دربار شاہانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

وہ ہر محفل میں ہیں شمعِ شبستانِ کلیم اللہؒ
اُجالا خانہ در خانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

ولائے اولیاءؓ، حبِ نبیؐ نہ وار پاتے ہیں
عجب لطفِ کریمانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

وہ درسِ عشقِ حقؒ دیتے ہیں اپنے پرایوں کو
جہاں میں کون بیگانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

جو شب بیداریاں وقفِ عبادات و نوافل ہیں
تو شغلِ روزہ روزانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

پلائی ہے مئے الفقر فخری مست ساقی نے
ضیا بھی اک مستانہ ہے فخر الدین چشتیؒ کا

ملفوظاتِ طیّبات

اتباعِ سُنّت کی تلقین ایک سوال کے جواب میں حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا تھا، طالبانِ معرفت کے فرائض میں سب سے اہم فرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھیں۔ تزکیۂ نفس کیلئے اس سے بہتر کوئی راہ عمل نہیں۔

عارفِ حق شناس کی شناخت ایک مرید نے حضرت سے دریافت کیا "عارفِ حق شناس کی شناخت کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "جو اپنی خواہشوں کو اللہ کی محبت میں فنا کر دے"۔

بے مثال نصیحت ایک طالب ہدایت نے حضرت سے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے! آپ نے فرمایا، اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئے تو اس کا جواب خُلقِ عظیم سے دو۔

رقّتِ طبع اور اثر پذیری کی فضیلت حضرت مولانا قدس سرہٗ نے ایک مجلس تصوف میں ارشاد فرمایا "جس سالک میں رقت طبع اور اثر پذیری نہیں ہے اس کا کامیاب ہونا سخت مشکل ہے"۔

اُمرار اور عمّال سلطنت کے نذرانے قبول نہ کرو

اُمرار و عمال سلطنت کے ہدایا اور نذرانوں کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا ہے "عمال سلطنت کی آمدنی مشتبہ ہوتی ہے۔ ان کی نذروں سے دامن بچاتے رہو۔ اور ان کے ہدیئے و تحفے تحائف قبول نہ کرو۔

عام لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا حضور! آپ آفتاب معرفت و کعبۂ علم و عمل ہیں پرہیز گار اور عابد و زاہد ہیں کیا بات ہے آپ عوام سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔" وہ صدق و اخلاص سے محروم ہیں۔ دیانت داری بہت دور چلی گئی ہے۔ لوگ اپنے اغراض کے سمندر میں غرق ہیں۔ بظاہر دوستی اور وفاداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دل میں فریب ہے۔"

قرب خداوندی کا قریبی راستہ

ایک موقعہ پر حضرت نے ارشاد فرمایا نقصص گناہ کا آغاز خوف پر ہو اور انجام استغفار پر ایسے گناہ کی بدولت انسان اکثر اللہ سے قریب تر ہو جاتا ہے اور جس عبادت کا آغاز غرور سے ہو، اور انجام نمائش اور دکھاوا ہو۔ ایسی عبادت سے انسان حق تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے

دُنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے

ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا، کیا دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے؟

حضرت نے فرمایا، کیوں نہیں، دنیا کا عذاب یہ ہے کہ انسان کا دل خدا سے غافل ہو جائے

نوجوان عورتوں کو تعلیم دینا

ایک طالب علم نے حضرت سے عرض کیا ایک نوجوان عورت مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی آرزومند ہے، کیا میں نوجوان عورت کو تعلیم دے سکتا ہوں؟ حضرت نے فرمایا کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ بیٹھو" خواہ وہ رابعہ ثانی کیوں نہ ہو، اور خواہ تم اس کو قرآن کی تعلیم کیوں نہ دو"

عاشقوں سے دوزخ بھی پناہ مانگتی ہے

ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرتؒ نے فرمایا "جس کے دل میں عشق کی آگ روشن ہے اسے آگ نہیں جلا سکتی۔ اہلِ عشق کے دل کی آگ سے دوزخ بھی پناہ مانگتی ہے"

حضور سرورِ عالمؐ کی حیاتِ مقدس

کسی شخص نے حضرت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا "حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مُردہ نہیں۔ بلکہ تمہاری آنکھیں مردہ ہیں۔ جس دن بصیرت حاصل کر لو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدس کو دیکھ اور سمجھ سکو گے۔

حصولِ سعادت کے پانچ ذرائع

حضرت قدس سرہٗ نے ایک روز اپنے مرید سے ارشاد فرمایا تھا کہ حصولِ سعادت کے لئے یہ پانچ باتیں ضروری ہیں :

(۱) قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے معانی پر تدبر اور غور و فکر کرنا۔

(۲) بھوک سے کم کھانا کھانا۔　(۴) صبح کے وقت تضرع و زاری۔
(۳) تہجد کی نماز پڑھنا۔　(۵) صالحین سے قریب رہنا۔

دوستی کے حقوق

ایک اجتماع میں حضرتؒ نے ارشاد فرمایا تھا " دوستی کی خوبی یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کیلئے پسند کرو۔ اور جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اس پر حسد نہ کرو۔ اس کی جفا کو برداشت کرو۔ اس کی نیکی کو یاد رکھو اور اپنی نیکی کو بھول جاؤ۔

مغرور عالم سے ان پڑھ بہتر ہے

ایک مجلس میں حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جو عالم مغرور ہے وہ نفس پرست ہے اس سے وہ ان پڑھ جاہل بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اس کے پاس عمل صالح کا سرمایہ موجود ہو۔

تین آدمیوں سے دور رہو

حضرت کا ارشاد ہے، تین قسم کے لوگوں سے دور رہو۔ (۱) جھوٹے آدمی سے، وہ تمہیں خرابی کی طرف لے جائیگا۔ (۲) جھوٹی تعریف کرنے والے سے کہ اس کی باتوں سے تمہارے اندر غرور پیدا ہو جائے گا۔ (۳) خود غرض آدمی سے، وہ تمہیں ضرور دھوکہ دے گا۔

نجات نیک اعمال پر منحصر ہے

حضرت خواجہ یوسفؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمۃ سے نسبت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرتؒ نے فرمایا، نجات نسبت پر مبنی نہیں ہے بلکہ نیک اعمال پر منحصر ہے۔

عارف باللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی

ایک سالک خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالبِ نصیحت ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا "جس نے اللہ کو پہچان لیا۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی، توحید یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک دل میں نہ آئے

ذکرِ حق کا بہتر طریقہ

ایک سالک نے دریافت کیا کہ ذکرِ حق کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ خدا کو یاد کرتے وقت سوائے خدا کی ذات کے اور سب کچھ بھول جاؤ۔

اخلاص کی فضیلت

حضرت نے اپنے ایک مرید سے ارشاد فرمایا تھا "جب انسان اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اپنے رب سے قریب تر ہو جاتا ہے، اور جب کوئی شخص ریاکاری کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔

عبادت بغیر توبہ کے بے معنی ہے

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ عبادت بغیر توبہ کے فضول اور بے معنی ہے۔ حق تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے ارشادِ خداوندی ہے " اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ "، پھر فرمایا، وہ توبہ کرنے والا افضل ہے جس کو اپنے گنہگار ہونے کا شدید احساس ہو۔

جھوٹے اور مکار صوفیوں کا ماتم

مُلا علی ہاشم رزقی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند امراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ہمیں نصیحت فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ " لوگ

لذّت نفس میں مشغول رہکر پرہیزگاری کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں دغا، فریب اور خود غرضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ یاد رکھو نجات نسبت پر مبنی نہیں نیک اعمال پر منحصر ہے۔

دل کا آئینہ کب صاف ہوگا

ایک سالک کے دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا "اپنی خواہشات کو حق کی رضامندی پر قربان کردو اس کے بعد تمہارا دل آئینہ ہو جائے گا۔

کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو

ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے ایک روز حضرت نے ارشاد فرمایا: "موت کو اپنے سرھانے سمجھو یہ زندگی ایک صحرا ہے جس پر ہلاکت کے بادل چھا جائینگے اور کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو۔

اپنے مالک کا وفادار رہنا چاہئے

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا" اے سالک اپنے مالک کا وفادار بن، ہر قسم کی نعمتیں صرف اسی کے قبضے میں ہیں — وہ صاحبِ جلال وملکوت ہے۔ سب سے برتر اور دل سوختگان عشق کی بصیرت سے قریب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

فنا فی المحبّت

کسی مرید نے حضرت سے فنا فی المحبت کے معنے دریافت کئے ارشاد ہوا۔ "فنا فی المحبّت،، ایک اعلیٰ مقام ہے۔ جب محبت کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے تو آتش عشق سے دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے۔ دل میں ہر وقت ایک جلن سی رہتی ہے، اس کیفیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جب محبت رفتہ رفتہ دل کی گہرائی تک پہونچ جاتی ہے تو اس

مقام پر محبوب کے سوا باقی خیالات و تفکرات منقطع ہو جاتے ہیں ہر وقت محبوب ہی کا تصوّر اور محبوب کی محبت دل پر حکمراں ہو جاتی ہے۔

آخرت ابدی راحتوں کا مرکز ہے

حضرت کا ارشاد ہے کہ یہ دنیا عارضی فائدوں کا مقام ہے۔ اس کی ہر چیز فانی ہے۔ اور آخرت ابدی راحتوں کا مرکز ہے۔ افسوس لوگوں نے آخرت کی ابدی راحتوں کے مقابلہ میں دنیا کی چند روزہ راحتوں کو ترجیح دے رکھی ہے۔

دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

ایک شخص نے سوال کیا، حضرت کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا؟ حضرتؒ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہو لیکن اس کی نافرمانی کرتے ہو۔ اس کے ملک میں رہتے ہو لیکن بغاوت کرتے ہو۔ اس کے رسول کا ذکر کرتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ قرآن پڑھتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔ یہ جانتے ہوئے کہ دوزخ گنہگاروں کیلئے ہے دوزخ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ شیطان کو دشمن سمجھتے ہو لیکن اس کی دوستی سے باز نہیں آتے۔ عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہو لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جب زندگی اس انداز کی ہو تو دعا کیوں کر قبول ہو!

تحصیل مقصود کا ایک انوکھا طریقہ

ایک شخص حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے حضرت سے دعا کیلئے التجا کی۔ حضرتؒ نے فرمایا "کوچۂ خداوندی میں بیٹھ جا۔ دعا کی ضرورت ہی نہ پڑیگی۔ اس نے عرض کیا!

خدا کا کوچہ کہاں ہے؟ حضرت نے فرمایا، جہاں تو نہ ہو! چنانچہ اس شخص نے فضول باتوں سے توبہ کر لی اور اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اور کچھ دنوں بعد مرجع خواص و عوام بن گیا۔

مقامِ محمود اور مقامِ شفاعت

ایک روز ایک سالک ہدایت نے حضرت سے دریافت کیا کہ مقامِ محمود اور مقامِ شفاعت میں کیا فرق ہے؟ حضرتِ شیخ نے فرمایا کہ مقامِ محمود ہی مقامِ شفاعت ہے۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جب اس مقام پر کھڑے ہونگے تو جملہ اولین و آخرین کی حمد کرینگے۔ حضور سرورِ عالم بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہوں گے۔ ارشادِ الٰہی ہو گا "سَلْ تُعْطَہٗ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ" مانگو۔ دیا جائیگا۔ شفاعت کرو، قبول کی جائیگی۔) یہی مقامِ محمود ہے۔

علم کے اقسامِ ثلاثہ

ایک مجلس میں حضرتِ شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ علم کی تین قسمیں ہیں علم من اللہ، علم مع اللہ، علم باللہ، علم باللہ علم معرفت ہے انبیا اور اولیاء نے اسی ذریعے سے معرفت خداوندی حاصل کی ہے اور بغیر اس کے انہیں معرفتِ الٰہی حاصل نہ ہو سکی۔ یہ علم اکتساب سے نہیں آتا۔ نمبر۲ علم من اللہ علم شریعت ہے یعنی احکامِ الٰہی و فرائضِ عبودیت کا علم نمبر۳ علم مع اللہ، علم مقامات طریقت و درجات اولیا کا نام ہے۔ معرفت بغیر علم شریعت قبول کئے درست نہیں ہو سکتی۔ اور شریعت پر عمل بغیر مقامات رسی کے ممکن نہیں جسکو علم شریعت نہیں اس کے قلب پر جہل کی موت طاری ہے اور جسے علم شریعت نہیں اس کا قلب مرض نادانی میں گرفتار ہے +

صوفی کی تعریف

حضرت شیخ اقدسؒ مکار اور بناوٹی صوفیوں کے سخت خلاف تھے۔ ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تصوّف تمام حظوظِ نفسانی ترک کرنے کا نام ہے صوفی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ارواح آلائش سے پاک ہوتی ہے۔ جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی مالک ہوتا ہے۔ صوفی کائنات کی جانب نگاہ عیب جوئی سے نہیں دیکھتا۔ تصوف نام ہے دل کو مخالفت حق کی کدورت سے صاف رکھنے کا۔ صوفی وہی ہے جس کو اپنا ظاہر و باطن نظر نہ آئے، سب حق ہی حق نظر آئے۔ صوفی راہِ حق میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ خلق کی نظر میں رسوا اور مطعون ہو کر اپنی للّٰہیت اور حق پرستی کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے۔

مدعیانِ تصوف کو ثبوت پیش کرنا چاہیئے!

ان ہی بناوٹی اور جاہل صوفیاء کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلق کے سامنے دعوت حق لے کر آنے کا مدعی ہے اسے اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرنی چاہیئے۔ اور وہ دلیل پابندی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آدابِ سماع

خواجگانِ چشت نے جو آداب و شرائط سماع کے مقرر فرمادئے تھے، لوگوں نے اس کی پابندی ترک کر دی تھی۔ حضرت شیخ نے بناوٹی صوفیوں کے خلاف صدا بلند کی اور حسب ذیل آداب سماع بیان فرمائے۔

(۱) خواہ مخواہ ارادہ کر کے سماع نہ سُنے، طبیعت کو جب از خود رغبت ہو تو سُنے۔
(۲) بہت کثرت سے سماع نہ سُنے کہ طبیعت اس کی خوگر ہو جائے کبھی کبھی سُنے

تاکہ سماع کی ہیبت دل پر قائم رہے۔

(۳) محض سماع میں ایک مرشد یا پیر طریقت موجود رہے۔

(۴) محفل میں عوام شریک نہ ہوں

(۵) قوال پاک باز ہوں فاسق نہ ہوں۔

(۶) قلب مکروہات دنیوی سے خالی ہو۔

(۷) طبیعت لہو ولعب کی جانب آمادہ نہ ہو۔

(۸) کسی قسم کا تکلف نہ کیا جائے۔

مریدوں کو نصیحت حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ تصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ آدابِ شریعت کی پابندی رہے حرام و مشتبہ چیزوں سے دست کشی اختیار کی جائے۔ ناجائز اوہام و خیالات سے حواس کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے اور غفلت سے بچکر خدائے تعالیٰ کی یاد میں وقت گذاری کیجئے۔

مرید کو ترک شہوات کے مجاہدہ میں دوامًا مشغول رہنا چاہیئے خواہشوں کی پابندی اور پاکیزگیٔ روح کا ساتھ ہو نہیں سکتا۔ مرید کیلئے اس سے بدتر کوئی پستی نہیں ہو سکتی کہ جس خواہش کو خدا کیلئے چھوڑ چکا ہے اس کی جانب پھر رجوع کرے۔

طالب کو اس امر کی بڑی احتیاط ضروری ہے کہ ایک مرتبہ جس بات کا عہد خداوند تعالیٰ سے کرے اسے نہ توڑے طریقت میں نقض عہد کا وہی درجہ ہے، جو شریعت میں ارتداد کا ہے۔

طالب کو دامنِ آرزو بہت نہ پھیلانا چاہیئے، فقیر کو صرف حال سے سروکار

رکھنا چاہیئے۔ مستقبل کے متعلق خیالی پلاؤ پکاتے رہنا اس کے لئے موزوں نہیں طالب کو اہلِ دنیا کی صحبت سے ہر طرح بچتے رہنا چاہیئے۔

عام مسلمانوں کو نصیحت

ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا "پیروئ سنت کرتے رہو۔ راہِ بدعت اختیار نہ کرو۔ دائرۂ اطاعت سے باہر نہ ہو۔ توحید خداوندی کو مانو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مشیت اور ارادہ سے کرتا ہے، گناہوں سے توبہ کرنے اور غفلت دور کرنے میں تاخیر نہ کرو، اور شب و روز استغفار کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔

تزکیۂ نفس چار چیزوں سے ہوتا ہے

تزکیۂ نفس کے بارے میں کسی کے سوال کے جواب میں ارشاد ہوا کہ کامل تزکیہ کم کھانے کم پینے، کم سونے، کم ملنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے۔

شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

شریعت اور طریقت کے موضوع پر ایک مجلس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ اکابر طریقت کی صراحت کے مطابق کمال شریعت کا نام ہی طریقت ہے۔ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک محض ظواہر تک محدود ہے......... اس کا نام شریعت ہے۔ اور نورانیت رسول ص سے قلب و جگر کی نورانیت کا نام طریقت ہے۔

حضرت شیخ رح چاروں سلسلوں میں مجاز تھے

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ چاروں سلسلوں میں مجاز تھے چشتیہ۔ قادریہ، سہروردیہ میں قطب مدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ سے مجاز اور خلیفہ اعظم تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت میر محترم لاہوری رح کے۔

شجرہ چشتیہ نظامیہ

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کا اسم گرامی شجرہ چشتیہ نظامیہ کی جان اور متوسلین و معتقدین کے لئے اسم اعظم ہے۔ چشتیہ نظامیہ جیسی نعمت جو ایک عرصہ سے ہندوستان سے عرب منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی ذات بابرکات سے ہی ہندوستان میں واپس آئی۔ ہند و پاکستان میں لاکھوں آدمی آپ ہی کے فیض سے مستفیض ہیں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کا شجرہ شریف حسب ذیل ہے:۔

(۱) مقدس مطہر افضل موجود ذات خلاصہ کل کائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وبارک وسلم۔

(۲) باب العلوم والمعارف امام المشارق والمغارب امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔

(۳) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۴) حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۵) حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶) حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸) حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۹) حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۰) حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۱) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۲) حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رضی اللہ عنہ
(۱۳) حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۴) حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۶) نائب رسول اللہ فی الہند خواجۂ خواجگان خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۷) غریق الفت شہید محبت قطب الاقطاب قطب الہند حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رضی اللہ عنہ۔
(۱۸) شیخ الاسلام والمسلمین غریق محبت حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر اجودھنی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) شیخ الاسلام والمسلمین بدر الملۃ والدین ملک الفقراء والمساکین زری زر بخش سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۰) مستغرقِ بحرِ شہود حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ

(۲۱) حضرت شیخ کمال الدین علامہ رضی اللہ عنہ

(۲۲) حضرت شیخ سراج الدین چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۳) حضرت شیخ علم الدین چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۴) حضرت شیخ محمود عرف راجن چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۵) حضرت شیخ جمال الدین عرف جمن میاں رضی اللہ عنہ

(۲۶) حضرت شیخ حسن محمد چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۷) حضرت شیخ محمد چشتی رضی اللہ عنہ

(۲۸) قدوۃ الواصلین محبوبِ درگاہِ رب العالمین سند الاولیاء امام الاتقیاء عارف باللہ قطب المدینہ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ

(۲۹) المتخلق باخلاق اللہ المتصف باوصاف اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ جوہر لا الٰہ الا اللہ دستگیر جہاں حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی چشتی بہشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجمیع سلاسل ایشاں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ٥

وصال آخر عمر میں حضرت قدس سرہٗ کو نقرس اور وجع المفاصل کے امراض لاحق ہوگئے تھے۔ بائیں ہاتھ۔ داہنی ٹانگ اور دونوں پاؤں پر ورم تھا۔ وفات سے پانچ برس پہلے حضرت نے جو ایک مکتوب تحریر

فرمایا تھا۔ اس میں مرض کی کیفیت کے علاوہ تحریر ہے کہ چار مہینہ سے صاحبِ فراش ہوں۔ لنگڑا تا لنگڑاتا چند آدمیوں کی مدد سے اندر سے مکان میں جاتا ہوں اکیاسی سال نو ماہ کی عمر میں تیمم کر کے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں، بالآخر ۵ سال کی طویل علالت کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ ہجری کو وصال فرمایا۔ بوقت وصال یہ بیت زبانِ مبارک پر تھی۔

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است
بخلوتے کہ منم یادِ دوست بے ادبی است

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحہ نے مناقب المحبوبین میں تحریر فرمایا ہے "آزارِ نقرس یعنی آزار مفصل ابہام پائے و درد زانو موروثی پیران ماست۔ یعنی مولانا صاحب و شیخ صاحب و شیخ کلیم اللہ و شیخ یحییٰ مدنی این ہمہ بزرگان این مرض داشتند۔"
یعنی ٹانگ میں درد یا آماس کی شکایت بزرگانِ چشت کی ایک پرانی خصوصیت ہے۔ حضرت شاہ نور محمد مہاروی رح اور حضرت شاہ سلیمان صاحب رح کو بھی یہی شکایت تھی۔ حضرت کے ایک مرید نے تاریخ وفات لکھی ہے۔

کلیم اللہ عارفِ صاف بودہ | باقلیم بقا شوقش ربودہ
بہ پرسیدم چو تاریخ وفاتش | خرد گفتا کہ ذات پاک بودہ
۱۱۴۲

مزار مبارک

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کا مزار مبارک جامع مسجد اور لال قلعہ کے درمیان پریڈ گراؤنڈ میں زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔ غدر سے پہلے حضرت کی خانقاہ اور مسکونہ حویلی بازار خانم

میں بھی جو غدر ۱۸۵۷ء تک دلی کا ایک بہت بڑا اور پر رونق بازار تھا۔ یہ بازار قلعہ کی فصیل سے سرادگیوں کے مندر تک تھا انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں دلی فتح کر کے لال قلعہ کے قریب کے تمام مکان مسمار کر کے فوجی اغراض کے ماتحت ایک کھلا میدان بنا دیا۔ غدر کے دنوں میں جب یہ آبادی تباہ ہوئی تو حضرت کا مقبرہ بھی ویران ہو گیا۔ غدر ۱۸۵۷ء تک حضرت کے خاندان کے لوگ اسی علاقہ میں آباد تھے

جامع مسجد سے تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر حضرت قطب العالم کا مزار مبارک اسی مسکونہ حویلی میں واقع ہے جہاں حضرت حالتِ حیات میں رونق افروز رہتے تھے۔ حضرت سرمد شہید رح و ہرے بھرے صاحب رح کے مزار کے پاس سے حضرت کی درگاہ عالیہ جانے کا راستہ ہے۔ پریڈ کے میدان میں قدم رکھتے ہی حضرت کا روضہ اقدس تجلی بار نظر آتا ہے۔ سرہانے کلمہ طیبہ بخط طغرا منقوش ہے درمیان میں حضرت کا اسم گرامی مع القاب و آداب تحریر ہے اور نیچے یہ رباعی بطور تاریخ وفات کندہ ہے ؎

فضل و کمال خویش بود — مرہم قلب ریش بود

سال وفاتش گفتہ ہاتف — قطب زمانہ خویش بود

اس کے پیچھے سنگ مرمر کا اونچا چراغدان ہے۔ جس میں جمعرات کی شام کو خوب روشنی ہوتی ہے۔ مزار مبارک سے متصل جانب شرق حضرت کے دو صاحبزادوں کے مزارات اندرون احاطہ مزار شریف ہیں۔ احاطہ مزار شریف سے متصل جانب شرق متعدد قبریں حضرت قطب العالم کے پسماندگان کی ہیں۔ مزار شریف کے سرہانے تقریباً ۸ - ۱۰ قدم کے فاصلہ پر حضرت کے والد ماجد شیخ

نور اللہ رح کا مزار مبارک ہے۔ حضرت کے مزار شریف پر تمام رات برقی روشنی رہتی ہے۔ مزار شریف کے سرہانے سائبان کے نیچے پانچوں وقت نماز باجماعت ہوتی ہے۔ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں شاید ہی کوئی وقت درگاہ زائرین خالی رہتی ہو۔ رات کو عشاء کے بعد سے نماز فجر تک اللہ اللہ کرنے والے رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

• حضرت قطب العالم کے مزار شریف پر ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ نعت خوانی ہوتی ہے۔ محترمی حضرت محمد مستحسن صاحب فاروقی ایڈیٹر "آستانہ" جس درد و عقیدت کے ساتھ شجرہ خوانی کرتے ہیں وہ وقت حاضرین مجلس کیلئے نہایت اہم اور قیمتی ہوتا ہے۔ حاضرین جوش عقیدت و محبت میں آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی دربار قطب العالم میں نذر گذرانتے ہیں۔ نذریں قبول ہوتی ہیں۔ دامن مراد گوہر مقصود سے بھر کر گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ حضرت فاروقی صاحب پر بھی اکثر شجرہ شریف پڑھتے وقت رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آواز گھگھیا جاتی ہے۔

حضرت قطب العالم کی روحانیت سایہ فگن ہوتی ہے۔ اس وقت کا منظر نہ زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے نہ قلم سے تحریر کیا جا سکتا ہے ارباب ذوق ہی اس روحانی لذت کا احساس و ادراک کر سکتے ہیں۔ ؎

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت قطب العالم قدس سرہٗ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ آخری

مغل تاجدار سراج الدین ظفر بہادر شاہ کے پیرو مرشد تھے لیکن یہ بات غلط ہے۔ بہادر شاہ حضرت میاں کالے صاحبؒ سے بیعت تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ محبّ نبی حضرت مولانا فخر الدینؒ بن حضرت مولانا نظام الدینؒ اورنگ آبادی خلیفۂ اعظم حضرت قطب العالم کے صاحب زادے تھے۔ اس اعتبار سے حضرت قطب العالم قدس سرہٗ بہادر شاہ کے پر دادا پیر ہوئے حضرت میاں کالے صاحبؒ چونکہ حضرت قطب عالم کے سلسلہ کے صاحبِ کمال بزرگ تھے اس لئے یہ روایت عام طور پر مشہور ہوگئی کہ حضرت قطب العالم قدس سرہٗ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ کے پیر تھے۔

بہر حال شاہانِ مغلیہ کو جس درجہ حضرت قطب العالم سے حالتِ حیات میں عقیدت تھی وصال کے بعد بھی ان کی عقیدت کا وہی عالم تھا۔ مغل سلاطین، امراء نہایت تزک و احتشام سے حاضر دربار ہو کر سرِ عقیدت خم کرتے تھے۔

ترجمہ کشکول شریف

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کی تصنیفات میں کشکول شریف کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صوفیائے متاخرین نے اس کتاب کو اپنا دستور العمل بنا لیا تھا اور ان کا دستور تھا کہ وہ خرقہ خلافت کے ساتھ کشکول اور مرقع دیا کرتے تھے حضرت شیخ قدس سرہٗ نے خود بھی ایک مکتوب میں اصلاح نفس و روحانی ترقی

کے لیے کشکول کے مطالعہ کی ہدایت فرمائی ہے۔

انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد کچھ ایسے حالات رونما ہیں کہ علمی ذخیرہ نایاب ہوتا جارہا ہے۔ میری نظر سے کشکول اور مرقع کے جتنے نسخے گذرے ان میں کہیں کہیں بعض مضامین میں اختلاف پایا۔ ترجمہ کرتے وقت کشکول شریف کا ایک بہت قدیمی نسخہ زیر نظر ہے۔ احقر کو اپنی طالب علمی اور علمی بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔ ناظرین کرام اگر کہیں ترجمہ میں اختلاف پائیں تو اس کو اختلاف نسخہ پر محمول فرمائیں۔ اگر کسی جگہ سہو یا غلطی ہو تو اقتضائے بشریت پر محمول فرمائیں۔ وَالْعَفْوُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَأْمُوْلٌ۔

اس کتاب کی افادیت کے بارے میں خود حضرت شیخ نے تحریر فرمایا ہے

"کشکولے کہ نقائش لطیفہ ربانیہ را طافت بخشد و در پیکر اسلام مجازی روح ایمان حقیقی در دمد و مردگان طبیعت را حیات جاودانی ارزانی دہد"

یہ ایک کشکول ہے جس کے نقشے لطیفہ ربانی کو تقویت بخشتے ہیں اور مجازی اسلام کے قالب میں حقیقی ایمان کی روح پھونک دیتے ہیں اور مردہ طبیعت کو حیات جاودانی بخشتے ہیں۔

یہ کتاب حضرت شیخ رحہ نے بعض احباب کی فرمائش پر ۱۱۰۱ھ میں تحریر فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ انہیں عارفین کے بلند مدارج تک پہنچائے کہ وہ وجود مطلق (یعنی خدا) وجود ظلی اور کونی سے معینت پیدا کرنے سے پہلے پوشیدہ تھا اور اس بے نشان کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس کے بعد محبت کے تقاضہ سے خود بخود اس

وجود نے مراتب خداوندی و شہنشاہی کی طرف نزول فرمایا۔ اور ہر متعین میں باعتبار تقید اس تعین کے عاشق کے نام کے ساتھ اور باعتبار رفع اس تعین کے معشوق کے نام کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اس لئے ہر تعین کا کمال یہ ہے کہ رجوع اسی وجود مطلق کی طرف ہو جائے اور جس بے رنگی سے وہ وجود نکل کر رنگا رنگ شکل میں جلوہ گر ہوا پھر اسی بے رنگی پر پہنچ جائے۔ ہماری گفتگو میں تعین خاص حضرت انسان کے بارے میں ہے۔ جو ذات وصفات خداوندی کا مظہر وجامع ہے اور جو تمام تعینات سے صفت حمل امانت کے ساتھ ممتاز ہوا۔ اس لئے انسان کا کمال اسی میں ہے کہ سیر جلی فنافی اللہ پر اللہ تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی رہجائے۔ (واضح رہے) سیر کی دو قسمیں ہیں سیر الی اللہ۔ سیر فی اللہ۔ ان دونوں میں اول الذکر کی تو حد و غایت ہے مگر ثانی الذکر کی کوئی نہایت وحد نہیں۔

لقمہ :۔ ترک ما سوائے اللہ۔ تمام عالم سے بے توجہی، بے رنگی محض ذات سبحانہٗ میں انہماک اور اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نام اصطلاح صوفیا میں وصل ہے۔ جب کوئی سالک اس درجہ کو پہنچتا ہے تو پہلے اس پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا ہے تمام حواس غائب ہو جاتے ہیں اور اس کی حالت مُردہ جیسی ہو جاتی ہے۔ فرق اتنا ہی کہ موت میں حضور نہیں ہے اور اس حالت میں صرف حضور ہی حضور رہتا ہے اور جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے تو اس وقت اس کو صاحب ولایت کہنا درست ہوتا ہے۔ خواہ یہ حالت تھوڑی ہی دیر کے لئے اس کو حاصل کیوں نہ ہو اس مستی اور بے خودی کے بعد اگر ہوشیاری حاصل ہو جائے تو ارباب تصوّف کو اصحاب تمکین کہتے ہیں۔ وصل حاصل ہو جانے کے بعد کبھی حالتِ صحو (ہوشیاری)

جلدی طاری ہو جاتی ہے اور کبھی دیر کے بعد۔ لیکن اگر سالک پر سُکر اور بیخودی کا ہی غلبہ رہے تو اصطلاح تصوف میں ایسے لوگوں کو اصحاب تلوین کہا جاتا ہے۔ اس لئے اگر سلوک میں سالک کے مدنظر محض مشاہدہ ذات بے رنگ اور اس میں اپنے آپ کو فنا کر دینا ہو گا۔ تو اس کا سلوک کامیاب اور بامراد ہوگا ورنہ اگر تعینات کے پردے اٹھانے میں اُلجھ گیا تو صراط مستقیم سے دور جا پڑے گا۔

تقسیمہ: کتب سلوک میں مقامات تصوف کو کچھ ایسے رنگین انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ دل کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ یہ سب مقامات مجھے حاصل ہو جائیں پس اگر کوئی شخص ان مقامات کو پانے کے لئے کمر ہمت کس کر کھڑا ہو جائے ظاہر ہے کہ ایسا ہونا محال ہے کیونکہ جو کُل کا طالب ہوتا ہے وہ کل کو فوت کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی طبیعت میں ایک حالت تذبذب پیدا ہو جائیگی کہ پہلے کس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کروں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ سالک کو اپنی تمام تر ہمت اس طرف لگا دینی چاہیئے کہ فرائض سنن مؤکدہ اور وظائف ضروریہ سے فراغت کے بعد سب سے پہلے توحید خداوندی کا قصد کرے اور ذکر و فکر اور انس میں مشغول ہو جائے اور کچھ وقت نوافل، تلاوت قرآن، تسبیح، اوراد و دعوات وغیرہ میں صرف کرے اور بالکل یکسوئی اختیار کر کے شب و روز اپنی موہوم ہستی کو فنا کرنے میں لگ جائے اور خدا کی عنایت سے اپنی ہستی کو فنا کرتا ہوا فناء الفناء کی سرحد پر پہنچکر بقاء البقاء کی منزل پر جا پہنچے۔ اور اس کام میں جو امور ممد و معاون ہوں ان میں مشغولیت قائم رکھے اور جو امور حصول مقصود میں خارج ہوں ان سے باز رہے۔ طریقت کے تمام سلسلوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ طالب وصل پر یہ بات واجب ہے کہ وہ صرف

انہی کاموں میں مشغول رہے جن سے اس کی ہستی گم ہو جائے اور اس سلسلے میں ذکر و فکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں لیکن مشائخ نے اذکار میں جو ترتیب قائم کر رکھی ہے اس ترتیب پر کاربند رہنا ضروری ہے

تقمہ: ذکر کی تعریف اور اس کے اقسام کے بارے میں مشائخ کے اقوال مختلف ہیں لیکن حضرت ابو عبدالرحمن اسلمیؒ کا قول میرے خیال کے مطابق بہت اچھا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ذکر کئی قسم کے ہیں۔ ایک ان میں سے زبان کا ذکر ہے دوسرا قلب کا ذکر ہے۔ ذکر قلبی خدا کے ذکر میں انہماک سے دل کو خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی سے پاک صاف کرنے کا نام ہے۔ اور ایک ذکرِ سرّ ہے جسکے معنی باطن (دل کو) خدائے تعالیٰ کے ذکر سے اس طرح پُر کر دینا کہ اس میں ہنگامی خطرات کا گنجائش نہ ہو سکے۔ یہیں سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ ذکر سرّ ذکر قلبی کا اثر ہے۔ سرّ اصطلاح صوفیا میں ایک لطیفہ کا نام ہے جو قلب کے اوپر واقع ہے دوام حضور بھی سرّ کے مقتضیات میں سے ہے اس لئے کہ قلب تو ہر وقت اُلٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے اس لئے وہاں دوام حضور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ ایک ذکر روح کا بھی ہے یہ ذکر ذاکر کو اپنی ہستی فنا کر دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص جب دیکھے گا کہ حق تعالیٰ خود اس ذاکر کا ذکر کر رہا ہے اس وقت نہ ذکر باقی رہے گا نہ حال، اور نہ اس بات کا پتہ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ ذاکر کے ذکر کرنے سے پہلے خود ہی اپنا ذکر کر رہا ہے۔

اس کے آگے شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ اس طرح فکر کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ —— اپنی عاجزی یا معاصی کے باعث عدم ادائیگی حقوق حق سبحانہٗ کا شکر

.... کبھی تفکر سالک کا اس بارے میں ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے الطاف وعنایات کے مقابلہ میں میں نے اس کا کوئی شکر اس کے شایانِ شان ادا نہیں کیا اور یہ کہ میں اگر شکر ادا کرتا بھی رہوں تب بھی شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا، اور ایک تفکر اس فیصلہ ازلی کے متعلق ہوتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ جَفَّ القلمُ بما هو كائنٌ اما السعادة و اما الشقاوة (سعادت اور شقاوت کا تو ازل میں ہی فیصلہ ہو چکا ہے) اور اس کے بعد اس کا جلوہ بھی نظر آئے۔ اور ایک تفکر خدائے تعالیٰ کی تکوینیات مصنوعات اور مخلوقات کے بارے میں ہوتا ہے اس قسم کے تفکر سے دل میں خدا کی عظمت وکبریائی کی یاد ہوتی ہے اور اس کے وعدے وعید سامنے آجاتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ متفکر کا جلیس (ہم نشین) نفس اور ذاکر کا جلیس حق سبحانہٗ تعالیٰ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہؒ طریقت نے ذکر کو فکر پر ترجیح دی ہے انتہی کلامہ ذکر کو فکر پر ترجیح اس لئے بھی حاصل ہے کہ ذکر خدائے تعالیٰ کی صفت ہے "اُذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ" فکر خدا کی صفت نہیں۔ ظاہر ہے کہ خدا کی صفت تام اور اکمل ہو گی اور غیر صفت ناقص، اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ ذکر کرنیوالا درحقیقت ذات حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے کیونکہ ذکر نتیجہ فکر اور محبت کا ہے۔ متفکر تو مطالبہ نفس وقت، حال، قلت وکثرت، زیادت ونقصان اور اپنے سانس شمار کرنے میں مشغول رہتا ہے۔

ذکر اور فکر اگرچہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنے والے ہیں لیکن ذکر پھر بھی فکر سے کامل، اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ اس لئے کہ فکر تو توبہ کا مقدمہ ہے اور

ذکر وصول اور وصال الہٰی کا پیش خیمہ - حق تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے :-
فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ؕ تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا -
اس لئے سالک کو فکر کے بجائے ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے -

لقمہ :- عارفِ ربانی حضرت عبدالکریم جیلی ثم الزبیدی نے فرمایا ہے کہ ذاکر قلب کی علامت یہ ہو کہ اس کو ہر چیز سے یا بعض چیزوں سے اسے ذکر سنائی دینے لگتا ہے جس میں وہ ذاکر ہمہ اوقات یا بعض اوقات مشغول رہتا ہے، اور اس میں اسکو قیام اور تمکن حاصل ہو جاتا ہے - اور ذاکر روح کی نشانی یہ ہے کہ اس کو تمام چیزوں سے انکی مخصوص تسبیح سنائی دینے لگتی ہے - اور اس کو ہر کام کا کرتا دھرتا صرف حق سبحانہٗ تعالیٰ نظر آتا ہے -

اذکار متذکرہ بالا کے متعلق احمد بن غیلان مکی نے فرمایا ہے کہ ذکر قلب میں استوا حضور حق وخلق ہوتا ہے - ذکر روح میں بہ نسبت حضور خلق کے حضور حق کا غلبہ رہتا ہے - اور ذکر سر میں ذاکر کو حضوری حضرت حق رہتی ہے اور ذکر خفی میں ذاکر کا وجود روح میں پوشیدہ ہو جاتا ہے -

لقمہ :- ذکر نسیان کی ضد ہے جن باتوں سے مقصود کی یاد حاصل ہو ان باتوں کی طرف توجہ اور ان کا توسل عبادت ہے وہ خواہ اسم ہو یا رسم فعل ہو یا جسم - یا جسمانی یا مجرد جو کچھ بھی ہو - اور جن چیزوں سے مقصود فراموش ہو جائے ان چیزوں کا توسل اور ان کی طرف توجہ سراسر گمراہی ہے اس لئے صوفی کا قول فعل، حال بشرط تذکرہ و تیقظ ذکر ہی ذکر ہے - ورنہ کچھ بھی نہیں -

لقمہ :- بعض حضرات نے ذکر کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں - ذکر لسان

(جہر کے ساتھ ہو یا خفیہ) ذکر قلب، ذکر روح، ذکر اخفی۔ ذکر اخفی اخفی۔ ان میں سے ذکر لسان تو لفظی ہوتا ہے جس میں حروف کی ہیئت اور تقدیم و تاخیر بعض حروف کی بعض پر اور حرکات و سکنات کا اعتبار ہے۔ یہ ذکر اگر یاد کے طور پر ہوتا ہے تو اس کا نام ذکر جہر ہے اور اگر بغیر آواز کے ہو تو اس کا نام ذکر خفیہ ہے ذکر قلب میں مطالعہ لفظ یا حضور مدلول اس اسم کا ہوتا ہے اس میں تقدیم و تاخیر حرکات سکنات کا اعتبار نہیں بلکہ اس ذکر میں اس اسم کا حضور بھی مرتبہ حروف، حرکات و سکنات میں ہوتا ہے۔ ذکر روح میں اس اسم سے بھی فراموشی ہو جاتی ہے صرف مسمیٰ کا حضور رہتا ہے۔ ذاکر کی حالت کے اعتبار سے بھی حضور میں تفاوت ہوتا ہے، بعضوں کو حضور کبھی کبھی حاصل ہوتا ہے۔ بعضوں کو بالکل بھی نہیں بعضوں کو حضور دوام نصیب ہوتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ہم ذکر کر رہے ہیں اور اس ذکر سے مقصود ہمارا حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے اور وہ ہمارے پیشِ نظر ہے تو یہ درجہ بھی کمتر ہے۔ ذکر کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ ذکر اور ذاکر کا معاملہ ہی درمیان سے اٹھ جائے اور مذکور کے سوا کوئی معلوم و مفہوم نہ رہے لذت ذکر بھی اٹھ جائے۔ ذکر کی لذت کا علم بھی باقی نہ رہے۔ ذکر اخفی و اخفی اخفی کا بھی یہی مقام ہے۔ اور بقیہ اذکار کا بھی یہی حال ہے۔

لقمہ:۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح نے فرمایا ہے کہ ذکر چار طریقے پر ہوتا ہے

(۱) زبان ذکر میں مشغول ہو اور دل اس کے معانی سے غافل ہو۔

(۲) زبان ذکر میں مشغول ہو اور دل بھی زبان کے ساتھ ساتھ ہو مگر کبھی کبھی غافل

ہو جاتا ہو۔

(۳) زبان دل کا ساتھ دے اور دل زبان کا لیکن کبھی کبھی دونوں غافل ہو جاتے ہوں

(۴) زبان غافل ہو مگر دل ذاکر اور حاضر ہو۔ یہ ذکر کا انتہائی مقام ہے اور یہی ذکر کا اصل مقصود ہے۔ جس وقت دل ذاکر ہو جاتا ہے۔ ذاکر کو اپنے دل کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔

لقمہ:۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کے لئے ذکر زیادہ مناسب ہے اور متوسط کے لئے تلاوتِ قرآن، اور منتہی کے لئے نماز نفل لیکن میرے نزدیک ذکر خفی اور تصفیہ دل کا نقوش اغیار سے ماسوے اللہ کا ترک۔ توحید اور حضور، انس اور حضرت قدس میں فنا، حصول مقصود کا بہترین ذریعہ ہے اس صورت میں اگرچہ اکثر قسم کی عبادات فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے، مگر یہ چیز ان تمام نقصانات کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

لقمہ:۔ اب ہم ذکر کے آداب بیان کرتے ہیں۔ "کتاب منہج السالک الی اشرف المسالک"، میں ذکر کے ۲۰ بیس آداب بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طور پر ہے کہ ۵ پانچ آداب ذکر شروع کرنے سے پہلے کے ہیں اور ۱۲ بارہ آداب ذکر کے وقت کے ہیں۔ اور ۳ تین ذکر کے بعد کے۔

جو آداب ذکر سے پہلے کے ہیں وہ ۱ توبہ۔ ۲ اطمینان۔ ۳ طہارت۔ ۴ شیخ سے امداد کی طلب گاری۔ اور ۵ اس بات کا علم کہ شیخ سے امداد کی طلب درحقیقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

استمداد حضرت حق جل وعلا سے استمداد ہے۔

ذکر کے وقت کے آداب یہ ہیں[6] چار زانو یا دو زانو بیٹھنا۔[7] دونوں ہاتھ زانو پر رکھنا مجلس[8] ذکر میں خوشبو یا عطر کا استعمال کرنا۔ عمدہ[9] اور پاک صاف کپڑے پہننا[10] حجرہ ذکر کا تاریک ہونا۔ دونوں[11] آنکھوں کو بند کرنا۔ اور دونوں[12] کانوں کے سوراخوں کو خوب بند کرنا۔ اپنے[13] شیخ کی صورت کا استحضار کرنا۔ (یہ شرائط تمام شرائط میں سب سے زیادہ اہم ہیں) اور صدق[14] ظاہر و باطن میں۔ اور اخلاص[15]، اذکار[16] میں سے صرف کلمہ توحید کو اختیار کرنا۔ اور اس[17] کلمے کے معنی کا استحضار۔ نفی کے وقت تمام وہمی موجودات کی نفی، اور اثبات کے وقت وجود حقیقی کا استحضار میرے نزدیک یہ شرط بھی نہایت اہم ہے۔

ذکر کے بعد کے آداب یہ ہیں:۔ ذکر[18] کے بعد بہت دیر تک خاموش رہنا۔ حبس[19] دم اور[20] ٹھنڈی چیزوں کو استعمال میں نہ لانا (مثلاً ٹھنڈی ہوا میں بیٹھنا یا ٹھنڈا پانی پینا)۔

صاحب منہج نے اپنی کتاب میں ذکر کے بعض فوائد بیان کئے ہیں۔ توحید کے ذکر سے حضرت حق سبحانہ، سے انس حاصل ہوتا ہے۔ لہذا جس شخص کو کثرتِ ذکر سے انس میں زیادتی حاصل نہ ہو اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے ذکر کے آداب پر عمل ترک کر دیا۔ ایسے شخص کو ذکر کے متذکرہ بالا آداب و شرائط کا خاص طور پر دھیان رکھتے ہوئے از سر نو ذکر شروع کرنا چاہیئے۔

حضرت ابن عطاء اللہ شاذلی رح نے فرمایا ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے سے عرش خداوندی حرکت میں آجاتا ہے۔ اس لئے کہ اس

کلمہ کا تعلق جبروت سے ہے۔ ملک اور ملکوت سے بھی اس کو خاص نسبت حاصل ہے
(۲) ایک فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ جو شخص روزانہ ہزار بار کلمہ توحید کا ذکر کرے گا حق تعالیٰ اس پر رزق کے اسباب آسان فرمادیگا۔ میرے نزدیک رزق سے مراد روحانی وجسمانی دونوں قسم ہیں۔
(۳) اور جو شخص رات کو سوتے وقت کلمہ طیبہ کا ذکر ہزار بار کریگا اس کی روح عرشِ الٰہی کے نیچے آرام کریگی اور اس کو اپنی برداشت کے مطابق طاقت وقوت حاصل ہوگی۔
(۴) اور جو شخص استوائے شمس (بوقت زوال) ہزار بار ذکر کرے گا اس کے باطنی شیطان کو شکست نصیب ہوگی۔
(۵) اور جو شخص چاند کو دیکھ کر ہزار بار ذکر کریگا حق تعالیٰ اس کو تمام آثارِ جسمانی سے اپنی حفاظت وامان میں رکھے گا۔
(۶) اور جو شخص شہر میں داخل ہوتے یا خارج ہونے کے وقت ہزار بار ذکر مذکور کرے گا حق تعالیٰ اسکو تمام مکروہات سے محفوظ رکھے گا۔
(۷) اور جو شخص ہزار بار کلمہ توحید کا ذکر پورے پورے حضور اور فکر کے ساتھ دشمن اور ظالم کو تباہ کرنے کی نیت سے کریگا، حق تعالیٰ اس ظالم کو نیست نابود کردے گا۔
(۸) اور جو شخص ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھکر غیب کی باتوں پر اطلاع یابی کا قصد کرے گا، حق تعالیٰ اس پر اسرار ملک وملکوت واضح کردے گا۔
(۹) سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ ستّر ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کو

حق تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔

لطیفہ:۔ بعض عارفوں نے کہا ہے کہ ذکر لسانی سے سالک ذکر قلب کی طرف چلا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ بات حاصل ہو کہ زبان کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی ذاکر ہو اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ذکر لسانی اور ذکرِ قلبی میں ترتیب قائم ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر لسانی پر زور نہیں دیا جاتا، ذکر قلبی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں مبتدیوں کو ذکر قلبی کی ہی شروع میں مشق کرائی جاتی ہے۔

لطیفہ:۔ بعض فقہا ذکر قلبی کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ذکر زبان سے ہوا کرتا ہے دل سے نہیں ہوا کرتا مگر یہ ان کا مکابرہ ہے اس لئے کہ ذکر نسیان کی ضد ہے۔ ذکر اور نسیان قلب کی صفات ہیں زبان کی نہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ ذکر لسانی کے احکام اور ہیں اور ذکر قلبی کے احکام کچھ اور۔

لطیفہ:۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، کبرویہ، شطاریہ کے اندر ذکر میں حبس دم اصل قوی بلکہ اصل الاصول ہے، حبس نفس سے خطرات رفع ہو جاتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں اگرچہ ذکر کیلئے حبس دم شرط نہیں لیکن وہ حبس دم کی اولیت کے منکر نہیں۔ سہروردی حبس نفس کے قائل نہیں۔ شیخ بہاءالدین عمر اور زین الدین الخوافی قدس سرہما کا یہی قول ہے۔ یہ دونوں حضرات سلسلہ سہروردیہ کے اکابرین میں سے ہیں۔

یہ بے ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یہاں دو باتیں ہیں ایک حبسِ نفس اور دوسرا حصر نفس۔ حبس نفس دو طرح پر ہے۔ تخلیہ پر، تملیہ پر۔ تخلیہ اس طور پر ہوتا ہے

کہ معدہ کو اوپر کی طرف کھینچکر سانس کو سینہ یا دماغ میں روک لیں اس طریقہ میں ناک کے دونوں نتھنوں اور دونوں کانوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ بعض لوگ احتیاط کے طور پر ایسا کرتے ہیں لیکن اصل طریقہ یہی ہے کہ حوض کے پانی میں غوطہ لگا کر اس عمل کو جاری رکھیں یہ طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رح کو تعلیم کیا تھا۔ یہ طریقہ نہایت پُر تاثیر ہے۔

نملیہ کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو پیٹ میں کھینچکر حبس کر لیا جائے اس صورت میں پیٹ پھول جائیگا۔ اور ناف اور پشت کا درمیانی فاصلہ بھی بڑھ جائے گا ان میں اول الذکر طریقہ سے زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اور ثانی الذکر سے کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔

حصر نفس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جس قدر لمبا سانس لیتا ہے، سانس کی درازی کو دونوں طرف سے کم کر دیا جائے اس طریقہ سے بھی باطن میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے مگر حبس کی حرارت حصر سے زیادہ ہوتی ہے پس اگر کوئی شخص ان حقیقت سے روشناس ہو کر ان طریقوں کو ہر ذکر کا معیار بنا لے تو وہ دائم الذکر بن جائیگا۔ اور اس کا رشتہ حضوری بھی حق سبحانہٗ تعالیٰ سے بڑھتا جائیگا۔

واضح رہے کہ جن ایام میں حبس نفس کا شغل جاری رکھیں مرطوب اور ترش غذاؤں سے پرہیز کریں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس شغل کے شروع میں ہی کان کے دونوں سوراخوں یا ناک کے نتھنوں سے یا براز کے ذریعہ خون آنے لگتا ہے۔ یہ خوف کی بات نہیں۔ یہ شکایت خود بخود جاتی رہے گی۔ لیکن گرم غذا بالکل نہ کھائیں ورنہ اس سے نیا مرض پیدا ہو جائے گا۔ یا مرض میں زیادتی ہو جائے گی۔

شروع میں ایکدم حبس نفس کی مقدار نہ بڑھانی چاہئے۔ آہستہ آہستہ بڑھائی جا سکتی ہے۔ حبس دم کے بعد سانس چلانے میں بھی جلدی نہ کرنی چاہئے۔ آہستہ آہستہ ناک کے ذریعہ سانس لیا جائے منہ سے سانس لینے میں نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

حبس دم کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ بوقت شغل نہ معدہ پر ہو نہ بالکل خالی، شروع شروع میں اس شرط کا لحاظ خاص طور پر ضروری ہے درجہ کمال حاصل ہو جانے کے بعد ہر حالت میں حبس دم کیا جا سکتا ہے ضرر کا خطرہ نہیں مشائخ طریقت نے یہ اور اس قسم کے اعمال جوگیوں سے حاصل کئے ہیں جو لوگ ان اعمال کے اہل ہیں وہ ان اعمال کو کمال خیر و خوبی سے انجام دیتے ہیں

لقمہ :۔ بعض اہل معارف نے فرمایا ہے کہ نفس کے تنقیہ و تطہیر کے بعد جب ذکر میں استغراق اور نعمت حضوری اور روحانیات سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اسی نسبت سے اس کے دل میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ انوار ذات الہٰی مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے مرادات و احکام پر مطلع ہونے لگتا ہے اس منزل پر پہونچکر وہ نور بصیرت (دل) سے بصر کی طرف منعکس ہونے لگتا ہے اور ظاہری حواس سے عالم غیب کی پوشیدہ چیزیں نظر آنے لگتی ہیں اور ظاھراً و باطناً عالم سے انقطاع و انسلاخ ہو جاتا ہے۔

لقمہ :۔ جاننا چاہیئے کہ مقامات التصوف میں سب سے پہلا مقام توبہ اور سب سے آخری مقام حیرت ہے! بعض ارباب طریقت نے رضا و تسلیم کو آخری مقام بیان کیا ہے۔ حیرت بھی دو قسم کی ہوتی ہے مذموم اور ممدوحہ، اس بات

کی شرح یہ ہے کہ جمالی و کمالی ذات حق سبحانہٗ باعث حیرت ہی باعث شک نہیں
کبھی حیرت اور شک کے درمیان اشتباہ واقع ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات
جاننی ضروری ہی کہ حیرت معرفت، ادراک ذات کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے شک کا
منشا جہل یا اوپرا پن ہوتا ہی۔ اس کے علاوہ ایک فرق یہ ہے کہ حیرت حضور میں
ہوتی ہے۔ غیبت میں شک ہوا کرتا ہے حیرت نہیں۔

صاحب حیرت شئے معبود کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے شوق کے
عالم میں آناً فاناً صعود کرتا رہتا ہے۔ صاحب شک کو چونکہ حقیقت شئے کا
علم نہیں ہوتا اس لئے اسے صعود ترقی تو کیا حاصل ہوتی آہستہ آہستہ جہل
کی پستی کی طرف ہی گرتا چلا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت نے کہا ہے کہ حیرت وجود کا علم، اور
اس کی حقیقت سے بے خبری کے مجموعہ کا نام ہے۔ شک میں تذبذب ہی تذبذب ہوتا
ہے۔ اصحاب شک کا معاملہ نفی و اثبات کے درمیان ہی دائر سائر رہتا ہے۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ حیرت ممدوحہ بھی ہوتی ہے اور مذمومہ بھی
سو حیرت مذمومہ سے شک ہی مراد ہے اور حیرت ممدوحہ سے وہ حیرت مراد ہے
جس کا ذکر ہم ابھی اوپر کر کے آئے ہیں۔ حیرت مذمومہ عامۃ الناس کا حصہ ہے
اور حیرت ممدوحہ خواص کا۔

لقمہ:- انوار مختلف رنگوں میں ظاہر ہوا کرتے ہیں کبھی سفید، کبھی سبز
کبھی عقیق کے رنگ کے۔ آخر میں سیاہی ہی سیاہی رہتی ہی یہ نور جبروت کا ہوتا ہے
جاننا چاہیئے کہ اگر نور داہنے شانہ کی طرف سے شانہ کے متصل ظاہر ہو، تو

سمجھنا چاہیئے کہ وہ نور کاتب یمین کا ہے اور اگر مونڈھے سے متصل ہو تو اس کو اپنے شیخ کا نور سمجھنا چاہیئے۔

اور اگر نور کا ظہور سامنے کی طرف سے ہو تو وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ــــ اور اگر بائیں شانہ کی طرف سے شانہ کے متصل نور ظاہر ہو تو وہ نور کاتب یسار کا ہوتا ہے اور اگر غیر متصل ہو تو وہ ابلیس کا فریب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی صورت بائیں طرف سے ظہور میں آجائے اس کو بھی تلبیس ابلیس سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر نور اوپر سے پیچھے کی طرف معلوم ہو تو وہ نور ملائکہ محافظین کا ہے۔ اور اگر بلا جہت کے نور کا ظہور ہو اور دل پر دہشت طاری ہو تو یہ بھی شیطانی کارروائی ہے۔

اور اگر ظہور نور کے وقت حضور ہو اور اس کے غائب ہونے کے بعد دل کو فراق کی اذیت اور اشتیاق محسوس ہو تو واضح رہے کہ یہی نور مطلوب ہے، اور اگر سینہ یا ناف کے اوپر نور محسوس ہو تو یہ بھی شیطان کی فریب کاری ہے اور اگر دل کے اوپر نور محسوس ہو تو یہ صفائی قلب کی علامت ہے۔

طالب صادق کو ان انوار پر اعتماد کرتے ہوئے سلسلہ عمل بند نہ کرنا چاہیئے۔

لطیفہ: علمائے طریقت اس مسئلہ میں مختلف الرائے ہیں کہ عارف کو مشاہدہ دوامی حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ ہوتا ہے۔ اور دوسری جماعت انکار کی قائل ہے۔ ایک عارف کا قول ہے، کہ مشاہدہ نیک آدمیوں کا درمیان تجلّی اور پوشیدگی کے ہوتا ہے۔ حق ہے کہ

جب ربط قلب کا اور اتصال محکم ہو جاتا ہے تو درجہ وصل پر پہنچنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ ضائع نہیں ہو جاتا۔ ہاں البتہ انوار و مکاشفات کبھی ظاہر ہوتے ہیں کبھی نہیں۔ صوفیا کے قول "الوقت سیف قاطع وبرق لامع" کے یہی معنے ہیں۔

لقیمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ غیبت، بے خودی، محویت اور فنا میں ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ اس حالت سے سوائے احدیت اور وجود مطلق حق سبحانہ، کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

(اشتباہ) ہم نہیں مانتے کہ وجود مطلق حق سبحانہ، کا مدرک ہوتا ہے اس لئے کہ جو چیز احاطۂ ادراک میں آسکتی ہے وہ حادث ہوتی ہے۔ صورت ذہنی بھی جملہ عوالم سے ہے اور ہر عالم حادث ہے، وجود مطلق حادث ہو نہیں سکتا اس لئے کہ وہ قدیم ہے اس لئے جو چیز قدیم ہو اس کا ادراک ذہن میں متعذر رہے۔

(جواب) بات تو درحقیقت ایسی ہی ہے مگر یہاں تو یہ حالت ہے کہ سالک درجہ فنا میں پہنچکر اس نسبت سے (جس کا تقاضا دونوں طرف یعنی منسوب اور منسوب الیہ کی طرف نسبت اثبات ہوتی ہے) بالکل ہی غافل ہوتا ہے اسی کا نام فنا الفنا ہے اس لئے یہاں عدم ادراک ہے ادراک عدم نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول "العجز عن الادراک ادراک" کا یہی مطلب ہے۔

(سوال) اگر یہ بات صحیح ہے تو صوفیا کے اقوال شہود ذات، تجلی ذات، محبت ذات، معرفت ذات کے کیا معنے ہیں؟ عدم ادراک کے بعد شہود کے کیا معنے؟

(جواب) نتیجہ معرفت کا ہر چیز کو اس کے درجے اور مرتبے میں رکھنا اور اس کو اسکا

جائز حق عطا کرنا ہے۔ مسئلہ زیر بحث میں دو چیزیں ہیں (۱) ذات خالص حق سبحانہ، (۲) وہ امور جو وجود مطلق سے علیحدہ ہیں۔ پس امر اول کا حق اثبات اور امر ثانی کا حق نفی و انکار ہے۔ اور حق معرفت اول کا یہ ہے کہ وہ بالکل شناخت میں نہ آئے اور حق معرفت ثانی کا یہ ہے کہ اس کو کما حقہ، شناخت کیا جا سکے۔ حق کو حق ثابت کرنا اور باطل کو باطل ثابت کرنا معرفت ہے۔ کسی چیز کی عدم معرفت اس کے تحقق نفس الامری کو مستلزم نہیں اس لئے حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات گرامی ثابت محقق اور غیر معروف ہے۔ پس ذات بحت کی امور ورائیہ سے غیبت ہی شہود کے معنی ہیں۔ اور ان امور کی پوشیدگی کے معنی تجلی ذات کے ہیں اور ان امور سے محبت کا انقطاع محبت ذات ہی اور ان امور کی ناشناسائی کے معنی معرفت ذات ہی۔ اسی پر ذات کے متعلق مضافات کو قیاس کرنا چاہیئے۔ پس حق سبحانہ، کی معرفت بدون اس کے اسمائے صفات و افعال کے متصور نہیں اور یہ معرفت ظاہر ہی ظاہر کی ہے حقیقت کی نہیں اس لئے کہ ہر چیز کی کُنہ حقیقت حق سبحانہ، و تعالیٰ ہے حق سبحانہ، تعالیٰ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور حقیقت حق سبحانہ، کی کوئی انسان، جن یا فرشتہ ادراک نہیں کر سکتا اس لئے حقیقت کا بتمامہ ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ مرتبہ عرفان کا آخری مرتبہ ہے۔

لقمہ: صوفیائے کرام نے جو ترتیب اشغال، اذکار، اور افکار میں قائم کی ہے وہ ترتیب اصطلاحی ہے لیکن ہمت لگی پر یہ ترتیب اس بھاگ دوڑ کی محتاج نہیں کہ پیر و مرشد مرید کا تخلیہ شریعت کے مطابق ہی کرائے۔ شیخ کی امداد حاضر یا غائب میں مرید کے حق میں ہمت علی ہی سے ہوتی ہے۔ ہمت ہی سے شیخ فیوضات کے دروازے مرید پر کھول دیتا ہے۔ مگر یہ طریقہ بہت ہی نادر ہے اکثر بوالہوس اسی طریقہ کے جویا نظر

آتے ہیں۔ چونکہ وہ طریقت کے کام اور راہ کی دشواریوں کو طے نہیں کر پاتے اس لئے وہ ایسے ہی طریقے کے آرزومند رہتے ہیں کہ آسانی سے سب کام سرانجام پا جائیں۔

لقمہ :۔ جاننا چاہیئے کہ بحکم من لیس لہ الشیخ فشیخہ الشیطان ہر صاحب دل پر شیخ کی طلب ضروری ہے" لیکن اس معاملہ میں دشواری یہ ہے کہ مبتدی کس طرح فیصلہ کرے گا کہ میں جس شیخ کو اپنا شیخ بنانا چاہتا ہوں وہ درحقیقت شیخ ہے بھی یا نہیں وہ ولی اور غیر ولی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ مبتدی جسکو مصلح سمجھتا ہو وہ مفسد ہو یا جس کو مفسد سمجھتا ہو وہ مصلح ہو۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری رح نے اس مشکل کو حل فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی عادت اور سنت جاری ہے کہ کوئی زمانہ بھی مشائخ۔ زہاد۔ عباد۔ اوتاد۔ اخیار۔ نجبا۔ نقبا۔ ابدال۔ اقطاب، غوث اور اہل اللہ سے خواہ وہ عاشق ہوں یا معشوق خالی نہیں رہتا۔ طالب صادق کیلئے ضروری ہے کہ وہ مشائخ کی خدمت میں اس طریقہ سے آمد و رفت رکھے کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد دل کو ٹٹولتا رہے کہ ان کی فیض صحبت سے دل کو ہجوم وساوس و خطرات سے فی الجملہ نجات ملی ہے یا نہیں یا دل کی وہی حالت ہے جو پہلے تھی اگر کچھ تھوڑا بہت دل میں فرق محسوس ہو تو جس شیخ کی خدمت میں حاضری سے یہ بات حاصل ہوئی ہے اسی شیخ کی خدمت اپنے اوپر لازم قرار دے اگر اکثر اوقات حاضری نہ ہو سکے تو تھوڑے وقت ہی سہی۔ اور اگر دل کی حالت بدستور رہے تو سمجھ لے کہ میرے نصیب میں اس شیخ کے فیض کا کوئی حصہ نہیں ہے حصول مقصود کے لئے کوئی دوسرا در تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

لقمہ :۔ حضرت شیخ محی الدین جیلانی رح نے فرمایا ہے کہ جو شخص آدھی رات کو بیدار ہو کر

وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور دونوں رکعتوں میں جتنا قرآن یاد ہو پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے سجدہ میں الحاح کے ساتھ استغاثہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے حق تعالیٰ اسکو ضرور اپنے کسی خاص ولی کا پتہ دیگا جس کے ذریعہ سے وصال الٰہی نصیب ہوگا۔ یہ دعا بارہا تجربہ میں آچکی ہے۔ دعا یہ ہے۔

یَا رَبِّ دُلَّنِیْ عَلٰی عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ حَتّٰی یَدُلَّنِیْ عَلَیْكَ وَیُعَلِّمَنِیْ طَرِیْقَ الْوُصُوْلِ اِلَیْكَ۔

اور متاخرین مشائخ شاذلیہ سے منقول ہے کہ درود شریف باستمرار اور حضور کے ساتھ پڑھنا اور کلمہ طیبہ کا ذکر بھی یہی خاصیت رکھتا ہے۔

ذکر واذکار کا بیان

جب کوئی طالب صادق کسی شیخ کامل و اکمل کی خدمت میں طریقہ کی تعلیم حاصل کرنے آئے تو چاہیئے کہ شیخ اس شخص کو تین دن روزے رکھنے کا حکم دے۔ اگر طے کا روزہ رکھ سکے تو اور بھی بہتر ہے ورنہ اس بات کی ہدایت کرے کہ افطار کے بعد شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھائے اور ان روزوں کے دنوں میں ہر روز لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ استغفار، اور درود شریف ہزار ہزار بار پڑھے اور تیسری شب میں غسل کرکے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو، شیخ اس کو اپنے سامنے بٹھا کر سورۂ فاتحہ۔ اخلاص۔ آخر آیتیں سورۂ بقر کی (آمن الرسول سے) استغفار اور سورۂ آل عمران کی آیت شَهِدَ اللّٰهُ سے حَکِیْمٌ تک پڑھنے کا حکم دے اس کے بعد شیخ کہے کہ "بیعت کی تو نے مجھ ضعیف کے ہاتھ پر میرے پیر و مرشد کی، اور

میرے پیر و مرشد کے مشائخ کی اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی، حق سبحانہٗ جل مجدہٗ کی، اور عہد کیا تو نے کہ میں اپنے اعضاء و جوارح کو شریعت مستقیم پر رکھوں گا۔ دل سے خدا کی محبت کروں گا۔ اس وقت شیخ اپنا داہنا ہاتھ مُرید کے داہنے ہاتھ پر رکھ لے اور اس مجلس میں جتنے آدمی بیٹھے ہوں، وہ اپنے ہاتھ اس نئے مرید کے دامن پر ماریں، اور اگر ہجوم زیادہ ہو تو حاضرین ایک دوسرے کا دامن تھام لیں اس کے بعد مرید کہے کہ بیعت کی میں نے اور عہد کیا میں نے کہ شریعت کے طریقہ پر کاربند رہوں گا۔ دل خدا کی محبت میں لگاؤں گا اس کے بعد شیخ خرقہ پہنا کر کہے:۔

هٰذَا لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اس کے بعد خلوت میں مرید کے مناسب حال ذکر کی تعلیم دے کہ کسی غیر کو اس کی اطلاع نہ ہو۔

لقمہ:۔ طریقہ تعلیم ذکر کا یہ ہے کہ شیخ ایک بار خود ذکر کرے کہ مُرید اس کو اچھی طرح سُن لے اس کے بعد مُرید ذکر کرے اور شیخ سماعت کرے۔ دوبارہ شیخ پھر اسی طرح ذکر کرے کہ مُرید سُنے۔ پھر مُرید ذکر کرے کہ شیخ سُن لے۔ غرض یہ کہ اسی طرح تین مرتبہ تعلیم دیکر شیخ مُرید سے کہے کہ مجھے یہ تعلیم جس طرح اپنے مشائخ سے حاصل ہوئی تھی میں نے تمہیں پہنچا دی۔ مُرید عرض کرے میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد شیخ مُرید کو ہدایت کرے کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد درود شریف دس مرتبہ، سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھا کرے اور بعد نماز مغرب چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان پڑھا کرے۔ نماز اوابین اور نماز

حفظ ایمان پڑھنے کے طریقے کتاب مرقع میں مذکور ہیں اور رات کو سوتے وقت لا الٰہ الا اللہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھکر اس کا ثواب ارواح مشائخ سلسلہ کو بخش دیا کرے۔ واضح رہے کہ اذکار کو مراقبات پر مقدم رکھنا چاہیئے بعض مشائخ کی رائے ہے کہ شروع ہی میں مراقبہ کرنا چاہیئے۔ یہ طریقہ بھی ٹھیک ہے بشرطیکہ مرید کی استعداد اس کی مقتضی ہو۔ ورنہ بہتر یہ ہے کہ مرید کو پہلے ذکر کے رنگ میں رنگ کر جوش و خروش پیدا کرا دینا چاہیئے۔ جب یہ حالت نمودار ہو جائے تو مراقبہ سے اسے بے رنگ کر کے خاموش کر دینا چاہیئے۔ لیکن اذکار کا معاملہ نرالا ہے پیر اگر مرید کو دنیا میں زیادہ مشغول دیکھے تو اولاً اسے نفی و اثبات کی تعلیم دے اور اگر دنیا کی محبت دل میں کم ہو تو اسم جلالیت یعنی اللہ کی تعلیم دے اور اگر آزادی اور بے تعلقی دل کی رقت طبع کے ساتھ احساس میں آئے تو اس کو ہو کی تعلیم دینی چاہیئے۔ غرض یہ کہ ہر شخص کے مناسب حال کوشش اور طرز و طریقہ ہونا چاہیئے۔ اس باب میں ہم انشاء اللہ اسی مضمون کی شرح بیان کرینگے۔ اس مختصر رسالہ میں ذکر اذکار کے تمام طریقوں کا بیان مقصود نہیں بعض کتابوں میں ذکر اذکار کے ایک ہزار طریقے اور مراقبوں کی قسمیں ۳۰۰ سے اوپر مذکور ہیں۔ اس رسالہ میں ہم صرف انہیں اذکار و مراقبات کا بیان پیش کرینگے جو اذکار و مراقبات میں مغز کا درجہ رکھتے ہیں۔

لطیفہ:۔ ذکر نفی اثبات چہار ضربی:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت تنگ و تاریک میں چار زانو بیٹھ جائیں۔ چار زانو بیٹھنا اگرچہ بدعت ہے اور مغرور لوگوں کی نشست اور تمام اوقات میں اس انداز سے بیٹھنا ممنوع ہے لیکن ذکر کے وقت اس طرح بیٹھنے کی اجازت ہے کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھنے کے بعد اپنی جگہ

اس وقت تک بیٹھے رہا کرتے تھے جب تک آفتاب خوب اچھی طرح نہ نکل آتا تھا۔ اور پشت کو سیدھا رکھیں۔ اور دونوں آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیں اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی سے بائیں پیر کی رگ کیماس خوب مضبوط پکڑ لیں اس سے باطن قلب میں خوب حرارت پیدا ہو گی۔ دل کی صفائی ہو گی۔ اور اس حرارت سے دل کے ارد گرد کی چربی جو محل اور جائے قرار خناس کا ہے پگھل جائے گی۔ اور وساوس و ہواجس کم ہو جائینگے۔ اس کے بعد ایک دل اور ایک زبان سے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔ جہر یا خفیہ جیسا مقتضائے وقت اور طبیعت ہو اور اس شعر میں جن شرائط کا بیان ہے ان کی پوری پوری پابندی کریں ؎

برزخ و ذات و صفات و مد و شد و تحت و فوق
می نماید طالباں را کل نفس ذوق و شوق

اس شعر میں جن شرائط کا تذکرہ ہے ان شرائط کی پابندی ذکر سہ پایہ میں بھی لازمی ہے بتفصیل شرائط یہ ہے کہ برزخ سے مراد صورت شیخ ہے اور ذات سے مراد وجود مطلق حق سبحانہ، کا ہے اور صفات سے مُراد خدائے تعالیٰ کی صفات سبعہ یعنی حیات و علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر اور کلام مراد ہیں۔ اور مد سے مراد کلمہ "لَآ اِلٰہ" کو کھینچنا اور شد سے مراد تشدید "اِلَّا اللّٰہ" کی ہے۔ تحت سے مراد یہ ہی کہ کلمہ لا کو بائیں زانو کے سر سے کھینچ کر داہنے مونڈھے تک پہنچنے تک الٰہ کو پورا کریں اور یہاں اپنا سانس درست کر کے قوت کے ساتھ فضائے دل پر الا اللہ کی ضرب لگائیں۔ فوق سے مراد یہی ضرب لگانا ہے۔ اس ذکر کا نام نفی اثبات چہار ضربی ہے۔

تتمہ :۔ خطرات کی چار قسمیں ہیں :۔
(۱) خطرۂ شیطانی ۔ (۲) خطرۂ نفسانی (۳) خطرۂ ملکی (۴) خطرۂ رحمانی
(۱) خطرۂ شیطانی ۔ اس قسم کے خطرات سے دل میں تکبر، غضب ۔ عداوت اور حسد اور اس قسم کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں
(۲) خطرۂ نفسانی ۔ اس قسم کے خطرات کھانے پینے اور جماع اور زیب و زینت اور مال و دولت جمع کرنے کی شہوت کا باعث ہیں ۔
(۳) خطرۂ ملکی ۔ ان خطرات سے طاعت، عبادت اور ثواب کے کاموں کا شوق پیدا ہوتا ہے
(۴) خطرۂ رحمانی ۔ ان خطرات سے اخلاص، محبت اور شوق نشو و نما پاتا ہے ۔ بائیں زانو کا سر خطرۂ شیطانی دفع کرنے کا مقام ہے اور داہنے زانو کا سر خطرات نفسانی کو دفع کرنے کا محل ہے اور داہنا مونڈھا محل دفع خطرات ملکی ہے اور فضائے دل جائے قرار وجائے قیام خطرۂ رحمانی ہے ۔

خطرات کی تفصیلات چونکہ پریشانی کا باعث ہے اس لئے شیخ کو تعلیم کے وقت ان چاروں مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے ذکر کا انتخاب عمل میں لانا چاہیئے ۔ شروع شروع میں لا الٰہ الا اللہ یعنی لا معبود الا اللہ اسکے بعد لا مقصود الا اللہ اس کے بعد لا مطلوب الا اللہ اسکے بعد لا الٰہ الا اللہ کا ذکر تعلیم کرنا چاہیئے ان ہی اذکار سے ہر قسم کے خطرات ناپید ہو جائینگے ۔

میں ابتدائے حال میں لا موجود الا اللہ کی تلقین کیا کرتا ہوں ۔ اس میں محنت بھی کم ہے اور سفر بھی بہت جلد طے ہو جاتا ہے ۔

اور اگر مرید عجمی ہو، عربی زبان کے کلمات اس کی زبان سے ادا نہ ہوتے ہوں

تو اس کو اس کی علاقائی یا ملکی زبان میں ہی ذکر کی تلقین کر لی چاہیئے۔

لقمہ:۔ ذکر دو ضربی دمادم:۔ ایک ضرب لا الٰہ کی داہنے مونڈھے پر اور دوسری ضرب الا اللہ کی فضائے قلب پر لگائیں اور تین یا پانچ یا سات یا نو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہیں اس ذکر کے پھیلاؤ میں بہ نسبت چار ضربی کے تفرقہ بہت کم ہے۔

لقمہ:۔ نفی واثبات کے بعد اثبات کی ضربیں لگانی چاہئیں اور اثبات کے بعد اسم ذات (یعنی اللہ) کی اور کلمہ اللہ، الا اللہ سے زیادہ اور اسی طرح الا اللہ مجموعہ لا الٰہ الا اللہ سے زیادہ کہنا چاہیئے۔

لقمہ:۔ ذکر لقلقہ:۔ لقلقہ کے معنی ہیں کہ کلمہ اللہ کا ذکر بلا فصل منہ کھول یا بند کر کے۔ بعضے اس ذکر میں حبس دم بھی کرتے ہیں۔ اور بعضے نہیں کرتے۔

لقمہ:۔ ذکر سہ پایہ:۔ ذکر مشابہ ابریق کے ہے۔ ابریق کے تین پائے ہوتے ہیں۔ ایک پائے کے بغیر ابریق کا قیام دشوار ہے۔ اسی طرح اس ذکر کے بھی تین رکن ہیں (۱) اسم ذات (۲) ملاحظہ صفات امہات یعنی عَلِیْم، سَمِیْع، بَصِیْر (۳) واسطہ جس کو برزخ کہتے ہیں۔ اس ذکر کے شرائط بھی وہی ہیں جو ذکر چہار ضربی کے ہیں۔

اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کو ناف کے نیچے سے قوت کے ساتھ کھینچیں اور سانس سینہ میں روک لیں اور دل سے اللہ کہیں اور اس کے ساتھ سَمِیْع بھی کہیں اور اس کے معنی کا تصور رکھیں پھر اللہ کہیں اور اب کی بار بَصِیْر معنی کے تصور کے ساتھ کہیں۔ تیسری بار اللہ کہیں اور اس کے ساتھ عَلِیْم معنے

کے تصور کے ساتھ کہیں اس کا نام عروج ہے۔ اس کے بعد العلیم پھر البصیر پھر السمیع۔ اس کو نزولی کہتے ہیں اس کے بعد السمیع پھر البصیر پھر العلیم کہیں اس کا نام عروج ثانی ہے۔

اور راز اس میں یہ ہے کہ احاطہ سمیع کا کمتر احاطہ بصیر سے ہے اور احاطہ بصیر کا کمتر احاطہ العلیم سے ہے۔ سالک کو اول حال میں جو مرتبہ عقل و شہادت کا ہے اور تمام مراتب سے تنگ تر ہے۔ سمیع کو مقدم کرنا چاہیئے۔ اور جب اس مرتبہ سے ترقی کر کے مرتبہ غیب پر پہونچ جائے جو نہایت وسیع مرتبہ ہے اس وقت بصیر کی تقدیم لازم ہے اور جب اس مرتبہ سے بھی ترقی کرتے کرتے غیب الغیب کے مرتبہ پر پہونچ جائے اور وہ پہلے مرتبے سے بھی زیادہ وسیع ہے اس وقت علیم کا تصوّر کر کے پھر رجوع کرنا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم یہ سب ایک ذکر ہے۔ جو دو عروج متوسط النزول پر مشتمل ہے۔

حبس دم اتنی دیر رکھنا چاہیئے کہ کم سے کم دو تین مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو مرتبہ ذکر کیا جا سکے تاکہ باطن میں حرارت پیدا ہو کر باطن کی چکنائی سوخت ہو جائے اور وسواس خناس کا مقام نیست و نابود ہو کر محبت غالب آ جائے۔

یاد رہے کہ تحت میں فائدے بھی بہت ہیں اور تنگی و سختی بھی بہت ہے لیکن بغیر تحت کے ذکر ناقص ہے۔ اس لئے خود کو حرج میں نہ ڈالنا چاہیئے تحت کو بھی کام میں لانا چاہیئے۔

تفصیل ذکر سہ پایہ کی یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر داہنے پیر کے انگوٹھے اور انگلی سے رگ کیماس پکڑ لیں اور ناف کو اندر کر کے کچھ تھوڑا سا اوپر سے نیچے کو اتاریں اور دونوں آنکھوں کو بند کر کے احضار برزخ کریں اور اسم مبارک اللہ کو ناف کے نیچے سے پوری قوت سے کھینچ کر دوسرے لام کو مدطویل دیں اور لفظ اللہ کے ساتھ سمیع۔ پھر بصیر پھر علیم کا ملاحظہ کریں۔ مشائخ کی کتابوں میں اس کا نام نزول ہے لیکن فقیر کے نزدیک پسندیدہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

پھر جب کوشش کرتے کرتے نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ ایک سانس میں ڈھائی سو مرتبہ لفظ اللہ تین مذکورہ اسامی کے ساتھ مع لحاظ شرائط مذکورہ کہنے لگیں تو صفات ثلاثہ کے ساتھ پانچ صفات یعنی دائم، قائم۔ حاضر، ناظر شاہد کا اضافہ کرلیں اور جب عروج و زوال پر ایک سانس میں ڈھائی سو مرتبہ یہ بھی ہونے لگے تو اس کے ساتھ صفات سبعہ کا جو ائمہ سبعہ کے نام سے موسوم ہیں، شامل کرلیں اور جب اس میں بھی استقامت حاصل ہو جائے تو صفات مرکبہ جیسے اکرم الاکرمین، ارحم الراحمین، اجود الاجودین، ذو الفضل العظیم۔ رب العرش العظیم زیادہ کرلیں۔

لطیفہ :۔ شطاریہ سلسلہ میں اسم ذات زبان یا دل سے کہنا چاہیئے اور اسمائے صفات یعنی سمیع و بصیر و علیم بھی خیال میں رکھنا چاہیئے اور برزخ شیخ کو بھی پیش نظر رکھیں، مد و شد بھی کریں اور ناف کے نیچے سے کھینچ کر سر تک لیجائیں اور ایک سانس میں ایک مرتبہ محاربہ صغیر میں اور ایک سانس میں سو مرتبہ محاربہ کبیر میں ذکر کریں پھر جب ان صفات میں استقرار حاصل ہو جائے تو دوسری صفات بھی

شامل کرلیں اور عروج و نزول کی بھی رعایت رکھیں اور محاربہ کبیر میں دم لے کر پوری شدت کے ساتھ واسطہ کے ملاحظہ کے ساتھ ذکر کریں۔ یہانتک کہ بیہوشی اور بے خودی پیدا ہو جائے۔ بہت زیادہ بھوکا رہنے اور بہت زیادہ جاگنے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ سب اس تھوڑی سی محنت سے حاصل ہو جاتے ہیں

تتمہ :۔ ذکر شش ضربی و چہار ضربی :۔ اللہ کا ذکر شش ضربی بھی کیا جاتا ہے اور چہار ضربی بھی شش ضربی تو وہ ہے کہ ہر جہات ستہ پر ضرب لگائیں۔ اور چہار ضربی یہ ہے کہ مستقبل قبلہ بیٹھ کر سامنے قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر ہو۔ پہلی ضرب بائیں جانب، دوسری ضرب دائیں جانب، تیسری ضرب قرآن شریف پر، اور چوتھی ضرب دل پر لگائیں، اور ذکر معانی قرآن یا حال اہل قبور میں مستغرق ہو جائیں لیکن یہ واضح رہے کہ اس ذکر سے بدون ملاحظہ واسطہ کے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

تتمہ :۔ ذکر حدادی :۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ، کلمہ لا الٰہ جانب چپ سے مد اور ملاحظہ کے ساتھ شروع کریں۔ دونوں زانو اٹھے ہوئے ہوں اور کلمہ الا اللہ کا پوری قوت اور شدت کے ساتھ فضائے قلب پر ضرب لگائیں جس طرح لوہار دونوں ہاتھ سے پوری قوت کیساتھ گھن سے ضرب لگایا کرتے ہیں اسی طرح "الا اللہ" کی ضرب دل پر لگائیں۔ یہ ذکر امام ابو حفص ؒ حداد سے منقول ہے۔ مگر اس ذکر میں مشقت بہت ہے۔

تتمہ :۔ پاس انفاس :۔ کلمہ لا الٰہ کو سانس کے ساتھ باہر نکالیں اور کلمۂ الا اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کو کھینچیں اور اسی طرح سانس کے ساتھ ذکر

جاری رکھیں اور سانس باہر آتے اور اندر جاتے وقت ناف پر نظر رکھیں اور یہ ذکر اس وقت تک جاری رکھیں کہ ذاکر کا سانس خواب وبیداری میں ذاکر ہوجائے اس ذکر سے ذاکر کی عمر دوچند ہوجاتی ہے۔

لقمہ: کبھی پاس انفاس کلمہ اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اس طرح کہ اللہ کی ہ کے پیش کو اشباع کے ساتھ پڑھتے ہیں جس سے واؤ پیدا ہوجاتا ہے، سانس کھینچتے وقت الا اللہ سانس کے ساتھ کہیں۔ اور باہر نکالتے وقت ھُو سانس کے ساتھ کہیں۔ پاس انفاس ذکر اللہ، یا لا الٰہ الا اللہ دونوں طرح سے کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس ذکر سے شورش اور سوزش پیدا ہوجاتی ہے اور دماغ میں حرارت اور خشکی بڑھ جاتی ہے۔ خیشوم اور ناک کا اندرونی حصہ اور دماغ کو روغن بادام سے تر رکھنا چاہیئے۔

اس ذکر کو کمال تک پہنچائیں۔ اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ بغیر شعور واختیار ذاکر کے سانس خودبخود ذاکر ہوجاتا ہے، اور کسی ایسے شخص کو جس کا لوح قلب نقوش اذکار اور اذکار سے منقش نہ ہوا ہو اپنے سامنے زانو سے زانو ملا کر بٹھائیں اور اس کو ہدایت کریں کہ اپنی ٹھوڑی کو سینہ پر رکھ لیں اور کمر کو شکم کی طرف کج کرکے سینہ نکال کر آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائے اور مرشد اس شخص کے سانس کا احساس کرے جس وقت وہ اپنا سانس باہر نکالے مرشد اپنا سانس اندر کی طرف کھینچے۔ اور جس وقت وہ اپنا سانس باہر کھینچے مرشد اپنا سانس باہر نکالے۔ اس طریقہ میں مشغولیت کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شخص یکایک نعرہ مار کر نفی اثبات یا اسم ذات کا ذکر کہنے لگے گا۔ غرض مرشد کا جو مقام غالب ہوگا اسی

لحاظ سے اس کی زبان اور سانس پر ذکر جاری ہو جائیگا۔ لوگ یہ نظارہ دیکھکر حیرت میں پڑ جائینگے۔ اور اس کی حالت اس قدر سخت ہو جائے گی کہ اس ذکر کی گرمی سے ناک اور کان سے خون جاری ہو جائے گا۔ اصطلاح صوفیا میں اس ذکر کا نام ذکر سینہ بسینہ ہے۔ اس میں بغیر واسطہ زبان کے تعلیم ہوتی ہے لیکن اگر وہ شخص مراقبہ مع حبس نفس کا شغل رکھتا ہو تو اس شخص پر یہ طریقہ اثر انداز نہ ہوگا۔ بعض اوقات ایسا بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ شاغل کی بے خودی کا اثر مرشد پر پڑ جاتا ہے ایک مرتبہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔

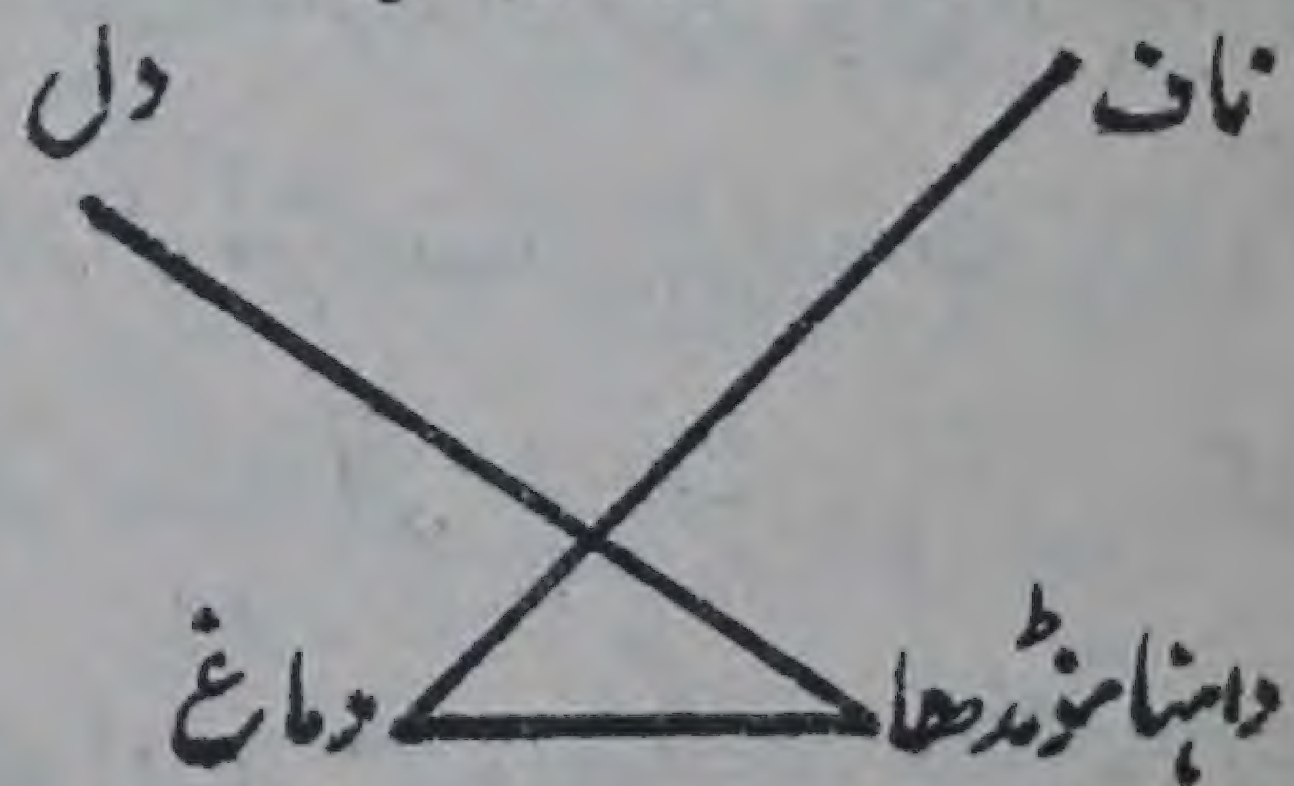
تقسمہ :۔ ذکر کشف الروح :۔ کوئی سی روح ہو اور جہاں کہیں بھی ہو، اول ۲۱ مرتبہ یارب کہیں اس کے بعد یا روحُ الروح کی ضرب دل پر لگائیں پھر سر اوپر کی طرف بلند کر کے یا روح ما شاء اللہ کہیں۔ ذکر سے فراغت کے بعد توجہ مطلوب کی طرف کریں۔ روح خواب یا بیداری میں حاضر ہو جائے گی۔ اور اگر یہ ذکر دو ہزار مرتبہ کریں تو مقصد جلد بر آجاتا ہے۔ یہ ذکر حضرت سید گیسو دراز کو حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح سے حاصل ہوا ہے۔

تقسمہ :۔ ذکر کشف قبور :۔ قبر کے قریب میت کے چہرے کے روبرو بیٹھکر سر آسمان کی طرف اٹھا کر اکشِفْ لِی یا نُوْرُ کہیں اور اکشِفْ لِی کی ضرب دل پر لگائیں اس کے بعد قبر پر عَنْ حَالِہٖ کی ضرب لگائیں۔ اس ذکر سے میت کا حال علانیہ یا خواب میں معلوم ہو جاتا ہے۔

تقسمہ :۔ ذکر اجابۃ الدعوات :۔ اس ذکر میں بغل پر ضرب لگائی جاتی ہے اول داہنی بغل پر یا ربّ کی ضرب لگائیں پھر بائیں پر پھر دل پر اسکے بعد یا ربّ

کہیں۔ یہ ذکر کافی دیر تک اور زیادہ مقدار میں کرنا چاہیئے۔ جب اس ذکر کو ختم کرنا ہو دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یَا رَبِّیْ کہہ کر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیں۔ دل میں مراد اور مقصود کا حضور ہونا چاہیئے۔ یہ ذکر شیخ الحقیقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ سے منقول ہے۔

لطیفہ: سلسلہ نقشبندیہ میں اصل ذکر یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر سوک لیں اور شروع کلمہ لا سے اس طرح کریں کہ ناف سے کھینچکر اس کو دماغ تک لے جائیں۔ اور اس کے بعد کلمہ اِلٰہ سے داہنے مونڈھے کی طرف میلان کر کے الا اللہ کہتے ہوئے دل پر اس قدر قوی ضرب لگائیں کہ ضرب کے آثار تمام جسم پر ظاہر ہوں۔ اس ذکر کی صورت خطوط محسوس میں یہ ہے۔



پس اس صورت سے نفی کر کے حق کا اثبات کریں اور دل کی زبان سے اِلٰہِی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ کہیں۔ یہ ذکر حبس نفس کے ساتھ ہونا چاہیئے اور جب سانس لیں تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان قلب سے کہیں۔ اس ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ نفی سے منفی اور اثبات سے مثبت ہو جاتا ہے۔ یہ ذکر اکیس مرتبہ کرنے کے بعد اگر اثر ظاہر نہ ہوا اور بیخودی اور محویت رونما نہ ہوئی تو اس ذکر کو پھر شروع سے ہی شروع کرنا چاہیئے۔

لطیفہ: نفی اثبات دو ضربی یا چہار ضربی شروع کرتے وقت اپنے داہنے حضور

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بائیں اپنے پیر و مرشد کو تصوّر کرنا چاہئیے اور سامنے حق سبحانہٗ جل شانہٗ کو۔ بعض علمائے طریقت کے نزدیک دائیں بائیں اور آگے تصور حضرت وجود مطلق کا ضروری ہے۔

لطیفہ :- ذکر دفع مرض :- داہنی طرف یَا اَحَدُ اور بائیں طرف یَا صَمَدُ اور دل پر یَا وِتْرُ کی ضرب لگائیں۔

لطیفہ :- نفل عشا کے بعد ذکر یَا وَہَّابُ ستر مرتبہ کرنا چاہئیے لیکن اول دوگانہ ادا کرنا ضروری ہے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔

لطیفہ :- ذکر مشی اقدام :- اگر تیز چل رہے ہوں تو ہر قدم پر الا اللہ کہیں اور اگر آہستہ چل رہے ہوں تو دایاں پاؤں رکھتے وقت لَا اور بایاں پاؤں رکھتے وقت اِلٰہ پھر دایاں پاؤں رکھتے ہوتے اِلَّا پھر بایاں پاؤں رکھتے وقت اللہ کہیں اور اگر درمیانی چال سے چل رہے ہوں تو ہر قدم پر اللہ اللہ کہیں۔

لطیفہ :- مجموعہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ذکر ناسوتی ہے اور الا اللہ ملکوتی ہے اور اللہ جبروتی ہے۔ اور ھُو لاہوتی ہے۔

لطیفہ :- بعض اذکار ایسے ہیں جو صرف سینہ بسینہ پہنچتے ہیں۔ پیر و مرشد ان اذکار کی تعلیم اواخرِ حال میں دیا کرتے ہیں۔ جب مرید کو ریاضات و مجاہدات اور چلہ کشی سے تصفیہ و تزکیۂ تام حاصل ہو جاتا ہے۔ ان اذکار میں سے ایک ذکر معیت ہے۔ یا معی یا ھو یا ھو۔ اس ذکر سے بہت قلیل مدت میں

مشاہدہ ذات وصفات ہونے لگتا ہے اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو (مثل قعدہ نماز) بیٹھ جائیں اور دونوں قدموں کو سرین کے نیچے سے نکال کر سرین زمین پر ٹیک لیں اور داہنے ہاتھ سے بائیں بازو کو اور بائیں ہاتھ سے داہنے بازو کو مضبوطی سے تھام لیں اور پانچ ضربات ترتیب وترکیب متذکرہ ذیل سے لگائیں

(۱) پہلی ضرب داہنے قدم اور داہنے زانو کے درمیان لگائیں۔

(۲) دوسری ضرب آسمان کی طرف لگائیں۔

(۳) تیسری ضرب بائیں قدم اور بائیں زانو کے درمیان لگائیں۔

(۴) چوتھی ضرب جگر پر لگائیں۔

(۵) پانچویں ضرب فضائے قلب پر نہایت شدت کے ساتھ لگائیں۔

ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی حضور رہنا چاہیئے کہ ذات خداوندی کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اس ذکر کے زمانہ میں دودھ کا استعمال رکھیں اور اگر دودھ میں زعفران حل کر کے پئیں تو اور بھی بہتر ہے۔ اور خوشبو وعطریات کا استعمال زیادہ رکھیں۔ کبھی تین کلمہ ھو ھو حی پر بھی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو سطور بالا میں مذکور ہوا۔ مگر ہو۔ ہو کی ضرب آسمان کی طرف اور حی کی ضرب دل پر لگائی جاتی ہے۔

اور اسی قسم کے اذکار میں سے ایک ذکر کلیت ہے یعنی اَلْکُلّ مِنْکَ اَلْکُلّ اِلَیْکَ ۲ کُلّ یَا کُلّ اَلْکُلّ فقیر کے خیال کے مطابق اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَلْکُلّ وَمِنْکَ اَلْکُلّ وَبِکَ اَلْکُلّ وَلَکَ اَلْکُلّ وَاِلَیْکَ اَلْکُلّ وَکُلّ الْکُلّ مشاہدہ ذات وصفات تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر

ایک ضرب سامنے ایک ضرب دائیں ایک ضرب بائیں اور ایک ضرب آسمان کی طرف اور ایک ضرب دل پر لگائی جاتی ہے۔

اسی طرح ذکر احاطہ یا مُحِیطُ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا مورث مشاہدہ ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ظاہراً کہتے وقت آنکھیں کھول دیں اور باطناً کہتے وقت بند کر لیں اور اسی قسم کا ذکر محو الجہات ہے:-

اَنْتَ فَوْقِیْ اَنْتَ تَحْتِیْ اَنْتَ اِمَامِیْ اَنْتَ خَلْفِیْ اَنْتَ یَمِیْنِیْ اَنْتَ شِمَالِیْ اَنْتَ فِیَّ وَاَنَا مَعَ الْجِهَاتِ فِیْكَ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اس کا طریقہ یہ ہے کہ اٹھ کر عرش کی طرف منہ کرکے اَنْتَ فَوْقِیْ کی ضرب لگائیں اس کے بعد طبقات ارض کی طرف نظر کرتے ہوئے بیٹھ جائیں اور اَنْتَ تَحْتِیْ کہیں اور اس کے بعد منہ سامنے کرکے اَنْتَ اِمَامِیْ پھر سر کو پیچھے کی طرف گھما کر اَنْتَ خَلْفِیْ کہیں۔ اسی طرح داہنے اور بائیں ہاتھ پر ضرب لگائیں اور اَنْتَ فِیَّ کہہ کر دل پر ضرب لگا کر چیکر لگائیں اور اَنَا مَعَ الْجِهَاتِ فِیْكَ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کہیں۔

اور ان ہی اذکار میں ایک ذکر تجلی انانیت کا ہے اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا تہجد کی نماز پڑھکر سو بار ذکر کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سر آسمان کی طرف اٹھا کر اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ کہتے ہوئے اپنے سر کو داہنے بازو کی طرف گھماتے ہوئے لَا اِلٰهَ کہکر فضائے قلب پر شدت سے ضرب لگائیں اور اِلَّا اَنَا کہیں۔ ان تمام اذکار خمسہ میں معانی کا تصوّر اور برزخ کا تصوّر شرط ہے۔

ذکر حضرت شیخ بابا فریدالدین گنجشکر رح۔ یہ ذکر حضرت بابا صاحب نے پنجابی زبان

یجاد کیا ہے۔ اصول لوں یہ علویات کی طرف اشارہ ہو توں سفلیات کی
"در توھی توں" جانب اطلاق کی طرف۔
:۔ ذکر کے اختتام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ
الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھکر یہ دعار پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَقَدْ
ذَكَرْنَاكَ عَلٰى قَدْرِ قِلَّةِ عِلْمِيْ وَعَقْلِيْ ۔ فَاذْكُرْنِيْ
عَلٰى قَدْرِ سِعَةِ نَفْسِكَ وَفَضْلِكَ وَعِلْمِكَ
وَمَغْفِرَتِكَ

اللہ ہمارے دلوں کے مسامات کو اپنے ذکر پاک سے کھول دے۔ (آمین)

دوسری فصل مراقبہ کے بیان میں

مراقبہ کے معنی اپنے دل کی نگہبانی اور پاسبانی کے ہیں تاکہ اس میں سوائے
حق کے دوسرے معنی داخلہ کی راہ نہ پا سکے۔

جاننا چاہیے کہ دل کی بیماریاں ان تین چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب
دل ان باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) حدیث نفس جس میں قصد و اختیار سے باتیں پیدا ہوتی ہیں۔
(۲) خطرہ :۔ دل میں بغیر قصد باتیں آتی ہیں اور نکل جاتی ہیں۔
(۳) نظر غیر پر :۔ یعنی علم اشیار متکثرہ کا۔

ان امراض کا علاج یہی ہے کہ باطن کو مشغول رکھا جائے۔

(شغل باطنی کی کئی قسمیں ہیں)

لطیفہ:۔ اسم اعظم یعنی اسم ذات کو مقام حدیث نفس میں اور اسمائے صفات امہات کو مقام خطرہ میں جاگزیں کرنا چاہیئے۔ مگر ولی کی نظر مرشد کے جمال پر چاہیئے۔ (مرشد کو رابطہ، واسطہ اور برزخ کہتے ہیں)۔

لطیفہ:۔ اسم ذات کے معنی مقدس کو بغیر کسی تقیید اور تخصیص کسی ثنا کے علم میں ملاحظہ کریں اور اس معنی کو پورے طور پر قلب صنوبری پر متوجہ کریں اور طبیعت میں یہ معنی راسخ ہو جائیں۔ اور اگر معنے راسخ نہ ہوں تو اس معنی مقدس کو نور خالص کے ساتھ اتار کر اپنے کو اس نور میں مثل اشیٰ دیکھے اس طور پر کہ ایک نور کا دریا ہے اور تو ایک قطرہ اسی دریا کا ہے یا اس معنی مقدس کو ظلمت خالص میں اتار کر اپنے کو سایہ مخصوص تصور کرے اور اس ظلمت میں اس نور کو تلاش کرے کہ امتیاز باقی نہ رہے۔

لطیفہ:۔ بعض عارفوں نے مشغولی کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ شیخ کی صورت خیال میں اس طور پر استحضار کریں کہ حرارت اور کیفیت معہودہ شاغلین کی ظاہر ہو جائے اور اپنی حقیقت جامعہ انسانیہ کی طرف اپنے کو کیفیت مذکورہ کے ساتھ شیخ کی صورت میں اتار کر اس کو اپنا شیخ تصور کرے۔ اسی حقیقت جامعہ کا نام اصطلاح تصوف میں قلب ہے۔ مگر چونکہ وہ اجسام میں حلول سے منزہ ہے اس لئے اس کا احضار ذرا دشوار ہے۔ اور اس صعوبت کی وجہ سے قلب صنوبری کی طرف کہ جو قلب حقیقی اور قلب مجازی کے درمیان واسطہ ہے متوجہ ہو اور اس پر متوجہ ہو کہ یکسوئی پیدا ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس حالت میں غیبت

بے خودی ظاہر ہو جاتی ہے پس اس حالتِ غیبت اور بے خودی کو صراطِ مستقیم کرے۔ اور یہ تصور کرے کہ وہ گویا اس راہ پر گامزن ہے اور یہ راہ غیر متناہی ہے اور جس وقت خطرہ یا وسوسہ پیچھا کرے تو اس راستہ سے فوراً بھاگ جاتا ہے۔ اس بھاگ دوڑ میں یا تو خطرہ پیچھا چھوڑ دے گا یا پیچھے رہجائے گا اگر ہے گا۔ پس اگر خطرہ پیچھے رہگیا تو بہتر ہے اور اگر پکڑ لے تو اسی حقیقت جامعہ رش کی صورت میں اتار کر متوجہ ہو کر دفعیہ کی کوشش میں لگجائے اور تصور کرے کہ اس حالت میں امتداد پیدا ہو جائے، اور اگر خطرہ یا وسوسہ اس سے بھی دور نہ ہو تو دماغ کو خالی کرلے اس طور پر کہ سانس کو ناک کے راستے سے شدت اور سختی کے ساتھ نکال کر پھر حالتِ سابقہ پر متوجہ ہو جائے اس ترکیب سے بھی دفع نہ ہو تو یہ استغفار پڑھے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَحَاضِرًا وَغَائِبًا وَسَامِعًا وَنَاظِرًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس وقت دل اور زبان کا اتحاد ضروری ہے اور اگر اس استغفار سے بھی دور نہ ہو تو اسم یا افعال کو فہمِ معانی کے ساتھ عمل میں لائے یہ اسم وساوس میں خاص تاثیر رکھتا ہے اور اگر یہ طریقہ بھی کارآمد ثابت نہ ہو تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ یعنی لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللهُ کے معنی سے استمداد کرے اور یہ علاج بھی نفع بخش ثابت نہ ہو تو جہر کے ساتھ اسم اللہ کی دل پر ضرب لگائے۔

تفہیمہ :۔ حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ سے جو بات مدرک ہوتی ہے وہ یا تو
کے مطابق ہوگی اسی کا نام حق ہے یا خلاف واقعہ ہوگی اس کا نام باطل ہے۔
وحدۃ الوجود ماننے والوں کے نزدیک یہ امر محقق اور مقرر ہے کہ حق
خدائے تعالیٰ کے مظاہر میں سے ہے اور بعض باطل بھی۔ پس نفس کلیات یا
میں سے جس چیز کا ادراک کرے اس میں مطالعہ وجود مطلق کا (جو شان خا
ساتھ موصوف ہے) کرے۔ انسداد خطرات کیلئے یہ طریقہ قریب اور محکم ترین
اس میں شک نہیں کہ اس حالت میں کیفیت غیبیہ اور حالت ذوقیہ پیدا ہو جاتی
اور مراتب شہنشاہیت و معبودیت بھی مدرک ہو جاتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ا
مطالعہ کو بھی درمیان سے ہٹا دیا جائے اور اسی کیفیت غیبیہ کو اختیار کرے
نفس کو چھوڑ دے اور دامن بیہوشی کا مضبوطی کے ساتھ تھام لے اس
کہ اس حالت غیبت سے خروج کفر اور ناسپاسی ہے، خواہ وہ توجہ تفکر
دقائق علمی و عملی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ غیبت اور بیخودی وادی
کا آغاز ہے۔ اور حیرت سب سے آخری مقام ہے۔
تفہیمہ :۔ سالک کو چاہیئے کہ دل کی آنکھ سے اپنی حقیقت یعنی حقیقت جا
انسانیہ کی طرف نظر کرے اور اپنی حقیقت کو اپنی دل کی آنکھ کا مشہود
افعال میں خیال کرے اس کے بعد اس طرف نظر کرے کہ اس کی حقیقت
تمام موجودات میں خواہ وہ کثیف ہوں یا لطیف محسوس ہوں یا غیر محسو
ساری ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود مشاہدہ کرنے لگے کہ تمام عالم اسی حقیقت
سے قائم ہے اور یہ اسی حقیقت کا اثر تمام موجودات میں موجود ہے۔ پس جو کچھ

محسوس و معقول ہو وہ ایک آئینہ ہوگا جس میں اسکی حقیقت جامعہ نظر آئیگی۔ گویا تمام عالم بمنزلہ اس کے جسم کے ہے۔ اور سالک گویا اس جسم کی روح ہے۔ اس مرتبہ کو اصطلاح صوفیا میں جمع الجمع کہتے ہیں۔ پھر جب یہ مراقبہ قوت پکڑ جاتا ہے تو جو کچھ عالم میں ہوتا رہتا ہے سالک کو ان تمام حالات و واقعات پر اطلاع رہتی ہے۔ خوشی کے واقعات پر اس کو خوشی لاحق ہوتی ہے، اور غمی سے غمی، اس لیے کہ بدن کی اچھائی برائی، نعمت و نقمت کا ادراک روح کی ضروریات میں سے ہے۔

لقمہ: ۔ ایک کاغذ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اسم ذات اَللّٰہُ لکھ کر آنکھ اور دل کی نظر کے سامنے رکھیں یا لوح علم و خیال پر نقش کر لیں اور اس پر اس قدر توجہ جمائیں کہ غیبت اور ذہول کی حالت طاری ہوجائے اور پھر یہ حالت بھی ختم ہوجائے۔

لقمہ: ۔ پتھر۔ ڈھیلا، قبر یا قرآن مجید، یا معشوق کا چہرہ یا پھول یا اور کسی چیز کو سامنے رکھ کر اس پر نظر جمائیں پلک نہ جھپکیں اور باطنی قوی کو بھی حقیقت مطلقہ غیر متکیفہ واجبیہ پر متوجہ رکھے۔ یہانتک کہ خطرات دفع ہوکر آثار غلبہ غیبت کے طاری ہوجائیں اور ہر چیز سے ذہول ہوجائے۔ یہ طریقہ سیدنا ابراہیم بن ادہم بلخی رح کی طرف منسوب ہے۔

لقمہ: ۔ بعض بزرگان طریقت نے فرمایا ہے کہ سب سے کامل اور مکمل طریقہ حضرت حق سبحانہٗ کی طرف توجہ کا یہ ہے کہ تمام قوائے جزئیہ و کلیہ ظاہرہ و باطنہ کو تصرفات سے معطل کر کے اور دل کو ہر علم و اعتقاد بلکہ ہر ماسوا سے خالی کر کے حق سبحانہٗ کیطرف

توجہ کی جائے۔ تنزیہ یا تشبیہہ سے بالاتر ہو کر توجہ اجمالی ہیولائی صفت کے ساتھ توحید۔ عزیمت، اخلاص کیساتھ مواظبت سے کرے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ یقین بھی رہے کہ حق سبحانہ، کا کمال تمام اوصاف پر محیط ہے خواہ اس وصف کا حسن ادراک ہو یا نہ ہو، اور یہ کہ عقل، فکر اور وہم کو یارا نہیں کہ وہ حقیقت کے پردوں کے اردگرد چکر لگا سکے پس وہ خدائے تعالیٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہے۔ اگر وہ چاہے کسی عالم کی کسی صورت میں یا تمام عالموں کی تمام صورتوں میں جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو وہ ان سب سے منزہ بھی ہو سکتا ہے۔

لطیفہ:۔ سالک کو چاہیئے کہ خود کو مبدأ مراتب تجلیات نامتناہی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ میں خود کو مراتب تجلیات و نصب العین سمجھے۔ امر واقع میں وجود مطلق اور مقید دونوں کا مشاہدہ کرے۔ وجود حقیقی مِنْ حَیْثُ ہِیَ ہِیَ دونوں قسموں میں ایک ہی ہے۔ اطلاق اور تقیید تو نسبتی اور اعتباری ہے۔ یہ ملاحظہ ہمیشہ قائم رکھنے سے ذوق کشت بیر پیدا ہوتا ہے۔

لطیفہ:۔ دونوں آنکھیں اوپر یا سامنے کی طرف کھول کر ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں پلک نہ جھپکے۔ اس شغل سے بھی بعض انوار نظر آنے لگتے ہیں۔ پلکوں میں سے آگ نکلنی شروع ہو جاتی ہے اور تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور عشق پیدا ہو جاتا ہے۔

لطیفہ:۔ مقامِ نصیرا:۔ دونوں آنکھیں کھلی رکھیں نظر ناک کی پھننگل پر جمائیں۔ نظر اس طرح جمائیں کہ سیاہی دونوں آنکھوں کی غائب ہو کر سپیدی ظاہر ہو جائے اس سے جمعیت خاطر اور خطرہ بندی ہو جاتی ہے اس شغل کا نام مقام نصیرا ہے۔ اس شغل کیلئے کسی خاص قسم کے جلسہ کی قید نہیں جلسہ نماز

کی طرح بیٹھیں یا اور کسی طرح ۔ اور اگر اس شغل میں نگاہ منہ پر جمائے رکھیں اور باقی شغل بدستور پورا کریں تو اس کا نام اصطلاح صوفیا میں شغل ھمچو ہے اس شغل کے بہت سے فوائد ہیں ۔

لقمہ ۸۸ :- جوگ میں اٹھاسی بیٹھکیں مقرر ہیں اور ہر بیٹھک میں ایک خاص نفع ہے لیکن حضرت شیخ بہاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان بیٹھکوں میں سے صرف ایک بیٹھک کو اختیار کیا تھا ۔ یہ بیٹھک ایسی ہے جو تمام بیٹھکوں پر جامع ہے اس بیٹھک کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھکر دونوں پاؤں ایک طرف اسطرح نکال لیں کہ بائیں پیر کی ایڑی خصیتین کے نیچے اور داہنا پیر اس کے پاس رہے اس کے بعد مقعد کو رکھ کر سانس اوپر کی طرف کھینچ لیں اور ناف کو پشت کی طرف لیجاکر منہ بند کر کے زبان تالو سے لگاکر بیٹھ جائیں اور باطن میں فکر کریں ۔

اس شغل کے دوران نہ کھانا کھائیں نہ سوئیں ۔ اگر مسلسل تین روز بغیر کھائے پیئے اور سوئے گذر جائیں اور اسی شغل میں مشغول رہیں تو بیخودی اور بیہوشی طاری ہوکر غیب کی باتوں کا مکاشفہ ہونے لگے گا ۔ اس کے بعد اگر چاہیں ہوش میں آجائیں ورنہ اسی جذب اور بیہوشی کی حالت میں پڑے رہیں ، اور اگر شروع کے تین دنوں میں یہ صورت حال پیدا نہ ہو تو تین دن مزید پھر یہی شغل جاری رکھیں لیکن ان دنوں میں ضرور کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت کھائیں پئیں ، اور سوئیں ورنہ اندیشہ ہے کہ شاغل سودائی نہ ہو جائے ۔

لقمہ :- مراقبہ ، مشاہدہ ، معائنہ ۔ جسطرح نماز میں بیٹھا کرتے ہیں اسی طرح بیٹھ کر ربط شیخ اور دیگر شرائط کے ساتھ علیم ۔ سمیع ۔ بصیر کا

ملاحظہ کریں۔ جب اس حالت پر استقامت حاصل ہو جائے تو اسی ہیئت پر بیٹھ کر رخ دل کی طرف کرکے آنکھیں بند کرکے باطنی آنکھ سے دل کی طرف نظر کریں اور یہ تصور کریں کہ میں خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، اور جب اس حالت میں بھی استقامت پیدا ہو جائے تو اسی ہیئت پر بیٹھکر نظر آسمان کی طرف بلند کرکے اِس ہیئت کا تصور کریں کہ میری روح قالب سے باہر نکل کر آسمانوں کو عبور کرکے حق تعالیٰ کے معائنہ میں مشغول ہے۔ جس شخص کو اس حالت پر استقامت پیدا ہو جاتی ہے اسے اپنے دل سے ساتویں آسمان پر سبز رنگ کا ایک دھاگا سا نظر آتا ہے جس کا ایک سرا دل پر ہوتا ہے اور دوسرا ساتویں آسمان سے اوپر۔ اکثر مشائخ یہی شغل فرمایا کرتے ہیں لیکن اس مشغول میں واسطہ کی ضرورت نہیں۔ ان تینوں صورتوں میں پہلی صورت کو مراقبہ اور دوسری کو مشاہدہ اور تیسری کو معائنہ کہتے ہیں۔ یہ شغل حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رح نے حضرت سلطان جی نظام الدین اولیاء رض سے نقل کیا ہے۔

لطیفہ:۔ سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے نقل فرمایا ہے کہ خاموش بیٹھ کر یہ فکر کریں کہ میں نہیں ہوں بس وہی وہی ہے اس معنی میں سوچ بچار اور فکر کرتے کرتے بحکم اِذَا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اَنَا اَنْتَ کی صدا بر آمد ہوگی۔ یہ راستہ نہایت قریبی اور سہل ہے۔

لطیفہ:۔ جو شخص اللہ کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول ہوتا ہے تمام عالم اُس پر متجلی ہو جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین عہد طفلی سے آخر عمر تک اسی میں

مشغول رہے ہیں۔

لقمہ:۔ مراقبہ معراج العرفان تمام موجودات کو آئینہ فرض کر کے
میں جو کمالات محسوسہ و معقولہ نظر آتے ہیں ان کو اسمائے صفات باری تعالیٰ کی
تصور کریں بلکہ تمام عالم کو ایک آئینہ تصوّر کر کے اس میں ذات حق سبحانہٗ کا
جمیع اسماء صفات کے کریں۔ اگر تم اہلِ مکاشفہ میں سے ہو تو اس سے بلند
پرواز کرنا چاہیئے۔ ملاحظہ اس صورت سے ہونا چاہیئے کہ جب تم عالم پر نظر ڈالو
سمجھو کہ تمہاری ذات تمام عالم پر محیط ہے اور تمہاری ذات میں تمام عالم
نقوش ہیں۔ اس صورت میں تمہاری ذات عالم کا آئینہ ہوگی۔ شروع شروع
مشاہدہ حق سبحانہٗ کا غیر میں کیا تھا۔ اب اپنی ذات میں اس کا مشاہدہ کر دیکھ
آگے بڑھ کر تمام ممکنات مِن حَیْثُ ھِیَ ھِیَ کو غیر موجود تصور کریں پھر ان
ممکنات کو دل سے باہر نکال کر تمام ممکنات تجلیات حق کی صورتیں تصوّر کریں
یہ خیال کریں کہ تمام ممکنات خدا کی ذات سے ہی قائم ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے
تعالیٰ کا جمال و کمال ہے۔ اب اس سے آگے بڑھ کر اپنے وجود کو بھی درمیان
نکال کر صرف حق ہی حق کا مشاہدہ کریں کیونکہ وہی شاہد ہے اور وہی مشہ
لقمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تحصیل مقصود کی بنیاد تین
پر ہے (پہلا طریقہ) توجہ اور مراقبہ معنی اسم مبارک اللہ کا ہے۔ **اللہ** کے
مراقبہ فارسی، عربی یا اور کسی زبان میں کریں اور تمام مدارک و قویٰ کے ساتھ
متوجہ ہوں تاکہ بے تکلف اس معنی کی آگاہی فناء الفناء تک پہنچا دے۔
(دوسرا طریقہ) رابطہ ہے یعنی شیخ کی صورت پر اس درجہ متوجہ ہوں کہ غد

خودی رونما ہو جائے اور صورت برزخ کی نظر سے ساقط ہو جائے اور شہود ذات
منور حق پر نظر پڑنے لگے۔
یسرا طریقہ، ذکر خفی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ہے۔ ان تینوں طریقوں میں طریقہ
اعلیٰ ہے لیکن اس کا حصول اس وقت تک متعذر ہے جب تک سالک کو وجود
جذبہ کے تصرفات پیدا نہ ہو جائیں۔ دوسرا طریقہ بھی حصول مقصود کی قریبی
ہے تیسرا طریقہ اساس کار اور محکم ہے۔
نہ:۔ آئینہ کثرت سے دیکھا کریں تاکہ شیخ کی صورت دل میں استوار ہو جائے
ہیشہ اسی پر نظر قائم رکھیں یہاں تک حواس سے غیبت پیدا ہو جائے۔
نہ:۔ کلمہ "اللہ" سونے یا چاندی کے پانی سے کاغذ پر لکھیں اور اس پر ہمیشہ
رجمائیں۔ نیز صفحہ قلب پر صورت وہمی اللہ کی نقش کریں۔ اور ہمیشہ اس
ت متوجہ رہیں یہانتک کہ حواس سے غیبت رونما ہو جائے۔

خاتمہ

گذشتہ ہر دو ابواب میں اذکار و افکار کی جتنی انواع و اقسام بیان ہوئی
ن میں سے ہر ایک ذکر یا فکر موصل الی المطلوب ہے۔ بغیر مداومت استغراق
اک کے وصول الی المطلوب نہایت دشوار ہے۔ اور اس رسالہ کے صفحات
ر بدون عمل کے فائز المرامی کا تخیل انتہائی سفاہت ہے کیونکہ یہ عالم
کا ہے گفتار کا نہیں۔ جس قدر زیادہ مشق ہو گی اسی قدر کام اچھا ہو گا
لبعض اہل اللہ مثلاً حضرت ابو حفص حداد قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

"تصوف وہم پختہ کرنے کا نام ہے۔"

فی الواقع جب اوہام پختہ ہو کر مغز جان میں سرایت کرتے ہیں تو عجیب و غریب آثار و اطوار، عوام و خواص کے مشاہدہ میں آلیتے ہیں اور صاحب مقام کو اس سے خاص لذت اور ناظرین پر حیرت طاری ہوتی ہے۔

بعض بوالہوس اذکار و مراقبات کے انواع و اقسام کا علم ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اپنے کو صوفی کہلاتے ہیں، وہ تو خدائے تعالیٰ کی عادت حلیم اور گناہ اور خطاؤں سے درگذر کی ہے۔ ورنہ اس قسم کے لوگوں کی ہلاکی میں کوئی کمی باقی نہیں رہتی۔

بعض لوگ کچھ ہاتھ پیر برائے نام چلاتے ہیں مگر جب کوئی اثر و لذت محسوس نہیں ہوتا تو وہ اس کام سے باز آکر دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض اسی کوشش پر اکتفا کر کے لوگوں پر دام تزویر پھینکنے لگتے ہیں اور خود کو عارف کامل تصور کر بیٹھتے ہیں۔ مرد وہی ہے جو مردانہ وار اس میدان میں قدم رکھ کر ان مقررہ قواعد و طریقوں پر عمل پیرا ہو اور جب تک صاحب تاثیر نہ بن جائے اس وقت تک کسی پر اظہار نہ کرے۔ غافل کی تنبیہہ کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

اس خاتمہ میں صرف وہی خاص خاص طریقے مذکور ہیں جو مرید منتہی کے کام میں کام آتے ہیں۔ ظاہر کی آراستگی کے بعد امید واثق ہے کہ ان طریقوں پر عمل ہونے سے بہت جلد درجہ کمال حاصل ہو جائے گا۔ اشغال کے بیان میں بعض ہم بیان کر کے آئے ہیں وباللہ التوفیق۔

تتمہ:۔ علم کی دو قسمیں ہیں بسیط۔ اور مرکب۔ اگر معلوم۔ تمام جہات ا

...حیثیات سے واحد ہو تو لامحالہ علم بسیط حاصل اور مدرک ہوگا اور اگر متعدد ہو
...بس اس کا ادراک بحیثیت اجمال کے ہو تو وہ بھی بسیط کہلائے گا۔ فرق صرف اتنا ہے
...ول قسم کو بسیط حقیقی اور قسم ثانی کو بسیط حکمی کہا جائیگا اور اگر واحد ملحوظ اور
...ک ہو مختلف جہات و حیثیات سے یا متعدد ملحوظ و مدرک ہو تو ان تفصیلات
...پیش نظر وہ علم مرکب ہوگا۔ صوفیہ صافیہ سے اونچا طبقہ اس طریقہ سے
...ستہ ہے کہ وہ علوم مرکبہ کو توڑ مروڑ کر علم بسیط حضرت واجب الوجود پر
...نچا دیتے ہیں اس طرح کہ تمام یا اکثر اوقات وہ اس جمعیت کے ساتھ سرفرازرہ
...سطور اغیار کا تفرقہ اسی جمعیت سے دور کر دیتے ہیں۔ ماسوا کا فنا کر دینا ہی
...انی اللہ ہے اور اس فنا کے حضور کی فنا بھی فنا ہے۔
...تمہ: کسی خالی گوشہ میں طہارت کاملہ کے ساتھ قبلہ رو آنکھیں بند زبان
...بوسے چسپاں کرکے دل میں یہ خیال قائم کریں کہ دل اللہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے
...مجھے سنائی نہیں دیتا۔ دل کی اس آواز کو سننے کیلئے پوری پوری ہمت صرف
...دینی چاہئیے۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی اعانت سے فی الجملہ ایک حرکت معلوم
...ونے لگے گی جس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگا کہ یہ حرکت دل کی ہے، یا
...نس کی ہے یا محض وسوسہ ہے۔ یہاں پہنچکر ہمت کو تیز کردے اور حرکت
...سی طرح ظاہر ہو جائے تاکہ شبہ حرکت نفس یا وسواس کا باقی نہ رہے اور اس
...ت کا پورا یقین کرلیں کہ دل ہی حرکت کر رہا ہے۔ اور دل ہی اللہ اللہ کر رہا ہے کچھ
...صہ کی مزاولت سے جب یہ سعادت حاصل ہو جائے تو اس بات کی کوشش رکھیں
...غلا اور ملا میں دل کی یہ آواز سنائی دیتی رہے۔ اس صورت میں زبان خاموش گر دل ذاکر

ہو جائے گا۔ اور ظہور اس دولت کا شاغل کے اختلاف حال پر موقوف ہے۔ بعض لوگوں کو جلد، بعض کو دیر سے، بعض کو تھوڑی توجہ سے اور بعض کو بہت توجہ سے حاصل ہوتا ہے لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ ؁

تتمہ:۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سانس کی آمد و رفت مانع اس حرکت کے ظہور کی ہوتی ہے۔ اس صورت میں سانس کو زیرِ ناف حبس کر لینا چاہیئے تاکہ دل طشت آبی بنکر اس وقت تک تموج سے محفوظ رہے۔ جب تک کہ صورت حرکت کی عیاں نہ ہو جائے مگر سانس کو اس قدر حبس نہ کرنا چاہیئے کہ اس سے مہلک امراض پیدا ہو جائیں۔ حبس دم اتنی ہی دیر کرنا چاہیئے جتنی دیر کی طاقت برداشت ہے۔ حبس کے بعد جب سانس کو جاری کرے تو اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ اس میں آہستگی برتی جائے

تتمہ:۔ جب حرکت معلوم ہو گئی اور ذکر قلب کا جریان ظاہر ہو گیا تو اس کی بقا اور حفاظت کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ حرکت اتنی ضعیف ہوتی ہے کہ ذرا سے مانع اور مزاحم سے رُک جاتی ہے اور پھر کبھی کوشش سے دوبارہ جاری نہیں ہوتی۔ کوشش کا الٹا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اگر ایسی حالت پیش آجائے، تو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ عجز و انکسار، خضوع و خشوع سے گم کردہ چیز کی طلب جاری رکھنی چاہیئے۔ اکثر انسداد ذکر قلب کا باعث حدیث نفس، خطرہ یا اشیائے متکثرہ کا علم ہوتا ہے۔ کیونکہ آنِ واحد میں نفس کا دو طرف متوجہ ہونا محال ہے

تتمہ:۔ اور جب یہ امر جلیل القدر حاصل ہو جائے تو اس کو حقیر اور کم تر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ شب و روز اس کی پرورش اور نشو و نما میں مصروف رہنا چاہیئے، اگر

کوئی سخت احتیاج بھی درپیش ہو تو کسی دوسرے کام میں مشغولی اختیار کریں نوافل وظائف، تلاوت قرآن وغیرہ اگر مخل ہوں تو ان کو ترک کر دیں اور اگر مخل نہ ہوں تو جاری رکھیں ان اعمال سے حصول مقصود میں تائید حاصل ہوتی ہے۔ یہ کیفیت راسخ ہونے کے بعد پھر تھوڑی تھوڑی آنکھ کھولنے کی کوشش کریں تاکہ کھلی ہوئی آنکھوں کی حالت میں بھی دل اپنے کام میں مشغول رہے بسلسلہ نقشبندیہ میں اسی کا نام خلوت در انجمن ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ کی اعانت سے یہ نسبت قوت پکڑ جاتی ہے۔

اور نسیان کے بعد پھر تھوڑی سی توجہ سے دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے پھر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ کسی مانع اور مزاحم سے بھی زائل نہیں ہوتی اور ذکر میں لذت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے

تتمہ:۔ جب حرکت کا حال اس مرتبہ پر پہونچ جائے کہ لفظ اللہ کے ذکر کی آواز سننے میں تکلیف کا سامنا نہ ہو تو وہ حرکت جو قلب صنوبری سے پیدا ہوتی ہے، رفتہ رفتہ سارے بدن میں منتشر ہو جاتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول اول سالک کے کسی ایک نہ ایک عضو میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ حرکت جس طرح مضغہ دل کی معلوم ہوتی ہے اسی طرح اس عضو سے بھی معلوم ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس عضو کی حرکت کی طرف توجہ نہ دیجائے قلب کی طرف ہی توجہ رہے ایسا ہوتا ہے کہ بلا قصد وارادہ کبھی ہاتھ متحرک نظر آتا ہے، کبھی پیر اور کبھی سر اور عضو کی حرکت کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ عضو کی حرکت کی طرف متوجہ ہونے سے دل میں غفلت پیدا ہو جائے گی اس کام

کی سرداری اور بنیاد دل پر ہی ہے۔ باقی اس کے تابع اور ماتحت ہیں۔

لطیفہ: جب ذکر کا نور منتشر ہونے لگے اور تھوڑے وقت میں تمام بدن کا احاطہ کرلے اور سر سے پیر کے ناخن تک جسم کا ہر ہر حصہ ذکر سے معمور ہوجائے اور مختلف احوال رونما ہونے لگیں تو اس موقعہ پر سب سے بڑا کام ذکر میں مشغولیت ہے اور یہ بات تائید خداوندی سے ہی نصیب ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ تمام بدن سے اللہ اللہ کا ذکر سنائی دینے لگے اور دل اور تمام اعضا سے ایک ہی صدا برآمد ہو اس حالت میں ذکر کا غلبہ کبھی بعض اعضا میں زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں کم، اور کبھی سب میں برابر برابر ہوتا ہے۔ مساوات کے وقت لذت بے پناہ حاصل ہوتی ہے۔ اصطلاح صوفیا میں اس کا نام سُلطان الذکر ھے۔

لطیفہ: شروع میں ذکر قلب کا علم بغیر مدد سامعہ کے ہوا کرتا ہے اور جب دل میں ذکر کا استقرار ہوجاتا ہے تو اکثر لوگوں کو کانوں سے سماعت نصیب ہوجاتی ہے اس موقع پر واسطہ اور ذریعہ سماعت بھی خود بخود سالک پر واضح ہوجاتا ہے۔ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ وہ دوسرے شخص کے دل کے ذکر کو سُن لیتا ہے غلط ہے۔ ذکر دل کا سالک ہی سُن سکتا ہے پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سالک کے ذکر کی آواز غیر اس کا دور اور نزدیک سے حسب تفاوت درجات سامعین وذاکرین سُنا جاسکتا ہے بالکل بے اصل بات ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رح نے معدن المعانی میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو لوگ بعض اہل اکتساب سے اس قسم کی آواز نقل کرتے ہیں اس کا سبب واللہ اعلم یہی ہوگا کہ وہ جب ذکر سینہ سے کھینچے گا تو حنجرہ کی معاونت سے

ایک صدا لئے ضعیف پیدا ہوگی سُننے والا یہ سمجھے گا کہ یہ دل کی آواز ہے حالانکہ وہ دل کی آواز نہیں ہوتی ہیں نے اس قسم کے واقعات دیکھے بھی ہیں اور سُنے بھی ہیں۔

لقمہ:۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک پر اسرار میں سے کسی سر کے انکشاف کا ذوق غالب ہوتا ہے یہ بات اس کی ترقی کی راہ میں مزاحم ہوتی ہے اگر باطن میں بہت زیادہ تشویش پیدا ہو تو ظاہر اور باطن میں نہایت ادب کیسا تھ شیخ کی طرف رجوع کرے۔ اگر شیخ مناسب سمجھے اور اس مشکل کا حل اسے معلوم ہو تو وہ اشارتاً، یا کنایتہً اس مشکل کا حل بتلادے ورنہ چشم پوشی کرے کہ ابھی اس راز کے انکشاف کا وقت نہیں آیا۔

لقمہ:۔ ذکر کا اصل مقصد مذکور میں فنا ہو جانا ہے اس لئے سالک کو زبان اور دل سے صرف کلمہ جلالہ کے تلفظ پر ہمت کا انحصار نہ رکھنا چاہیئے۔ یہ بات گو فائدہ مند ضرور ہے لیکن بغیر حضور کے یہ ذکر سالک کو مقصود تک نہیں پہنچا سکتا اس لئے ذکر سے غرض یہ ہے کہ سالک مذکور میں فنا ہو جائے اسم مذکور میں فنا مطلوب نہیں۔

لقمہ:۔ عجیب وغریب حالات وواردات سالکین کا بیان

سالک کی ایک عجیب وغریب حالت یہ ہے کہ اس کو ذکر کائنات کا علم ہونے لگتا ہے۔ تدریجاً ہی سہی لیکن سالک کو اس میں پھنس کر نہ رہ جانا چاہیئے کیونکہ مقصود اس سے آگے بڑھنا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ بعض مرتبہ سالک پر امر مشتبہ ہو جاتا ہے مثلاً جو سالک ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ان کو

سنائی دیتا ہے کہ جنگل بھی اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ دیوار، حجرہ اور اینٹ پتھر سے بھی اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ بات اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ ذاکر پر ذکر غالب ہوتا ہے یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ ذکر کائنات کو سماعت کرتا ہے اس لئے کہ ہر مخلوق کا ذکر جداگانہ ہے اور یہ کہ ان کا ذکر حالی ہوتا ہے قولی نہیں ہوتا۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ سوائے انسان کے تمام کائنات خدا کا ذکر حالی کرتی ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ تمام کائنات ذکر مقالی کرتی ہے لیکن ان کی تسبیح کا سمجھنا، معانیٔ متغائرہ متفاوتہ کے ادراک پر موقوف ہے۔ اسی اختلاف ذکر سے کائنات کا تشخص ہوتا ہے ہر جنس اور ہر نوع کا ذکر جداگانہ ہے بشیون کی خصوصیات مقتضی خصوصیات ذکر ہے۔

اگر اللہ کا ذکر کرتے کرتے دیوار سے کوئی خاص ذکر اور دروازہ سے کوئی اور ذکر علیٰ ہذا القیاس سنتا ہو سکتا ہے کہ یہ ذکر کائنات کی قبیل سے ہو لیکن اس میں بھی احتمال باقی ہے۔

لطمتہ: اس مرتبہ علیا پر پہنچنے کے بعد کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل کی طرف توجہ تام کے دوران قلب اور شریانات میں ایک حرکت ادراک ہوتی ہے لیکن یہ حرکت غیر حرکتِ اولیٰ کی ہوتی ہے اس لئے کہ حرکت اولیٰ غیر منفصل ہوتی ہے اور یہ حرکت علی الاتصال ہوتی ہے مثلاً حرکت اولیٰ مشابہ کلمہ ہو ہو کے ہوتی ہے جس میں تکرار ہو کا ہوتا ہے اور حرکت ثانیہ مشابہ کلمہ ہو کے ہوتی ہے جس میں مخرج واؤ ساکن کا معدود ہوتا ہے۔

مثال حرکت اولیٰ کی آواز آبشار کی ہے کہ تھوڑا سا پانی ایک مقام سے دوسرے

مقام پر گرتا ہے اور دونوں مقامات پر پانی گرنے کی آواز مختلف مگر منفصل ہوتی ہے اور مثال حرکت ثانیہ کی یوں سمجھنی چاہیئے جیسے پانی کی چادر اوپر سے اٹھا کر نیچے پھینک دی اس صورت میں نہ پانی کا بعض حصہ بعض سے جدا ہوتا ہے اور نہ آواز ہی میں تفاوت ہوتا ہے ۔ اسی طرح حرکت اولیٰ کو ہتھوڑے کی آواز سے تشبیہ دے سکتے ہیں کہ وہ اہرن پر پیہم پڑتی رہتی ہے اور حرکت ثانیہ کانسی کے برتن کی آواز سے کہ چوٹ پڑنے سے اس میں ایک بڑی لمبی آواز مسلسل نکلتی ہے قطع نظر آواز کی قوت و ضعف سے چونکہ حرکتِ ثانیہ حرکت اولیٰ سے لطیف ہے اس لئے اس کا احساس بڑی مشق کے بعد بھی ہوتا ہے ۔

جاننا چاہیئے کہ حرکت اولیٰ چونکہ منفصل ہے اسلئے سالک اس حرکت کو کلمۂ اللہ یا حق یا ہو پر محمول کرسکتا ہے اس لیے کہ ان کلمات میں سے ہر کلمہ کی آواز جداگانہ ہے ۔ اور اس کی ابتدا و انتہا بھی ہے اسلئے منقطع آواز کو جس کی ابتدا و انتہا متعین ہو کلمات منقطع پر حمل کرسکتے ہیں لیکن حرکت ثانیہ تو بالکل ایک ہی ہوتی ہے اور اس کی ابتدا و انتہا بھی نہیں ہوتی اسلئے کلمات منفصلہ پر ان کا حمل نہیں ہوسکتا اس لئے اس آواز کو مذکور ہی پر حمل کرسکیں گے ذکر پر نہیں ۔ لیکن حرکت اولیٰ کی حالت اس کے مخالف ہے اس کو صرف ذکر پر محمول کرسکتے ہیں مذکور اور مسمیٰ تو ضمناً مستفاد ہوتا ہے ۔ اس جگہ مذکور اور مسمیٰ اصالۃً معتبر ہے ۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ سے ایسا ہی سننے میں آیا ہے ۔

تفصیل اس قوام کی یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ مذکور اور مطلوب اطلاق کے ساتھ موصوف ہے لیکن وصف اطلاق بھی وہاں بطریق قید اطلاق نہیں کرسکتے ۔ یعنی

لابشرط شے ہے بشرط لاشے نہیں۔ اس مقام میں سالک کو حرکت ثانیہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ عالم محسوسات سے ہی۔ پھر اس کو مقصود پر کس قسم سے حمل کیا جا سکے گا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اعتراض میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن یہاں جس نوع کا اطلاق ہے وہ مقصود سے قریب تر ہے بہ نسبت اس نوع کے جس میں تقیید ہے۔ چونکہ حرکت ثانیہ بہ نسبت حرکت اولیٰ کے اطلاق رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اشیہ بمقصود ہوتی ہے بہ نسبت حرکت اولیٰ کے جس میں تقیید ہوتی ہے۔

یہ دونوں حرکتیں نفس الامر میں عالم تنزلات سے ہیں اور مظاہر اسمار کے صفات ہیں۔ سلوک میں یہ راہ مقصود اس زمانے میں رونما ہوتی ہے کہ فنا سے فنا کی طرف اور بقا سے بقا کی طرف نزول کیا جائے۔ اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس بات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک حکایت تحریر کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ فقیر شروع زمانہ میں صراط مستقیم دریافت کرنے کیلئے ایک بزرگ کے پاس گیا۔ اس سے پہلے میں ذکر و اذکار میں مشغول رہتا تھا۔ ذکر و شغل نے ایک خاص صورت اختیار کر لی تھی تشنگی باقی تھی۔ ان دنوں میرا شغل زیادہ تر فکر تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مناسب حال تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم صورتِ سرمدی (صورت لایزالی) میں مشغولیت اختیار کرو۔ اصطلاح جوگ میں اس شغل کا نام انہد ہے میں نے عرض کیا آپ مجھے اس کا طریقہ ارشاد فرمائیے تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے دونوں کانوں کے سوراخ خوب بند کر لو تمہیں اوپر سے نیچے پانی گرنے

کی سی آواز سُنائی دے گی۔ اپنے کو اس آواز کی سماعت پر متوجہ کردو اور ایک لحظہ بھی اس آواز کی سماعت سے غافل نہ رہو۔ کچھ دِنوں بعد یہ آواز جب راسخ ہو جائیگی تو کانوں میں انگلیوں کو ذرا ڈھیلی کر کے وہ آواز سننے کی کوشش کرو ایسا نہ ہو کہ شور و شغب کی وجہ سے یہ آواز غائب ہو جائے۔ مشق کرتے کرتے حالت اس مرتبہ پر پہنچا لو کہ وہ آواز بغیر کانوں کو بند کئے بھی سنائی دینے لگے۔ ایسا ہو جانے پر شور و غل کی مزاحمت ختم ہو جائیگی اور صورت سرمدی تمام آوازوں پر غالب آجائے گی اور اس مقام میں وہ شوق پیدا ہوگا کہ اس کو تحریر یا گفتار میں ادا کرنا دشوار ہے۔ بعض لوگ کالی مرچ کے دانہ پر روئی لپیٹ کر کانوں میں رکھ لیتے ہیں۔ مرچ کی حرارت سے وہ آواز بڑھ جاتی ہے۔ بعض بزرگوں سے میں نے سُنا ہے کہ اس کالی مرچ کے دانہ میں ایک دھاگا باندھ کر کان کے اندر رکھ لیتے ہیں۔ اگر اتفاقی طور پر دانہ مرچ سیاہ کان کے اندر چلا جائے تو دھاگہ کے ذریعہ اسکو بآسانی نکالا جاسکتا ہے۔ کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ مرچ کے دانہ کو سرخ ریشمی کپڑے کی کترن میں لپیٹ کر کان کے اندر رکھ لیتے ہیں۔ اس سے حرارت بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی ہے اور آواز بھی تیز ہو جاتی ہے یہ مرچ آنکھ کی بیماریوں میں بہت کارآمد ہے میں نے اس بزرگ کے سامنے ہی اس کی ہدایت کے مطابق ــ اپنی انگلیوں کے دونوں سرے اپنے دونوں کانوں میں مضبوطی کے ساتھ دئیے، تو فی الواقع مجھے آواز سنائی دی۔ چنانچہ میں انکی ہدایت کے مطابق ایک عرصہ تک اسی شغل میں مشغول رہا، اور مجھے بہت کچھ فائدہ حاصل ہوا۔ آخر میں نے اُن سے عرض کیا کہ آخر مقصود و مطلوب کے چہرے سے نقاب کب اُٹھے گا میں تو اسی مطلوب

کے درپے ہوں بشوق کا مرتبہ تو اس سے اولیٰ ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حضرت میاں میر لاہوری رح اور ان کے رفقاء یہی شغل فرمایا کرتے تھے اور اسی صوت سرمدی کو حضرت حق کہا کرتے تھے۔ میں چونکہ طالب علم تھا کتب متداولہ پر میری نظر تھی اور مجھ پر بھی ایک حالت طاری تھی مجھے مولانا کے جواب سے بڑی کوفت ہوئی، اور میں نے اس شغل کو ترک کر دیا یہاں تک کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ سے میں مدینہ طیبہ اپنے شیخ حضرت یحییٰ مدنی رح کی خدمت میں پہنچا تو ان سے اس شغل کے متعلق عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شغل تو نہایت مفید ہے۔ اکثر صاحب کرامت استدراج یہ شغل کیا کرتے ہیں۔ اس شغل کا یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ پریشان دل کو جمعیت اور یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ آواز اس شخص اور اس کے مقصود کے درمیان ایک ربط رکھتی ہے۔ اس شغل سے از خود رفتگی اور بیخودی اور غیبت جو مقدمہ فناء الفنا کا ہے پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ حق یہی ہے تو ان کا کہنا مشابہت اطلاقی کی بنا پر ہے ورنہ وہ تو لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ؕ ہے۔

لقمہ:۔ پھر جب اس حرکت متصل کا سالک کو ادراک ہونے لگے اور اس کا انتشار تمام بدن میں ہو جائے جو بعضوں کو بسبب صفائی و مزاج و قوت حرکت کے میسّر ہوتا ہے، بعضوں کے کسی عضو میں ہوا کرتا ہے۔ بہر تقدیر اس کا ظہور موجب توجہ الی المقصود ہوتا ہے اور اگر توجہ الی المقصود کا ظہور نہ ہو تو بغیر اعتبار اسم کے مضغہ قلب کی طرف متوجہ ہوں اور اگر بغیر اعتبار اسم کے توجہ الی المقصود میسر نہ ہو تو اس اسم کے ضمن میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس موقعہ پر اسم کے ساتھ توجہ

بدون اعتبار مسمی کے بہت نقصان دہ ہے بلکہ اس مرتبہ کے پہلو میں کفر بھی پوشیدہ ہے کیونکہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔

لیکن اس حرکت متصل کا علم مثل حرکت مساوی کے اس حرکت متصل پر ہونا ضروری ہے کہ جس مقدار میں حرکت ہو اسی قدر علم بھی ہو۔ یہ بات دوسری ہے کہ اس علم کو لمبا کرنے کے لئے ہم حیلے حوالے اختیار کریں اس لئے کہ ثواب عقاب، قرب بعد، حضور، غیبت اسی علم پر مترتب ہوتا ہے۔ چونکہ ان دونوں حرکتوں میں اصل حرکت مضغہ قلب کی ہے اسی لئے علم اس حرکت کا مستفاد قلب سے ہی ہونا چاہیئے کسی دوسرے عضو سے نہیں۔ مضغہ قلب کی توجہ سے دیگر اعضاء کی طرف بھی توجہ جلد ہو جاتی ہے۔ پھر جب سارا بدن اس حرکت سے شرف اندوز ہوگا تو مذکور تمام بدن کی حرکت پر منطبق ہوگا۔ اور علم اس مذکور پر منطبق ہوگا۔ اس وقت انطباق تینوں چیزوں کا ہوگا یعنی تمام بدن کی حرکت کا۔ اور مذکور کا جو مدلول کلمہ اللہ کا اور مسمی ہے اور علم مذکور کا۔ اور ان کا انطباق ایک دوسرے پر ایسا ہی ہوگا جیسے مسافت و حرکت و زمان کا ہوتا ہے جسکی تفصیل مباحث اعراض اور مسائل کمیت میں کم سے بڑھی ہوگی۔ اس مرتبہ سے غیبت اور بے خودی کا ہجوم ہو کر فناء الفنا حاصل ہوتی ہے۔

تقمہ:۔ جب اس شغل کی مشق اس حد تک پہونچ جائے کہ اکثر اوقات اس حرکت کا علم میسر آنے لگے تو پھر اس امر کی کوشش میں مصروف ہونا چاہیئے کہ اس معنی کا حضور بغیر واسطہ مضغہ قلب کے ہونے لگے۔ اور قلب کی طرف توجہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے تاکہ ترقی حاصل ہو اور توجہ مضغہ قلب اور بدن کی حرکت بھی

درمیان سے ہٹ جائے اور علم سادہ مذکور کا باقی رہجائے اور اس نسبت کی پرورش اور ترقی میں کوشاں رہے۔ کوشش کرنے سے اگر نسبت کم ہوگی تو زیادہ ہوجائیگی اور جب زیادتی ہوگی تو دوام بھی حاصل ہوگا۔ اور اگر بعض اوقات بسبب ضعف نسبت کے بغیر واسطہ حرکت کے اس نسبت کی نگہداشت نہ کیجا سکے اور اسی حرکت کے توسل سے توجہ ہو لی ہو یا اگر حرکت متصل کلیہ بدنیہ سے بھی غفلت ہوجائے تو حرکت متصلہ جزئیہ قلبیہ سے توجہ کر لی چاہیئے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو قلب کی حرکت متصلہ جزئیہ کی طرف متوجہ ہوں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو سر دیا پانی سے غسل کریں یا دو تین مرتبہ پوری قوت سے سانس کو دماغ سے خارج کردیں یا اسم فَعَّالُ با معنی حضور قلب سے چندبار پڑھیں ان ترکیبوں سے امید ہے کہ گم شدہ چیز واپس مل جائیگی۔

لقمہ:۔ اور جب خدائے تعالیٰ کی عنایت اور کثرت مشق سے اکثر اوقات بغیر توجہ حرکت کلیہ بدنیہ کے حضور مذکور حاصل ہو تو ایک لحظہ تو درکنار، ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذاریں۔ اور اس دولت کی حفاظت میں سرگرم عمل ہوں افعال جوارح یا افعال قلب غرض جسطرح بھی ممکن ہو حفاظت میں مصروف رہیں اس وقت دست بکار دل بیار والی کیفیت ہو لی چاہیئے۔

لقمہ:۔ جس وقت توجہ بمذکور بغیر انطباق کے میسر آجائے تو یہ سمجھ لو کہ دولت عزیز ہاتھ آگئی۔ اس لئے کہ اس صورت میں قلب ذاکر ہوجاتا ہے۔ جب تک حرکت درمیان میں ہے۔ تب تک دل کا ذکر نہیں۔ دل ایک لطیفۂ رحمانی ہے جو بعضوں کے نزدیک نہ جسم ہے نہ جسمانی۔ ایک جماعت قلب کو قوت دراکہ سے تعبیر کرتی ہے

بعض حضرات مجرد کہتے ہیں بعض حضرات کے نزدیک قلب بخار لطیف کا نام ہے اور ایک جماعت قلب کو عالم امر سے شمار کرتے ہیں۔ ایک گروہ قلب کو جوہر کہتا ہے ایک جماعت قلب کے بیان سے ساکت ہے اس مسئلہ کی تفصیل وضاحت کیسا تھ میں نے عشرہ کاملہ میں بیان کی ہے۔

لقمہ:۔ جب ذکر قلبی حاصل ہو جائے تو انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی خود اپنے اندر سے انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور کبھی خارج سے۔ جو انوار خود اپنے اندر سے ظاہر ہوتے ہیں ان کا ظہور دل یا سر یا داہنے یا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے اور کبھی کبھی تمام بدن میں انوار ظاہر ہوتے ہیں مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اور جو انوار خارج میں ظہور میں آتے ہیں وہ کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے کبھی سر کے اوپر سے کبھی سامنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ انوار حق و باطل کی تفصیل اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ بیان کی جا چکی ہے۔

غرض یہ ہے کہ سالک کو اس مقام میں رک جانا اور انوار پر عاشق ہو جانا کوئی چیز نہیں۔ جن لوگوں کو منازل سلوک طے کرتے ہوئے نور ظاہر نہیں ہوتا ان کا سلوک سالم ہوتا ہے امید ہے کہ وہ بہت جلد منزل مقصود پر پہونچ جائینگے۔ یہ بات دوسری ہے کہ ان انوار کا ظہور بھی رحمت ہے۔

لیکن اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ علم بغیر جہت اور کیفیت کے حاصل ہونے لگے۔ تاکہ مناسبت علم معلوم میں (جو مطلوب ہے) اطلاق اور تقیید کے اعتبار سے ایک حیثیت سے پیدا ہو جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ سالک اپنے قلب میں ایک نسبت محسوس کرے گا کہ اس کے دل کی گہرائی

سے پیدا ہو کر مثل دھاگے سے ذات مطلوب کی طرف دوڑ رہی ہے۔ گویا اس نسبت کا ایک سرا سالک کا دل ہوتا ہے اور دوسرا سرا ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ لیکن چونکہ خدا کی ذات اطلاق کے اعتبار سے متعین نہیں ہے کہ کہا جا سکے کہ اس دھاگے کا سرا اس جگہ پر ختم ہوا ہے اس لئے اس رشتہ کا تعلق امر مطلق غیر متعین فی حد ذاتہ سے مانا جائے گا جہاں شائبہ کم وکیف کا پایا ہی نہیں جا سکتا۔ جو سالک علوم عقلیہ سے بہرہ مند نہیں وہ اس قسم کے تصور میں تذبذب کے شکار ہو جاتے ہیں۔ البتہ جو سالک علوم کی گہرائیوں سے واقف ہیں ان کو اس قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بے مزگی کا تو کوئی علاج ہی نہیں کہ سالک کو امر مطلق من جمیع الوجود سے ارتباط رشتہ میں لذت محسوس نہ ہو اور وہ اس کو بیکار تصور کرے عشق اور قوت شغف اور طمع مراتب کی مدد سے وہ اس کام میں سر دھر رہا۔ اور اگر سر دھرے گا تو اس کو یہ وہم عارض ہوگا کہ وہ کہاں ہے اور کیسا ہے۔

چونکہ یہ رشتہ نہایت ہی نازک ہے اس لئے مشائخ رحمہم اللہ تعالےٰ نے اس مقام میں سالکوں کو اوراد و وظائف اور کثرت سے نوافل پڑھنے، اور ہر اس چیز سے منع کیا ہے جس سے اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو بعض مشائخ یہ دیکھ کر چونکہ اس امر مطلق کا دریافت کرنا مرید پر دشوار ہے اسلئے وہ ہدایت کرتے ہیں کہ اس مقام میں سالکوں کو تمام عالموں کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ بغیر اعتبار تعینات اور سلخ تشخصات کے اسلئے کہ سلخ اور سلب کے بعد باقی صرف وہی اطلاق ہیولائی رہجاتا ہے۔ (فائدہ) اور بعضے اس مطلق کو

دریائے نور غیر متناہی تعبیر فرما کر خود کو ایک قطرہ مستہلک اس نور کا سمجھتے ہیں اور بعضے اس کو ظلمت غیر متناہی قرار دیکر خود کو اندھیری رات میں فنا ہو جانیوالا سایہ خیال کرتے ہیں۔ بہر حال ہستی موہوم کے فنا کرلینے سے چونکہ غرض یہ ہے کہ سالک کی آنکھ پر جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے اور وجود مطلق کا مشاہدہ ہونے لگے۔ اسی امر ملبت اور مطلوب کے لئے۔ یہ سب حیلے حوالے ہیں اور جب غلبۂ حال میں اپنا علم باقی نہ رہے گا بلکہ اپنے علم کا علم نہ رہے گا تو بغیر اپنے کیونکر فنا حاصل ہو گی اور جب علم اپنے علم کا باقی نہ رہا تو فنا ء الفنا حاصل ہو جائے گی مگر اسی قدر کہ جس قدر اس کو بے خودی ہو لی اسی قدر وہ خدا سے مل گیا۔

حاصل یہ ہے کہ سالک کو جب اپنے نفس ناطقہ میں نسبت معلوم ہو گی اور اسے یہ معلوم نہ ہو گا کہ وہ نسبت کس سے مربوط ہے لیکن یہ نسبت جہاں پہنچکر ختم ہو گی اس کا لامحالہ تعین ہو گا اور مطلوب مقصود لامحالہ اس سے وراء الوراء ہے اور یہ نسبت جہاں بھی پہنچکر دم لے وہ اس سے بھی وراء الوراء ہے۔ سالک کے ذہن میں جو تصور متعین ہو گا وہ لامحالہ ذہن سالک سے محاط ہو گا۔ اور متعین بحیثیت تعین و تشخص مطلوب نہیں ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مطلق کی کنہ وحقیقت کو کوئی نبی یا ولی نہیں پہنچ سکتا۔

پس سالک جب جانے گا کہ میں اس کی طرف متوجہ ہوں لیکن توجہ کی جہت نامعلوم ہے یعنی جانتے ہوئے نہیں جانتا کہ کیا جانتا ہے۔ یہ مرتبہ فنا کا ہے۔ اور اگر جانتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ کیا جانتا ہے نیز یہ بات اسے معلوم نہیں کہ اسکو علم حاصل ہے یہ مرتبہ فناء الفنا کا ہے اور یہ مرتبہ سیر الی اللہ کا آخری

مرتبہ ہے۔

لقمہ:۔ فنا دو قسم پر ہے (۱) علم مرکب ہو (۲) علم بسیط ہو۔

(۱) علم مرکب اس کیفیت اور اکیہ کا نام ہے جو سالک کے باطن سے پیدا ہو کر حضرت مقصود کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ تمام ماسوا سے منقطع ہو کر سوائے مقصود کے کوئی غیر مقصود راہ باقی نہ رہے اس وجہ سے کہ صفت غیریت کیساتھ جو چیز مدرک ہوتی ہے وہ اس سالک کو مدرک نہیں ہوتی اور اگر ادراک ہوتی ہے تو صفت عینیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ یہ کہ۔ وہ مختلف شیون اور تعینات میں پوشیدہ ہے جن کا کوئی وجود خارجی نہیں۔ اور وہ اس ادراک کو نفس الامری اور مطابق واقعہ کے تصور کرتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ سالک کو جو کچھ مدرک ہوتا ہے مقصود کے انتہائی لحاظ اور توجہ کی وجہ سے، یا عشق کی قوت، دوست سے انتہائی محبت کے باعث اسے سب مقصود و مطلوب، یار اور دوست نظر آتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں یہ چیز خلاف واقعہ ہوتی ہے حالانکہ وہ وجودات متکثرہ متغایرہ، وجود خاص حضرت واجب الوجود سے ہوتے ہیں مگر انتہائی عشق و محبت کی وجہ سے اُلٹا معاملہ سیدھا نظر آتا ہے۔ پس جو لوگ ہمہ اوست کے قائل ہیں ان کا خیال غلط اور خلاف واقعہ ہے بہر حال دونوں فریقوں کے نزدیک تحصیل وحدت کیلئے رفع غیر بحیثیت غیریت کے متفق علیہ ہے اس لئے سالک کو علوم متکثرہ سے گریز کر کے علم واحد کی پناہ حاصل کرلی چاہیئے۔ اسی توحید سے تقرب خداوندی حاصل ہوگا۔

(۲) اور علم لبسیط اس کیفیت اور اکیہ کا نام ہے جو سالک کو متوجہ الی المقصود کر کے سالک کو جمیع ماسوا سے اس درجہ منقطع کر دیتی ہے کہ یہ علم بھی باقی نہیں رہتا۔ درمیان سے اٹھ جاتا ہے اسی محل میں سالک کا علم بسیط ہو گا اور اسے فنائے حقیقی حاصل ہو گی بعض علمائے طریقت کے نزدیک علم مرکب کا نام فنا اور علم لبسیط کا نام فناء الفنا ہے لیکن یہ دونوں مقامات کسب اور محنت سے حاصل نہیں ہوتے۔ جناب مقدس سے ہی ان کا فیضان ہوتا ہے۔ سالک کے عمل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

جاننا چاہیئے کہ مرتبہ فنا کا جذب، بیخودی اور غیبت کی انتہائی حد ہے۔ جو کسی ہی خوش نصیب کو نصیب ہوتی ہے۔ جب تک سالک مرتبہ جذب اور بیخودی پر نہیں پہنچتا وہ ولی نہیں بنتا۔ زاہد۔ عابد۔ نیک اور نکوکار ہو تو ہو۔

واضح ہو کہ ولایت کیلیئے جذب شرط ہے۔ لیکن اس جذب کا ہمیشہ قائم رہنا شرط نہیں۔ بعض حضرات سالہا سال حالت جذب وسکر میں رہتے ہیں چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید رضی اللہ عنہ تیس سال تک اسی مقام میں رہے تھے۔ بعض کو یہ حالت صرف ایک ساعت نصیب ہوتی ہے۔ مجذوب تو اسی مقام میں قید ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ آگے ترقی نہیں کر سکتے یہ دولت مشائخ ہی کو جو انبیا علیہم السلام کے خلفا رہیں، دربار خداوندی سے عطا ہوتی ہے۔

لقمہ:۔ بقا باللہ اس سے مراد مرتبہ جمع الجمع ہے۔ اس مقام میں سالک کو

حیرتِ کبریٰ لاحق ہو جاتی ہے۔ مقاماتِ تصوف میں بعض محققین کے نزدیک یہ مقام آخری ہے بعض حضرات رضا و تسلیم کو تصوف کا آخری مقام کہتے ہیں لقمہ :۔ مرتبہ بقا میں عبدیت، بےخودی۔ انجذاب تمام۔ سلخ قیود و تعینات و تشخصات و اضافات کے بعد پھر رجوع بہ اعتبار تعینات، طمس تشخصات کے ہوتا ہے مگر ان دونوں حالتوں میں فرق ہے اسلئے کہ سالک کو اول میں قلب کا مطلوب و متوجہ الیہ صرف امور متعینہ مشخصہ مقیدہ ہوتے ہیں۔ امر مطلق کا مطالعہ و ملاحظہ مفقود ہوتا ہے اور ثانی میں مقصود، مطلوب اور متوجہ الیہ قلب کا محض ذات مطلق ہوتی ہے اس حیثیت کے ساتھ کہ تشخصات اضافات اور تعینات اس حیثیت سے کہ وہ مظاہر اسمائے صفات کے ہیں ملحوظ ہوتے ہیں بعضے ذات مطلق کا مطالعہ مشاہدہ اشیا میں کرتے ہیں اور بعضے مشاہدہ اشیاء کے بعد ذات مطلق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عارف چونکہ آخری مقام پر ہوتا ہے تو عوام کو اس میں اور سب لوگوں میں فرق کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری کا یہی مفہوم ہے یہی وجہ ہے کہ جو اہل اللہ درجہ کمال کو پہنچے جاتے ہیں ان کی شناخت دشوار ہے اس لئے کہ ان کے اور عوام کے ظاہر میں کوئی فرق نہیں ہوتا جو بزرگ اہل صحو مقام فردیت حقیقۃ میں نزول کرلتے ہیں ان سے خوارق عادات بہت کم ظہور میں آتے ہیں اس لئے ان کی توجہ اس ذات خالص اور بے رنگ کی طرف ہوتی ہے جس کی صفات تصرفات نفسی و آفاقی ہیں، اور جو لوگ اس مقام سے نیچے کے مقام پر ہیں ان سے تصرفات کثرت سے ظہور

میں آتے ہیں اس مقام کی تفصیل نہایت دشوار ہے۔

میرے بھائیو! اگر یہ چند سطریں نظر قلب سے مطالعہ کروگے تو امید واثق ہے کہ بغیر توسط شیخ کے ظاہر کار میں تم اپنے کو درجہ پستی سے بلندی پر پہنچا سکوگے ورنہ جن معاملات میں شیخ کی امداد باطنی ضروری ہے وہاں مطالعۂ کتب کام نہیں دیگا۔ شیخ سے بیعت کیے اور اس کی صحبت میں بیٹھے بغیر ذکر و فکر اور سلوک کے تمام مسائل کتاب کے توسط سے حل کرلینا مستبعد اور نادر ہے۔

تفہیمہ:۔ اللہ تعالی تمہیں ہدایت عطا کرے کہ مقصود ان اذکار۔ افکار اور مراقبات سے محویت اور طمس ہے اس لئے کہ لطیفہ ربانیہ کی شان بدر فطرت میں توحید عزیمت اور جمعیت کی ہے۔ ربط سے تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے پھر اس وحدت سے کثرت پیدا ہوجاتی ہے اب یہ ہمت رہی کہ اس کثرت سے پھر وحدت کی طرف رجوع ہوجائے اور لطیفہ کی مختلف حالتوں کا ربط توحید بدل بنجائے یہ مرتبہ اسی وقت ہاتھ آسکتا ہے جب اپنے علم کو بسیط بنالیا جائے۔ تاکہ ذات وصفات کے مختلف عالموں میں صرف اسی کی ذات وصفات جلوہ گر نظر آئیں اس مرتبے کے بعد ہی معلوم ہوسکیگا کہ خدا کا وجود ہی تمام عالم کے وجود کی اساس اور بنیاد ہے اس حالت کی پیدائش کے بعد ہی حقیقی ایمان اور کامل تقوٰی حاصل ہوگا۔ اور ان چیزوں کی حقیقت بھی منکشف ہوجائے گی۔ کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا، نفس کیا ہے اور شیطان کون ہے اور رحمان کس کا نام ہے؟ ہادی کون ہے گمراہ کرنے والا کون ہے۔ عارف کو اگرچہ ان باتوں کی دریافت سے کوئی غرض نہیں لیکن شہود کی وجہ سے ان چیزوں کے دریافت کے بغیر چارہ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اذکار، افکار اور مراقبات۔ ان سب کی بنا عشق پر ہے جس درجہ عشق ہوگا۔ اسی قدر ان کی تاثیر ظہور میں آئیگی۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اذکار افکار اور مراقبات کی مزاولت سے عشق کا ٹوٹا ہوا رشتہ از سر نو جڑ جاتا ہے۔

لطیفہ:۔ گذشتہ صفحات میں جتنے اذکار بیان کئے گئے ہیں وہ سب توحید کے معنے کے منادی ہیں ان اذکار کے علاوہ جو اشعار معنے توحید پر مشعر ہوں ان کا ذکر بھی نافع ہے اور وہ بھی موصل الی المطلوب ہیں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ اس باب میں عربی زبان کے اشعار مناسب اور قوی التاثیر ہیں۔

لطیفہ:۔ مشائخ رحمہم اللہ نے میدان سلوک میں رہ نوردی کے درمیان برزخ کو نہایت ضروری درجہ عطا کیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے۔ تفرقہ حواس اور ہجوم خطرات سے توحید علمی سے سالک باز رہتا ہے۔ برزخ سے جمعیت حواس حاصل ہو جاتی ہے۔ برزخ کی صورت وہمی یا حقیقی کے ملاحظہ سے حضور میں خشوع خضوع پیدا ہوتا ہے اور برزخ کے خیال کی پختگی اور دوام سے سالک میں بھی وہ بات پیدا ہو جاتی ہے جو برزخ کی خصوصیت ہوتی ہے۔

برزخ دل اور مقصود کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اس لئے کہ مقصود انتہائی لطافت اور تنزہ کی وجہ سے مدرک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے برزخ کے جمال کو درمیان میں واسطہ کے طور پر رکھا جاتا ہے۔

ذرہ سے خورشید تک اور فرش سے عرش تک ہر چیز اسی کی جلوہ گاہ ہے اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو وہ اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ ہاں البتہ لطافت اور کثافت کے اعتبار سے برزخ میں تفاوت ہے۔ شیخ کو برزخ بنا لینے سے

کچھ اور فوائد مترتب ہوتے ہیں اور ڈھیلے یا پتھر یا اور کسی چیز کو مقرر کرنے سے فائدہ۔ اور برزخ جتنا لطیف ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ رحمہم اللہ ہر شخص کے حسب حال برزخ متعین فرمایا کرتے ہیں۔

میرے نزدیک اس بارے میں پسندیدہ بات یہ ہے کہ سالک کی حالت کا تجسّس کر کے دیکھنا چاہیئے کہ کونسی چیز اس کے نفس میں مؤثر ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اپنے لڑکے سے انتہائی محبت اور عشق ہو تو اس کیلئے اپنے بیٹے کا جمال شیخ کے جمال سے زیادہ مؤثر ہوگا۔ ایسی حالت میں برزخ اس شخص کے لڑکے کو بنانا چاہیئے۔ اشغال، مراقبات اور کثرت ذکر اس کو اس برزخ سے آہستہ آہستہ ہٹا کر اصل راہ پر لے آئیگا۔ اور وہ اس صورت میں تعلقات صوری سے تعلقات معنوی میں پہونچ جائیگا۔

لطیفہ: حبس نفس یا حصر نفس یا ذکر دو ضربی یا شش ضربی۔ یا حدادی وغیرہ وغیرہ ان اذکار سے مقصود یہ ہے کہ باطن میں حرارت پیدا ہو جائے۔ جب باطن میں حرارت پیدا ہوگی عشق اور شوق پیدا ہو کر محبت کی آگ سے سالک میں جوش و خروش اور مستی پیدا ہو جائیگی مشائخ رحمہم اللہ کی رائے ہے کہ جوانوں کو بہ نسبت سن رسیدہ لوگوں کے ذکر کی تعلیم سے جلد ثمرات ظہور میں آتے ہیں اسی لئے مشائخ رح کا کہنا ہے کہ صوفی تیس سال کے بعد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن نابالغ بچوں کو ذکر کی تعلیم نہ کرنی چاہیئے۔ ذکر کی حرارت ان کے لئے ناقابل برداشت ثابت ہوگی۔ یہ حقیقت ہے کہ ایام جوانی میں سالک جس قدر محنت کرسکتا ہے ایام پیری میں اتنی محنت دشوار ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی رح سن رسیدہ لوگوں کو تخم

پنوار کھانے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ تخمِ پنوار کی حرارت اور گرمی سے باطن کی حرارت میں افزائش ہوتی ہے۔

لقمہ :۔ سالک کے دل میں جو آتشیں نغمہ پیدا ہوتا ہے اس کا سبب عشق اور بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ یہ آگ درحقیقت محبت ہی کی ہوتی ہے۔ خارج کی اثر اندازی کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ شروع شروع میں گریہ وزاری، بے قراری، اشکباری۔ آنکھ، ناک اور منہ سے رطوبت جاری ہو جاتی ہے۔ یہ چیزیں عالم درد کی ہیں جو کثرت ذکر سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جو سالک مرتبۂ "تحیر" پر پہونچ جاتے ہیں تو انہیں فراق میں رونا نہیں آتا۔ وہ اگر روتے ہیں تو وصال و ملاقات پر سے

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال
اب یہ ملال ہے کہ تمنّا نکل گئی

لیکن ان دونوں کے رونے میں فرق ہے۔ عالمِ حیرت کی سیر کرنے والوں کے آنسو شیریں ہوتے ہیں اور جو لوگ درد کی وجہ سے اشکباری کرتے ہیں ان کے آنسو تلخ ہوتے ہیں۔ محفل سماع میں ان کے رقص کی حرکت بھی سُبک، ملائم اور نہایت موزوں ہوتی ہے اور اکثر اوقات ان لوگوں کا رقص سماع کی آواز کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر اثنائے رقص میں صوفی کی پشت زمین پر لگ جائے تو اسے یا تو اپنے کو فدا کر دینا چاہئے ورنہ اپنے کپڑے اُتار کر قوالوں کے حوالے کر دے۔ مصنف رسالہ قشیریہ نے لکھا ہے

کہ مبتدی یا منتہی کی حرکت سے اس کے حال میں کمی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بدون ہجوم و استیلاء کے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنی چاہیئے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی جگہ ثابت اور راسخ رہے۔ فقط

یہ رسالہ آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۰۱ھ ہجری میں تمام ہوا۔

مکتوبات کلیمی

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ سلسلہ نظامیہ ہی کے مجدد نہ تھے بلکہ اپنی صدی کے مجدد و محی ملت بھی تھے حضرت شیخ کلیم اللہ جس دور میں مسند ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے وہ اسلامی ہند کا تاریخ کا نہایت ہی نازک دور تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت کے آخری ایام تھے۔ مغل حکومت دم توڑ رہی تھی حضرت شیخ وقت کے نبض شناس تھے ان کی نظر میں اسلامی حکومت کے تزلزل کے اسباب تھے وہ سمجھتے تھے کہ حکومت کی تبدیلی کے کیا کیا اثرات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت شیخ کلیم اللہ رح نے وقت کی نزاکت کا احساس کرکے اپنی پوری قوت تبلیغ و اصلاح کے کام میں لگا دی اور اپنے محبوب ترین خلیفہ حضرت مولانا نظام الدین کو دکن روانہ فرمایا۔ اس وقت شہنشاہ جہانگیر بھی دکن میں تھا۔ شاہی فوجیں بھی دکن میں جمع تھیں۔ شاہی خاندان کے اکثر افراد دکن کی مہم پر لگے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ نے جو خطوط مولانا نظام الدین رح کو تحریر کئے تھے ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رح اسلام کو ہندوستان میں انتہائی عروج و ترقی پر دیکھنا چاہتے تھے

اور وہ اسلام کا پیغام ہر شخص کے کان تک پہنچانے کیلئے مضطرب تھے۔

شاہی لشکر میں تبلیغ کا حکم

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ نے اپنے خلیفہ اعظم کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:۔

شمارا اللہ تعالیٰ صاحب ولایت دکن ساختہ است ایں کار را اہتمام نمایند۔ قبل ازیں می نوشتم کہ بہ لشکر بروید۔ اکنوں ایں امر است ہر جا کہ باشید در اعلائے کلمۃ الحق باشید جان و مال خود صرف ہمیں کار کنید۔ (مکتوب ۲۱)

تمہیں حق تعالیٰ نے دکن کا صاحب ولایت بنایا ہے یہ کام پورے طور پر انجام دو اس سے پہلے میں نے تمہیں لکھا تھا کہ لشکر میں جا کر تبلیغ و اصلاح کے فرائض انجام دو۔ اب یہ حکم ہے کہ تم جہاں کہیں ہو اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور اپنی جان و مال کو اس راہ میں صرف کر دو۔

عوام کو فیض پہنچانے کیلئے اپنا عیش و آرام قربان کردو

ایک مکتوب میں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے حکم دیا ہے:۔

فیض دینی و دنیوی بہ عالم رسانند و ہمہ حلاوت و عیش خود فدائے

دینی و دنیاوی فیض دنیا کو پہنچاؤ۔ اپنا عیش و آرام

آن بندگاں باید کرد (مکتوب ۵) لوگوں پر قربان کر دو۔

اشاعت اسلام میں کوشش کرو

ایک مکتوب میں حضرت قدس سرہ نے اپنے تمام مریدوں کو ہدایت کی ہے

در آں کوشید کہ صورت اسلام وسیع گردد (مکتوب ۶) اسلام کی اشاعت میں خوب کوشش کرو۔

اسلام کی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دو

اس بات کو حضرت قدس سرہ نے بار بار دہرایا ہے۔

بہر حال در اعلائے کلمۃ الحق کوشید واز مشرق تا مغرب ہم حقیقی بر کنید۔ (مکتوب ۸) ہر حال میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کوشش کرتے رہو اور اسلام کی آواز مشرق سے مغرب تک پہونچادو

مسلمانوں کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرو

حضرت کے زمانہ میں لوگ روحانیت کو چھوڑ کر مادیت پسندی میں مصروف تھے۔ حضرت اس حالت کو دیکھکر اندر ہی اندر کڑھتے تھے اور گھبرا گھبرا کر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

بہ دل بندگان محبت خدا بندگان خدا کے دل سے دنیا

سرد گردانند (مکتوب ۹) کی محبت ختم کر دو۔

مسلمانوں کے عروج و زوال کا فلسفہ صرف دنیا سے محبت یا دنیا سے نفرت ہے جب تک مسلمان دنیا سے متنفر رہے دنیا کو اپنی ٹھوکروں سے ٹھکراتے رہے دنیا ان کے پیچھے لگی پھرتی رہی لیکن جوں ہی مسلمانوں نے دنیا کی طرف رُخ موڑا دنیا ان سے پرے پرے رہنے لگی۔ ابو داؤد شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ آئیگا کہ دنیا کی قومیں تمہیں (اپنی قومیت میں جذب کرنے کیلئے) اس طرح دعوت دینگی جس طرح دستر خوان پر لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس وقت تمہاری حیثیت پانی پر تیرتے ہوئے کوڑے کباڑ جیسی ہو گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہو گی؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ تعداد تو اس وقت بہت ہو گی۔ لیکن مسلمانوں کے دلوں میں وہن پیدا ہو جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہن کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کو مکروہ سمجھنا۔

حضرت شیخ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کی اسلامی حکومت کے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ اس مکتوب میں حضرت نے اسباب زوال میں سے ایک اہم ترین سبب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

دنیا نفس پروری کی جگہ نہیں ہے

عیش پرستی اور نفس پروری جس قوم میں داخل ہو جاتی ہے، اس کا

زوال شروع ہوجاتا ہے مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب ان کی عیش پرستی اور نفس پروری بھی ہے۔ حضرت قدس سرہ نے اس مکتوب میں اس حقیقت کو اس انداز سے سمجھایا ہے۔

اے دوست دنیا جائے نفس پروری وتن آسانی نیست	ترجمہ: اے دوست دنیا نفس پروری وتن آسانی کی جگہ نہیں ہے

یہ حقیقت ہے اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اقوام ماضیہ کا زوال نفس پروری وتن آسانی کا ہی نتیجہ تھا۔

تبلیغ ودعوت حق کا ثواب

حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مکتوب میں تبلیغ دین ودعوت حق کا ثواب ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

وَاَقْرَبُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ

رَسُوْلِہٖ آں کسے روز رستخیز است کہ در افشائے نور باطن ایمان ساعی است (مکتوب ۴۲)	قیامت کے دن وہی شخص خدا و رسول سے قریب ہوگا جو ایمان کا نور باطنی پھیلانے میں کوشش کرتا ہوگا

بارگاہِ کلیمی میں عطائے خلافت کا معیار

بارگاہِ کلیمی میں عطائے خلافت کا معیار ہی اعلائے کلمۃ الحق تھا حضرت شیخ اسی مقصد کے پیش نظر اپنے مریدوں کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے۔ ایک

مرتبہ حضرت مولانا نظام الدین نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی تو حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اعلائے کلمۃ الحق کیلئے کمر ہمت نہ باندھی جائے خلافت سے کیا فائدہ۔ (مکتوب ۳۹)

احیائے دین ہی ہمارے بزرگوں کا مسلک ہے

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ایک مکتوب میں اپنے مرید کو تحریر فرمایا ہے:-

ہمیشہ درا علائے کلمۃ اللہ	اعلائے کلمۃ اللہ ہمارے
کہ از پیران من رسیدہ	پیران کا مسلک ہے تم بھی
کوشید۔	اس میں کوشش کرتے رہو۔

اعلائے کلمۃ الحق انبیاء کا خصوصی کام ہے

ایک خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

دریں باب جہاد می نمایند	اعلائے کلمۃ الحق میں کوشش
وایں کار را سہل نہ انگارند	کرتے رہو اور اس کام کو معمولی
کہ رضائے الٰہی دریں است	خیال مت کرو کیونکہ خدا اسی
و اصلاح مفاسد فرزندان	کام سے خوش ہوگا لوگوں کی
آدم نمایند کہ انبیاء مبعوث	اصلاح میں لگے رہو انبیاء
برائے ہمیں کار بودہ اند	علیہم السلام بھی اسی کام کی
	لئے مبعوث ہوئے ہیں

دکن میں تبلیغی کوششوں کی کامیابی

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے حضرت مولانا نظام الدین رح کو جس مشن پر دکن روانہ کیا تھا، ان کی سعی اور جد وجہد سے بہت جلد کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ مکتوب ۴۸ میں (جو حضرت قدس سرہٗ نے مولانا نظام الدین کے نام تحریر فرمایا تھا) ان کی تبلیغی مساعی کی کامیابی پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

بہر حال مقصود ایصال فیض قصر محمدی است بعالمیاں بہر وضع کہ بیشتر ایں کار سر انجام یابد باید کرد۔ (مکتوب ۴۸)	بہر حال مقصد دنیا والوں کو فیض محمدی پہنچانا ہے یہ کام جس طرح بھی ہوسکے سر انجام دینا چاہیئے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدینؒ کی تبلیغی جد وجہد سے دکن کے بہت سے ہندو اسلام کے گرویدہ ہوگئے تھے جن میں سے بعض اپنے رشتہ داروں یا کسی مالی منفعت کے پیش نظر علی الاعلان اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کو یہ بات ناپسند تھی کہ اسلام قبول کرلینے کے بعد کوئی شخص اپنے اسلام کو چھپائے۔ حضرت قدس سرہٗ نے اس معاملہ میں مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا:۔

برادر من اہتمام نمایند کہ آہستہ آہستہ ایں امر جلیل از بطون	میرے بھائی اس بات کی کوشش کرو کہ آہستہ آہستہ یہ بات پیدا

بظہور انجامد کہ موت در عقب	ہو جائے کہ اسلام قبول کرنے
است۔ مبادا احکام اسلام	کے بعد اسلام کو مخفی نہ رکھا جائے
بعد از رحلت بجا نیارند و	ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد لوگ
مسلمانان حقیقت را بسوزانند	ان سے وہ معاملہ کر بیٹھیں جو
(مکتوب ۲۱)	غیر مسلموں کے ساتھ کیا جاتا ہے

لوگ ان کو مسلمان نہ سمجھ کر جلا ڈالیں۔

ادب سے ہی عزت و عظمت اور سعادت حاصل ہوتی ہے

حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح بات بات میں حضرت شیخ رح سے مشورہ لیتے رہتے تھے اور ان کی ہدایت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے حضرت شیخ قدس سرہٗ ان کی اس بات سے بہت خوش تھے۔ حضرت نے ایک مکتوب میں انہیں تحریر فرمایا تھا۔

رحمت خدا تعالیٰ بر شما باد	تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ایسے
کہ بے اجازت قدم نہ بردارند	سعادت مند روحانی فرزند ہو
کسیکہ بدولتے رسید ہمیں	کہ بغیر ہماری اجازت کے قدم
رسید۔ (مکتوب ۵)	نہیں اٹھاتے۔ عزت و عظمت

اور روحانی سعادت ادب ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

مریدوں کی خلوت و جلوت کا پورا پروگرام

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے جو اصلاحی نظام قائم کیا تھا اس کی

دار ومدار درحقیقت پوری نگرانی پر تھا۔ یہی سبب تھا کہ حضرت نے از خود مرید دل کی خلوت وجلوت کا ایک پروگرام تجویز کیا تھا جس میں ضبط اوقات اور پابندیٔ اصول کا خاص درس تھا۔ حضرت نے اپنے متعدد مکاتیب میں مریدوں سے پورے حالات، دارذات اور تقسیم اوقات کی پابند دریافت فرمایا ہے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مرید کا وقت کن کن مشاغل میں صرف ہو رہا ہے اور وہ فرائض منصبی کی ادائیگی میں کس حد تک مصروف عمل ہے۔ ضبط اوقات کے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:-

ضبط اوقات آنکہ ندارد خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ است (مکتوب ۲۲)	جو شخص وقت کا پابند نہیں خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ کا مصداق ہے

ہر وقت سرگرم عمل رہو

ایک مکتوب میں حضرت قدس سرہ نے مریدوں کو ہدایت فرمائی ہے

شما در کار خود سرگرم باشید کہ ہیچ کس بر شما شائق نتواند بود مگر آنکہ کار شما بکند۔ مکتوب (۱۴۶)	تم اپنے کام میں اس حد تک سرگرم ہو جاؤ کہ جب شخص تمہارے پاس پہنچے وہ بھی اسی میں لگ جائے۔

کتب دینیات کے مطالعہ کی ہدایت

بمطالعۂ کتب حدیث وفقہ	حدیث وفقہ اور سلوک

وسلوک چوں احیاء کیمیا ز امثال ذلک چوں تواریخ مشائخ پیشیں بہتر است

کی کتابیں مثلاً احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور مشائخ متقدمین کے تذکرے مطالعہ کر لے۔ چاہئیں۔

اشاعت سلسلہ سے ارواح مشائخ بہت خوش ہوتی ہیں

حضرت شیخ صاحب سلسلہ اشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے مریدں کو حکم تھا کہ

سعی در شیوع سلسلہ نمائند (مکتوب ۱۳)

سلسلہ کی اشاعت میں کوشش کرو۔

ایک خط میں آپ نے تحریر فرمایا ہے :-

"شکر اللہ سعیکم۔ ایں ہمہ افتادگان حضیض غفلت را بہ لوج حضور رسانید ید ارواح مشائخ باخود خوشنود گردید بالفرض اگر کسے گنج باولاد شیخ بخشد آں قدر رضا مندی جناب ایشاں درآں نہ باشد کہ ز احیائے سلسلہ ایشاں باشد"

اس مکتوب میں حضرت نے اظہار مسرت اور دعا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ سلسلہ کی اشاعت سے ارواح مشائخ اس قدر خوش ہوتی ہیں کہ اگر کوئی شخص شیخ کی اولاد کو خزانہ بخشش کر دے تو ان کو اس قدر خوشی نہ ہو۔

عورتوں کو بھی داخلِ سلسلہ کرنا چاہئیے

حضرت مولانا نظام الدین رح نے اپنے شیخ سے دریافت کیا تھا کہ عورتوں کو داخلِ سلسلہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں حضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا تھا۔

برادرمن زناں رابیعت کنید امابازناں جواناں خلوتہائے طویلہ کہ موجب فتنہ مردم لیشوند کمتر کنید۔ (مکتوب ۲۱)	میرے بھائی عورتوں کو بھی بیعت کرو۔ لیکن ان کی خلوت سے بچو۔

... ...

اور مکتوب ۳۵ میں ارشاد فرمایا ہے:۔

ہمہ رابجائے محرمات پنداشتہ کلمہ حق بگوش ایشاں باید رسانید	سب کو محرمات سمجھ کر کلمۂ حق ان کے کانوں تک پہنچانا چاہئیے۔

جو شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہی

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت سے ہٹ کر کسی شخص کو روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مکتوب ۱۲۹ میں آپ نے مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا ہے:۔

ہمہ داخلانِ طریقت را تاکید نمایند کہ ظاہر شریعت آراستہ دارند	سب داخل سلسلہ لوگوں کو تاکید کرنی چاہیئے کہ وہ ظاہر کو شریعت سے

مکتوب ۱۳۹ آراستہ رکھیں۔

ایک مکتوب میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے اور اس کی طریقت، حقیقت بے معنی ہے۔ لکھا ہے

آنچہ در شریعت راسخ نیست ناقص است بلکہ طریقت و حقیقت او معلوم کہ حقیقتے ندارد۔ (مکتوب ۹۵)

جو شخص شریعت کا پابند نہیں وہ ناقص ہے اور اس کی طریقت و حقیقت کی کوئی حقیقت نہیں

.. ..

روحانی بلندی و پستی کا صحیح معیار

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک روحانی بلندی و پستی کا معیار شریعت تھا۔ شریعت سے ہی کسی شخص کی بلندی و پستی کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک مکتوب میں ارشاد ہے۔

اے برادر در تفاوت فقرا اگر امروز خواہی کہ دریابی بجاب شریعت از نگہہ کن کہ شریعت معیار است۔ عیار فقر بر شریعت روشن میشود۔ (مکتوب ۹۵)

اے بھائی اگر کسی فقیر کا درجہ و مرتبہ معلوم کرنا چاہو تو اس بات کو سمجھو کہ وہ شریعت کا کس حد تک پابند ہے فقیر کی شناخت کا معیار شریعت ہی ہے اسی کسوٹی پر کھرے کھوٹے کو پہچانا جا سکتا ہے۔

شریعت طریقت اور حقیقت کا فرق

ان تینوں کے باہمی فرق پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت نے تحریر فرمایا ہے

مینار حقیقت طریقت است	حقیقت کا مینار طریقت ہے
و مینار طریقت شریعت آنکہ	اور طریقت کا مینار شریعت ہے
در چشم او جمال شریعت بیش	جو شخص جس درجہ شریعت کا
بود طریقت و حقیقت اتم	پابند ہوگا اسی قدر اس کی
و اکمل بود۔	طریقت و حقیقت کامل ہوگی

جھوٹے اور مکّار پیروں سے بچو!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ نے اپنے زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے مشائخ کی بیعت نہ کرنی چاہیئے حضرت شیخ قدس سرّہ کے زمانہ میں بھی بے دین صوفیوں کی کمی نہ تھی۔ حضرت شیخ نے ایسے ہی جھوٹے مکار بے دین پیروں کے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :۔

زنہار در صحبت ہم چنیں	ایسے احمقوں کی صحبت
حمقا نخواہد نشست ؛	میں ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے

سماع کی بجائے مراقبہ کا حلقہ وسیع کرنا چاہیئے

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے زمانہ میں لوگوں نے مشائخ چشت کی مقرر کردہ شرائط کی پابندی ترک کردی تھی حضرت شیخ مشائخ وقت کی اس حرکت سے سخت ناخوش تھے اس لئے حضرت نے مریدوں کو سماع کم کرنے کی جابجا تلقین فرمائی اور ان کو ہدایت کی کہ سماع کے بجائے مراقبہ میں وقت صرف کیا کریں آپ فرماتے ہیں :-

حلقۂ مراقبہ وسیع از حلقۂ سماع باید کرد۔ مکتوب ۹۹	مراقبہ کا حلقہ سماع کے حلقہ سے وسیع کرنا چاہیئے۔

حضرت شیخ سماع کے فی نفسہٖ مخالف نہ تھے وہ خود چونکہ رسول کے سخت پابند تھے اس لئے ان کا حکم تھا :-

مجلس سرود بطریق ما کنند (مکتوب ۹۴)	محفل سماع ہماری طرح کیا کریں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے مکتوبات کل ۱۳۲ ہیں جن میں سو سے زیادہ خطوط تو مولانا شاہ نظام الدینؒ کے ہیں اور باقی خطوط دیگر حضرات کے نام۔ اس کتاب میں زیادہ تر انہی مکتوبات کے بعض حصص پیش کئے گئے ہیں جو حضرت نے مولانا شاہ نظام الدین رح کو ارشاد فرمائے تھے۔ اور جو تجدید سلسلہ یا اصلاح و نظام و تربیت سے متعلق ہیں جن میں وابستگان سلسلہ نظامیہ کے لئے ایک خاص سبق ہدایت موجود ہے

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے مکتوبات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو صاحب مطالعہ کے خواہشمند ہوں وہ "مکتوبات کلیمی" ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ مرقع کلیمی!

امّا بعد۔ ان اوراق میں جو فائدے مذکور ہیں وہ بمنزلہ رقعہ کے ہیں جو پیران خرقہ پوش ذی ہوش سے اس فقیر کو پہنچے ہیں جن کو محبت کے دھاگے سے جوڑ کر ارباب بصیرت کے لئے ایک لباس کی شکل دے دی گئی ہے، اسی لئے اس مجموعہ کا نام مرقع تجویز کیا گیا ہے۔ اوراد و وظائف، نماز اور ان کی مختلف اقسام کو مقدم کرکے ہر فائدے کو رقعہ کے ساتھ موسوم کرکے بنا بر اختصار چند فوائد پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

مقدمہ:۔ عامل کو چاہئے کہ شروط متذکرہ ذیل کا پابند ہو ان شرائط کے بغیر عمل بیکار اور نتیجہ کی امید داری جہالت ہے حضرت شیخ احمد بونی رح نے (جو اہل دعوت میں بڑے ممتاز درجہ کے مالک ہیں) عامل کیلئے حسب ذیل شرائط بیان فرمائی ہیں۔

اکل حلال۔ صدق مقال۔ حضور قلب۔ عجز۔ خضوع۔ بُکا۔ اخلاص۔ حلال لباس۔ (اوقات صالحہ کی رعایت) مثلاً وقت افطار اور سحر۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کا درمیانی وقت ـــ نماز جمعہ سے غروب تک۔ یوم عرفہ اور ۱۵، شعبان۔ عیدین۔ ماہ رمضان ـــ قرآن شریف کی تلاوت کرلنے کے بعد۔ بارش شروع ہوتے وقت۔ بیمار

کے نزدیک ۔ علماء دین کی مجالس ہیں مسلمانوں کی جماعت میں۔ جب مدعولہ غائب ہو۔ مناسک حج کی ادائیگی کے وقت وغیرہ ۔ اور دعا کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو پھیلانا۔ انگلیوں کو کھولنا۔ اور دونوں ہاتھوں کو بغل کی برابر اونچا اٹھانا۔ اور بازو کو ہاتھ سے علیحدہ رکھنا۔ اور بازو کو پہلو سے جدا کرنا۔ سجدہ میں سر کو اچھی طرح خوب جھکانا۔ دعا کے معنے مطلب کو سمجھنا۔ درود شریف پڑھکر دعا شروع کرنا اور دعا کو درود شریف پر ختم کرنا۔ اور اگر دعا قبول ہونے میں تاخیر ہو جائے تو اس سے ملول نہ ہونا۔ دعا بار بار کرنا تجدید توبہ و استغفار۔ ہمہ اوقات پاک صاف اور باوضو رہنا مسواک کرنا۔ روزہ رکھنا۔ نفل نمازیں پڑھنا۔ دعا سے پہلے خیر خیرات کرنا۔ دعا کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھنا۔ اور ترک حیوانات جلالی وجمالی۔ پیاز لہسن کا استعمال ترک کرنا۔ خلوت کیلئے ایسا مقام تجویز کرنا جہاں لوگوں کی بول چال کی آواز نہ آتی ہو۔ دعا کرتے وقت یا عمل کرتے وقت معدہ کا خالی رہنا ۔ اوقات مقررہ کا رعایت کرنا ۔ اور جو خوشبو دھونی وغیرہ مقرر ہو اس کو سلگانا یا استعمال میں لانا۔ اور عمل پڑھنے یا دعا کرنے میں افراط و تفریط سے باز رہنا۔ یعنی عمل پڑھنے کی جو مقدار مقرر ہو اس مقدار میں کمی بیشی نہ کرنا۔ دعا کرتے وقت سر کھلا رکھنا۔ عمل پڑھتے وقت ایسی چیز کا موجود نہ ہونا جو حضور و شعور میں مخل ہو۔ دعا یا عمل پڑھنے کے بعد یَا مُجِیْبُ دو تین یا ایک ہی بار پڑھنا۔

رُقعاتُ الصّلوٰۃ

رقعہ :۔ سنت نمازوں میں سورت کا تعین حدیث میں ہے کہ فجر کی سنتوں میں سورہ الم نشرح اور سورہ الم ترکیف پڑھنا بواسیر اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے مفید ہے۔ سلام پھیر کر استغفراللہ من کل ذنب و سبحان اللہ وبحمدہٖ ستر دفعہ پڑھنا "سورۃ البروج" بالالتزام پڑھنے کی بھی یہی خاصیت ہے

جو شخص فجر کی سنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی مواظبت کرے گا اس کے گھر والے ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ رہیں گے۔

ظہر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھیں اور بعد کی دو سنتوں میں آیۃ الکرسی اور آمن الرسول

عصر کی سنتوں میں اذا زلزلت اور الہٰکم التکاثر تک۔ اور مغرب کی سنتوں میں سورۂ کافرون اور اخلاص اور عشا کے بعد کی سنتوں میں آیت الکرسی خالدون تک اور آمن الرسول اور شہد اللہ ۔ اور قل اللّٰھم مالک الملک سے بغیر حساب تک۔

نماز وتر میں سورۂ اعلےٰ یا سورۂ قدر۔ کافرون اور اخلاص پڑھنی چاہیئے۔

رقعہ :۔ نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں۔ پہلی میں آیت الکرسی خالدون

تک اور دوسری میں آمن الرسول اور آیت نور واللہ بکل شیٔ علیم تک۔ اشراق کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ بِکَ لَا اَسْتَطِیْعُ دَفْعَ مَا اَکْرَہُ وَلَا اَمْلِکُ نَفْسِیْ مَا اَرْجُوْا اَصْبَحْتُ مُرْتَھِنًا بِعَمَلِیْ وَاَصْبَحَ اَمْرِیْ بِیَدِ غَیْرِیْ فَلَا فَقِیْرٌ اَفْقَرَ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوِّیْ وَلَا تَسُوْءِ بِیْ صِدِّیْقِیْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّیْ وَمَبْلَغَ عِلْمِیْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ مَنْ لَّا یَرْحَمُنِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ یَزِیْلُ بِھَا النِّقَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ تُوْجِبُ بِھَا النِّقَمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

نماز اشراق کے بعد دو رکعت نماز استعاذہ اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری میں سورۂ ناس۔ سلام پھیرلے کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ وَبِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ الْھَامَّۃِ وَالْھَامِہِ وَ اَعُوْذُ بِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَاَعُوْذُ بِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَبِکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا یَجْرِیْ بِہِ اللَّیْلُ وَالنَّھَارِ

إِنَّ رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۚ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ سَلَّطْتَ عَلَيْنَا عَدُوًّا بَصِيرًا بِنَا يَرَانَا هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا نَرَاهُمْ اللّٰهُمَّ فَآيِسْهُ مِنَّا كَمَا آيَسْتَهُ مِنْ رَحْمَتِكَ وَقَنِّطْهُ مِنَّا كَمَا قَنَّطْتَهُ مِنْ عَفْوِكَ وَبَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَبِالْإِجَابَةِ جَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

پھر نماز استعاذہ کے بعد دو رکعت نماز استخارہ پڑھیں ۔۔۔۔۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں ان نمازوں سے فراغت کے بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ واقعہ اور دوسری میں سورۂ اعلیٰ پڑھنی چاہیئے۔

رقعہ :- نماز شکر النہار کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ نماز شکر اللیل میں ہر رکعت میں پانچ پانچ بار سورۂ کافرون پڑھنی چاہیئے۔

رقعہ :- نماز چاشت کی ۱۲ اور کم سے کم چار رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سورۂ فتح، دوسری میں سورۂ نوح، تیسری میں سورۂ قدر۔ چوتھی میں سورۂ کوثر، پھر پہلی رکعت میں سورۂ شمس دوسری میں سورۂ لیل۔ تیسری میں سورۂ

ضحیٰ اور چوتھی میں سورۂ الم نشرح، پھر پہلی رکعت میں سورۂ کافرون دوسری میں سورۂ نصر، تیسری میں سورۂ لہب اور چوتھی میں سورۂ اخلاص۔ اس نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھنے سے حق تعالیٰ اسباب معیشت خود ہی مہیا کر دیتا ہے۔

رقعہ :۔ نماز چاشت کے بعد دو رکعت نماز صحت النفس پڑھنا بھی منقول ہے۔ پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی، سورۂ والضحیٰ اور سورۂ اخلاص پانچ پانچ بار پڑھی جاتی ہے سلام پھیرنے پر یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط

رقعہ :۔ جب سایہ ڈھلنے لگے تو چار رکعت نماز فی الزوال پڑھیں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پانچ یا گیارہ یا تین مرتبہ پڑھیں اس وقت کو غنیمت سمجھیں یہ وقت بھی ایسا ہے جیسے نصف شب۔

رقعہ :۔ اس نماز سے فارغ ہو کر دو رکعت صلوٰۃ ظہر یہ پڑھی جاتی ہے ان دونوں رکعتوں میں قرآن مجید کے آخر کی دس سورتیں پڑھی جاتی ہیں اس نماز پر مداومت سے حضرت خواجہ خضرؑ سے ملاقات نصیب ہوتی ہے

رقعہ :۔ مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ الاوابین کی بیس (۲۰) رکعتیں منقول ہیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص، سورۂ فلق — اور سورۂ ناس پڑھنی چاہیئے۔

رقعہ :۔ نماز حفظ الایمان۔ اس نماز کی تین رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سات بار سورۂ اخلاص اور ایک بار سورۂ فلق پڑھیں

اور دوسری میں سات بار سورۂ اخلاص اور سورۂ ناس ایک دفعہ پڑھیں۔ فوائد الفواد میں یہی مذکور ہے۔

رقعہ :۔ نماز مغرب کے بعد قضائے حوائج تشریعیتہ لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص، اور ایک مرتبہ "لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین" پڑھی جاتی ہے نماز برائے حصول شفائے مریضان امت محمدیؐ۔ اس نماز میں بھی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین پڑھی جاتی ہے۔

صَلوٰۃ الہول۔ یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھی جاتی ہے جو اُمّت محمدیہؐ میں سے فوت ہو گیا ہو۔ دو رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں آیت الکرسی ایک بار۔ سورۂ تکاثر گیارہ بار۔ اس کے بعد دو رکعت نماز برزخ پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورۂ بروج اور دوسری میں سورۂ طارق اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِسْتَوْدِعُكَ اِیْمَانِیْ وَدِیْنِیْ فَاحْفَظْھُمَا اس نماز کا نام صلوٰۃ البروج بھی ہے۔

رقعہ :۔ صلوٰۃ السعادۃ۔ اس نماز کی چار رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص ۴۰ بار۔ دوسری میں ۳۰ بار۔ تیسری میں ۲۰ مرتبہ چوتھی میں دس مرتبہ جو شخص اس نماز کو شب دوشنبہ میں پڑھا کرے گا۔ حق تعالیٰ اسے شقاوت سے محفوظ رکھے گا۔

رقعہ :- نماز روشنی چشم ۔ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت افزائش روشنی چشم کیلئے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ کوثر پانچ مرتبہ۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھیں اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَبَعْضِیْ۔ مغرب کی نماز کے بعد بھی یہ نماز پڑھی جاتی ہے مگر دعاء مذکور ہر مرتبہ انگوٹھے پر دم کر کے آنکھوں پر ملیں۔

رقعہ :- افزائش روشنی چشم اور دفعیہ درد کے لیے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" پڑھ کر دم کر کے انگوٹھا آنکھوں سے ملیں پھر "عَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ" پڑھ کر اسی طرح کریں۔

ایضاً کھیعص، حمعسق تین مرتبہ پڑھیں یہ دس حروف ہیں، ایک ایک حروف پڑھتے جائیں اور عقد انامل کر کے ہر بار آنکھوں کے اوپر سے اُتاریں۔ صحت کلی حاصل ہوگی۔

رقعہ :- صلوٰۃ العاشقین۔ یہ نماز خاص مہمات کے لئے پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں یا اللہ سو بار۔ دوسری میں یا رحمٰن سو بار تیسری میں یا رحیم چوتھی میں یا وَدُوْدُ سو سو مرتبہ پڑھیں۔

رقعہ :- صلوٰۃ القربتہ۔ ہر رکعت میں تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھیں اور نماز سے فراغت کے بعد سات مرتبہ استغفار پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَمَلًا یُّقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ +

رقعہ :- نماز تہجد۔ بارہ رکعت پڑھنی مسنون ہے۔ اس نماز کی کم سے کم ۲ رکعتیں ہیں۔ اس نماز کے ہر شفعہ میں پہلی رکعت میں آیت الکرسی خالدون

تک اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور دوسری میں آمن الرسول اور سورۂ اخلاص تین بار۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ، اور دوسری میں سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں ایک ایک کا عدد گھٹاتے گھٹاتے بارھویں رکعت میں سورۂ اخلاص صرف ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے بعض مشائخ کی رائے ہے کہ نماز تہجد میں بارہ رکوع سورہ یوسف کے پڑھیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع۔ یہ نماز نوافل میں سب سے اونچے درجہ کی ہے۔ اس نماز سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

رقعہ:- نماز طوالت عمر۔ یہ نماز رجب کے آخر میں بارہ رکعت تین سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار پڑھی جاتی ہے۔ نماز سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے:-

يَا أَجَلَّ مِنْ كُلِّ جَلِيْلٍ يَا كَرِيْمُ مِنْ كُلِّ كَرِيْمٍ يَا عَظِيْمُ مِنْ كُلِّ عَظِيْمٍ يَا أَعَزَّ مِنْ كُلِّ عَزِيْزٍ يَا أَحَدُ خَيْرٌ مِّنْ كُلِّ أَحَدٍ أَنْتَ رَبِّيْ لَا رَبَّ لِيْ سِوَاكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَرِجَاهُمْ أَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ وَمُدَّ فِيْ عُمُرِيْ مَدًّا طَوِيْلًا فِيْ رِضَاكَ بِالْعَافِيَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيْمُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥

رقعہ: نماز اویس قرنی رضؓ:- یہ نماز رجب کی ۳ ۲۳ اور ۲ تاریخ کو

پڑھی جاتی ہے اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت نماز پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ط پڑھیں اس کے بعد چار رکعت اور پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اذا جاء ایک مرتبہ پڑھیں اور سلام کے بعد ستر مرتبہ یہ دعا پڑھیں اِنَّکَ اَقْوٰی مُعِیْنٌ وَّاَھْدٰی دَلِیْلٌ بِالْحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

اس کے بعد چار رکعت اور پڑھیں اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں اور سلام کے بعد سورۂ الم نشرح ستر بار پڑھیں اور ہاتھ سینہ سے اوپر اٹھا کر دعا مانگیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ان نمازوں سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے اور نماز پوری ہونے تک کسی سے بات چیت نہ کریں۔

رقعہ :- نماز لیلۃ الرغائب۔ ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ اگر چاہیں جماعت کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں اس نماز کی بارہ رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورۂ قدر سو مرتبہ سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھیں اور نماز سے فراغت کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر ۷ مرتبہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ پڑھ کر کھڑے ہو جائیں اور ستر مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۵ اس کے بعد دوبارہ سجدہ کریں اور درود شریف ستر مرتبہ پڑھکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھ کر جو حاجت ہو خدائے تعالیٰ سے طلب کریں۔

رقعہ :- نماز استخارہ ۔ اگر کسی کام کے متعلق تردد ہو کہ یہ کام کرنا چاہیئے یا نہیں، دو رکعت نماز استخارہ پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھیں اور یہ دعا پڑھکر وہ کام خدا کے سپرد کردیں۔ اگر وہ کام اچھا ہوگا تو حق تعالیٰ اس کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اگر مضر ہوگا تو حق تعالےٰ اس سے باز رکھے گا۔ حدیث شریف میں استخارہ مسنون کا یہی طریقہ ہے۔ مشائخ رح دوسرے طریقہ سے بھی استخارہ کرتے ہیں لیکن وہ طریقے حدیث میں مذکور نہیں۔ دعائے استخارہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مقصد کا نام لیں) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ (یا اس جگہ یہ الفاظ کہیں) فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں بھی اپنے مقصد کا نام لیں)

شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ (یا اس کے بجائے یہ الفاظ کہیں) فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ط

رقعہ :- علامہ بونی نے شیخ بوعلی نوری سے اور انہوں نے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے کام کے نیک و بدانجام سے خواب میں اطلاع حاصل کرنی ہو اس کو چاہیئے کہ عشار کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے (یہ نماز خواب سے پیشتر پڑھنی چاہیئے) پہلی رکعت میں سورۂ شمس سات بار. تیسری میں سورۂ ضحیٰ سات بار اور چھٹی میں سورۂ قدر سات بار پڑھنی چاہیئے. نماز سے فراغت کے بعد درود شریف پڑھکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَرَبَّ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَرَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَرَبَّ مِیْکَائِیْلَ وَرَبَّ اِسْرَافِیْلَ وَرَبَّ عِزْرَائِیْلَ وَاَنْتَ یَا رَبَّ مُنْزِلِ الصُّحُفِ وَمُنْزِلِ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ مِنْ اَمْرِ مَا اَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ

اگر پہلے روز جواب معلوم نہ ہو تو سات روز تک جاری رکھنا چاہیئے۔

رقعہ :- ایضاً۔ نصف شب کے بعد بیدار ہو کر اچھی طرح وضو کر کے نماز تحیۃ الوضو پڑھیں اس کے بعد سورۂ فاتحہ گیارہ مرتبہ اور سورۂ اخلاص گیارہ

مرتبہ۔ درود شریف، کلمۂ تمجید اور یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ گیارہ مرتبہ پڑھیں اسکے بعد دو رکعت نفل پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص، ۲۵-۲۵ مرتبہ پڑھکر اس کا ثواب حضرت غوث الثقلین کی روح پُرفتوح کو ہدیہ کریں۔

پھر اس کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں تکبیر تحریمہ کہکر آنکھیں بند کرلیں اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ قیام کریں۔ اور سورۂ فاتحہ پڑھتے پڑھتے جب "ایاک نعبد و ایاک نستعین" پر پہنچیں تو اس کلمہ کو بار بار تکرار کرتے رہیں۔ پڑھتے پڑھتے گردن ایک طرف گھوم جائیگی۔ پس اگر پڑھتے پڑھتے داہنی طرف گردن گھوم جائے تو اس کام کو کریں اور اگر بائیں جانب گھومے تو اس کام کو کرنے سے باز رہیں اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ کے سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرکے نماز ختم کردیں۔

مراقبہ:۔ (ایضاً) ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھیں اور یا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ ۱۰۰ مرتبہ یَا رَشِیْدُ اَرْشِدْنِیْ ۱۰۰ مرتبہ یَا هَادِیْ اَهْدِنِیْ ۱۰۰ مرتبہ یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ ۱۰۰ مرتبہ اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر قبلہ رو منہ کرکے داہنے کروٹ سو رہیں انشاء اللہ خواب میں حال معلوم ہو جائیگا۔

مراقبہ:۔ رضامندی والدین کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں چاروں قل پڑھے جاتے ہیں۔

رقعہ :۔ نماز حاجت۔ طلوع فجر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں آیۃ الکرسی تین دفعہ اور سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھیں۔ اس نماز کی برکت سے اگر قرضہ ہوگا حق تعالیٰ ادا کر دے گا۔ رزق میں توسیع ہوگی۔ یہ نماز نہایت مشہور، اور مجرب ہے۔

رقعہ :۔ نماز قضائے حاجات۔ چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھیں پہلی رکعت میں قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ تک پندرہ مرتبہ اور دوسری میں سورۃ کوثر پندرہ مرتبہ اور تیسری میں سورۃ کافرون پندرہ مرتبہ اور چوتھی میں سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ اس کے بعد یہ دعا دس مرتبہ پڑھیں۔ انشاء اللہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ دعائے مبارک یہ ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ یا مذکرہ شرف الذاکرین

يَامَنْ طَاعَتُهٗ نَجَاةٌ لِّلْمُطِيْعِيْنَ يَامَنْ رَأْفَتُهٗ مَلْجَأٌ لِّلْعَالَمِيْنَ يَامَنْ لَّا يَخْفٰى عَلَيْهِ ثَنَاءُ الْمُحْتَاجِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

بہتر یہ ہے کہ یہ نماز نصف شب کے بعد پڑھیں۔ ظہر و عصر کے درمیان بھی اس نماز کا پڑھنا منقول ہے۔

رقعہ:۔ نماز قضائے حوائج:۔ جمعہ کے دن جب آفتاب نکلے دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورۂ فلق، دوسری میں سورۂ ناس اور سلام پھیرنے کے بعد آیت الکرسی سات مرتبہ اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ نصر ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص ۲۵ مرتبہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" پڑھیں

رقعہ:۔ (ایضاً) چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ پڑھیں اور جس قدر قرآن مجید یاد ہو اس نماز میں پڑھیں، نماز سے فراغت پاکر سجدہ میں سر رکھکر ستر مرتبہ سورۂ کافرون پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھکر خدائے تعالیٰ سے حاجت طلب کریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَاٰمَنَ بِكَ فَهَدَيْتَهٗ وَرَغِبَ اِلَيْكَ فَاَعْطَيْتَهٗ وَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَاقْتَرَفَ فَاَذْنَبَ فَغَفَرْتَهٗ اَللّٰهُمَّ اَمْدُدْ مَدَّا اِجْعَلْنِيْ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا تَابِكَ وَ اَسْئَلُكَ الْفَضْلَ مِنَ الرِّزْقِ وَاَسْئَلُكَ حُسْنَ الْعَافِيَةِ

مِنَ الْبَلَآءِ وَالْبَلِیَّةِ وَاَسْئَلُكَ حُسْنَ الْعَافِیَةِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ط

رقعہ:- نماز وسعت:- دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں وَعِنْدَهٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ط آخر تک اور دوسری رکعت میں وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا آخر تک اس کے بعد یہ استغفار جسقدر پڑھ سکیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْغَفُوْرَ الرَّحِیْمَ پڑھیں۔ یہ نماز پابندی کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

رقعہ:- حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری رح سے نماز قضائے حاجت پڑھنے کا یہ طریقہ منقول ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے چار رکعت نماز دو تشہد کے ساتھ پڑھیں پہلی رکعت میں وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً الآیۃ اور دوسری میں رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ آخر آیت تک اور تیسری میں فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ آخر آیت تک اور چوتھی میں رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا آخر آیت تک دس دس مرتبہ پڑھیں اس کے بعد سجدے میں سر رکھ کر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ط اکتالیس مرتبہ پڑھکر خدا سے حاجت طلب کریں۔

رقعہ:- (ایضاً) بارہ رکعت چھ قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھیں۔ دن یا رات میں جس وقت چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ التحیات پڑھنے کے بعد تکبیر کہکر سر سجدہ میں رکھکر سورۂ فاتحہ سات مرتبہ، آیۃ الکرسی سات مرتبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط دس مرتبہ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاِسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَالدَّرَجَاتِ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ اس کے بعد سجدہ سے سر اٹھا کر سلام پھیر دیں۔

رقعہ:۔ امام نجم الدین نسفی رح سے منقول ہے کہ یہ نماز قضائے ہزار حاجت حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے تعلیم کی تھی۔ اس نماز کی دو رکعتیں ہیں دن یا رات میں جس وقت چاہیں پڑھ سکتے ہیں لیکن جمعہ کی شب کو پڑھنا افضل تر ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ کافرون دس مرتبہ اور دوسری میں سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھیں اور سلام کے بعد سجدہ میں سر رکھکر دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور دس مرتبہ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور دس مرتبہ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا پڑھکر اللہ تعالیٰ سے ایک ایک کر کے حاجات طلب کریں اس کے بعد عرض کریں "یا اللہ میرے دین و دنیا کی ہزار حاجتیں پوری فرمادے"۔

رقعہ:۔ (ایضاً) تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور قبلہ رخ بیٹھ کر ۱۴ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور ہر مرتبہ سورہ فاتحہ شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲-۳ مرتبہ پڑھیں اس کے بعد سجدہ میں سر رکھکر حق تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگیں

رقعہ:۔ مفتاح الحصین میں یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو بدھ اور جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھکر غسل کریں اور نماز پڑھنے جامع مسجد چلے جائیں اور جامع مسجد جانے سے پہلے ممکن ہو تو صدقہ دیں اور جمعہ کی نماز پڑھکر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظْمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الَّذِیْ عَنَتِ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَاجَتِیْ وَھِیَ کَذَا وَکَذَا

(اس جگہ اپنے مطلب کا نام لے)

یہ نماز بیہودہ قسم کے لوگوں کو تعلیم نہ کرنی چاہیئے
ایسا نہ ہو کہ وہ قطع رحمی کی دعا کر بیٹھیں۔

رقعہ:۔ صلوٰۃ القلوب:۔ صفائی قلب کیلیئے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھیں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں۔ یہ قرأت لسانِ قلب سے ہو گی لسان دہن سے نہیں۔

رقعہ:۔ نماز قضائے فوات:۔ چار رکعت ایک سلام کیساتھ پڑھیں اور ہر رکعت میں آیت الکرسی سات مرتبہ اور سورہ کوثر پندرہ مرتبہ پڑھکر درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَیَا مُحْیِیَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاجْعَلْ لِیْ

فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا مِّمَّا اَنَا فِيْهِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَا وَاهِبَ الْعَطَايَا يَا غَافِرَ الْخَطَايَا يَا سُبُّوْحُ يَا قُدُّوْسُ يَا رَبَّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ط يَا سَتَّارَ الْعُيُوْبِ يَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

رقعہ :۔ صلوٰۃ التسبیح :۔ یہ مشہور نماز ہے تکبیر تحریمہ کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں اس کے بعد قرأت شروع کریں اور سورت ختم کرکے دس بار تسبیح پڑھیں، اور اسی طرح رکوع، قومہ، سجدہ اولیٰ، جلسہ، سجدۂ ثانیہ اور دوسرے سجدہ کے آخر میں ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ کہیں۔ دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں ۷۵-۷۵ مرتبہ چاروں رکعت میں تسبیح کی تعداد تین سو پوری ہوجائے گی۔ اس نماز کیلئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں اگر ہر روز پڑھنا چاہیں تو نماز اشراق کا وقت مناسب ہے اور اگر ایک ہفتہ کے بعد پڑھیں تو جمعہ کا دن بہتر ہے اور اگر مہینہ میں پڑھیں تو نوچندی جمعرات اس کے لئے افضل ہے اور اگر سال بھر میں پڑھیں تو یوم عاشورا بہتر ہے۔ تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ... الا باللہ العلی العظیم تک

رقعہ :۔ صلوٰۃ الصلوٰۃ :۔ اس نماز کو پڑھنے کا طریق بھی وہی ہے ـــ جو صلوٰۃ التسبیح کا ہے مگر اس نماز میں بجائے تسبیح کے درود شریف پڑھا جاتا ہے

رقعہ :۔ ایک رکعت نماز عشق۔ اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت اور

تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کریں اور جب "اہدنا الصراط المستقیم" پر پہنچیں اس کلمہ کا اس قدر تکرار کریں کہ بیخودی طاری ہوجائے۔ جب ہوش آئے تو "صراط الذین انعمت علیہم" سے پڑھنا شروع کردیں اور سورہ فاتحہ تمام کرکے سورۂ قدر پڑھیں اور لفظ "انا انزلناہ" کا تین مرتبہ تکرار کریں اس کے بعد سجدہ کرکے التحیات و تشہد پڑھکر نماز ختم کردیں (فقہائے احناف کے دستور کے مطابق اس طرح نماز پڑھنا صحیح نہیں، لیکن فقراء سے اس طرح نماز پڑھنا ثابت ہے)

رُقعاتِ دعوات

دعوت ہفت روزہ:- یہ دعوت نہایت کثیر البرکت ہے۔ غوث الثقلین حضرت خواجہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ سید محمد محمود گردی کو ان کے مشائخ سے حاصل ہوئی ہے۔

یکشنبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْجَمِیْلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اللَّطِیْفُ الْحَلِیْمُ الرَّؤُفُ الْغَفُوْرُ الْمُؤْمِنُ النَّصِیْرُ الْمُجِیْبُ الْمُغِیْثُ الْقَرِیْبُ السَّرِیْعُ الْکَرِیْمُ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ رَبٌّ ذُو الطَّوْلِ اَکْسِنِیْ مِنْ جَمَالِ بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا یُدْهِشُ اَلْبَابَ الذَّوَاتِ الْکَوْنِیَّةِ فَتَوَجَّهَ اِلَی حَقَائِقِ الْمَکْنُوْنَاتِ تَوَجُّهِ الْمَحَبَّةِ الزَّیْنِیَّةِ الْجَاذِبَةِ اِلٰی شُهُوْدِ

مُطلَقِ الجَمَالِ الَّذِی لَا یُضَادُّہٗ قُبحٌ وَلَا یَقطَعُ عَنہُ اِیلَامٌ وَاجعَلنِی مَرحُومًا مِن کُلِّ رَاحِمٍ بِحُکمِ العَطفِ المَحضِ الَّذِی لَا یَشُوبُہٗ اِنتِقَامٌ وَلَا یُبَعِّضُہُ الغَضَبُ وَلَا یَقطَعُ مَدَدَہٗ سَبَبٌ وَقُولُ ذٰلِکَ بِحُکمِ اَبَدِیَّۃٍ وَاِلٰی غَیرِ النِّھَایَۃِ تَقطَعُھَا غَایَۃٌ یَا رَحِیمُ رَبَّاہُ مَغُوثَاہُ یَا خَفِیًّا لَا یَظھَرُ یَا ظَاھِرًا لَا یَخفٰی لَطُفَت اَسرَارُ وُجُودِکَ الاَعلٰی فَتَرٰی فِی کُلِّ مَوجُودٍ وَعَلَت اَنوَارُ ظُھُورِکَ الاَقدَسِ فَبَدَت فِی کُلِّ مَشھُودٍ فَاَنتَ الحَلِیمُ المَنَّانُ بِالرَّاْفَۃِ وَالعَفُوُّ السَّرِیعُ بِالمَغفِرَۃِ مُؤمِنُ الخَائِفِینَ نَصِیرُ مُستَغِیثِینَ القَرِیبُ بِمَحوِ الجِھَاتِ القُربِ وَالبُعدِ عَن عُیُونِ العَارِفِینَ یَا کَرِیمُ یَا کَرِیمُ یَا ذِی الطَّولِ وَالاِکرَامِ سَلَامٌ قَولًا مِن رَّبِّ الرَّحِیمِ ط وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۵

دوشنبہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَلِیمُ الرَّحِیمُ الفَعَّالُ اللَّطِیفُ الوَلِیُّ الحَمِیدُ الصَّبُورُ الرَّشِیدُ الرَّحمٰنُ رَبِّ ذُقنِی مِن بَردِ حِلمِکَ عَلٰی مَا کُنتُ بِہٖ فِی عَوَالِمِی فَلَا اَشھَدُ فِی الکَونِ اِلَّا مَا تَقتَضِی سُکُونِی وَرَضَاکَ فَاِنَّکَ الحَقُّ وَاَمرُکَ الحَقُّ وَاَنتَ الحَلِیمُ الرَّحِیمُ رَبِّ اَشھِدنِی مُطلَقًا فَاَعلَمَنَّکَ فِی کُلِّ مَفعُولٍ حَتّٰی لَا اَرٰی فَاعِلًا غَیرَکَ لِاَکُونَ مُطمَئِنًّا تَحتَ جَرَیَانِ اِقتِدَارِکَ مُنقَادًا اَرٰی کُلَّ حُکمِ وُجُودِی وَعَینِی وَغَیبِی وَبَرزَخِی یَا نَافِحًا

رُوحَ اَمْرِهٖ فِیْ کُلِّ عَیْنٍ اِجْعَلْنِیْ مُنْفَعِلاً فِیْ کُلِّ حَالٍ لِمَا یُحَوِّلُنِیْ عَنْ ظُلُمَاتِ تَکْوِیْنَاتِیْ وَ افْعَلْ فِعْلِیْ فِعْلَ الْفَاعِلِیْنَ فِیْ اَحَدِیَّةِ فِعْلِكَ وَ تَوَلَّنِیْ بِجَمِیْلِ حَمِیْدِ اِخْتِیَارِكَ فِیْ جَمِیْعِ تَوَجُّهَاتِیْ وَ افْنِ مِنِّیْ اَرَاذِلَ وَاصْبِرْ لِیْ وَ سَدِّدْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَ اَصْحِبْنِیْ بِاللُّطْفِ وَالْعِنَایَةِ بِمَحَبَّةٍ خَاصَّةٍ مِّنْكَ وَ خُصَّنِیْ بِقُرْبِكَ الَّذِیْ لَا وَحْشَةَ مَعَهٗ یَا رَحْمٰنُ یَا سَلَامُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

سہ شنبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰهِیْ مَا اَحْلَمَكَ عَلٰی عِصَاكَ وَ مَا اَقْرَبَكَ مِمَّنْ دَعَاكَ وَ مَا اَعْطَفَكَ عَلٰی مَنْ سَئَلَكَ وَ مَا اَرْاَفَكَ بِمَنْ اَمَّلَكَ مَنْ ذَا الَّذِیْ سَئَلَكَ فَحَرَمْتَهٗ اَوْ لَجَاَ اِلَیْكَ فَاَسْلَمْتَهٗ اَوْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَاَبْعَدْتَهٗ اَوْ هَرَبَ اِلَیْكَ فَطَرَدْتَهٗ لَكَ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ اِلٰهِیْ اَتَرَاكَ اَنْ تُعَذِّبَنَا وَ تَوْحِیْدُكَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ مَا اَخَالُكَ تَفْعَلُ وَ لَئِنْ فَعَلْتَ اَتَجْمَعُنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا بَعَصَاهُمْ لَكَ فَیَا الْمَکْنُوْنُ مِنْ اَسْمَائِكَ وَ مَا وَارَتْهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَائِكَ اَنْ تَغْفِرَ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْبَلُوْعِ وَلِهٰذَا الْقَلْبِ الْجَزُوْعِ الَّذِیْ لَا یَصْبِرُ حَرَّ الشَّمْسِ فَکَیْفَ یَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَنَا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الذُّلِّ اِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ کَمَا صُنْتَ وُجُوْهَنَا اَنْ نَسْجُدَ لِغَیْرِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط

چہارشنبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ عَمَّ قَدْ مَلَكَ حَدْ لِی فَلَا اَنَا وَاَشْرَقَ سُلْطَانُ نُوْرِ وَجْهِكَ فَاَضَاءَ هَيْكَلَ بَشَرِيَّتِيْ وَلَا سِوَالَهُ فَمَا دَوَامُ مِنِّیْ فِیْ دَامِلِكَ وَمَا فَنِیَ عَنِّیْ شَيْئًا وَاَنْتَ الَّذِیْ اَتَمُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ بِالْاَلِفِ اِذَا تَقَدَّمَتْ وَبِالْهَاءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ وَبِالْهَاءِ مِنِّیْ اِذَا انْقَلَبَ لَامًا اَنْ تُفْنِيَنِيْ بِكَ عَنِّیْ حَتّٰی تَلْحَقَ الصِّفَةُ بِالصِّفَةِ وَتَقَعُ الرَّابِطَةُ بِالذَّاتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

پنجشنبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ط الٓمّٓ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ط وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَيُّوْمِ ط اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ بِمَا سَئَلَكَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَاَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ يَا لَطِيْفُ قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ وَيَا لَطِيْفُ بَعْدَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ اُلْطُفْ بِخَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالاَرْضِ اَسْئَلُكَ یَارَبِّ كَمَا لَطَفْتَ بِیْ فِیْ ظُلُمٰتِ الاَحْشَاءِ
اُلْطُفْ بِیْ فِیْ قَضَایِكَ وَقُدْرَتِكَ وَفَرِّجْ عَنِّی الضَّیْقَ وَلَا
تُحَمِّلْنِیْ مَالَا اُطِیْقُ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ بِیْ یَخْفٰی
خُفْیَ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ
اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ
وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
بِعَظِیْمِ قَدِیْمٍ كَرِیْمٍ مَكْنُوْنٍ مَجْرُمُوْنَ اَسْئَلُكَ
بِاَنْوَاعِ اَجْنَاسِ رُقُوْمِ نُقُوْشِ اَنْوَارِكَ وَبِعَزِیْزِ اِعْزَازِ
عِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طَوْلِ حَوْلِ شَدِیْدِ قُوَّتِكَ وَبِقَدْرِ مِقْدَارِ
اَقْتِدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَایِیْدِ تَحْمِیْدِ تَمْجِیْدِ عَظَمَتِكَ وَبِسُمُوِّ هُمُوِّ
عُلُوِّ رِفْعَتِكَ وَبِقَیُّوْمِ دَیْمُوْمِ دَوَامِ مُدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ غُفْرَانِ
اَمَانِ مَغْفِرَتِكَ وَبِرَفِیْعِ مَنْبَعِ سُلْطَانِكَ وَسَطْوَتِكَ وَ
بُرْهُبُوْتِ عَظَمُوْتِ جَبَرُوْتِ جَلَالِكَ وَالصَّلٰوةِ سَعَادَةِ سَعَةِ
بِسَاطِ رَحْمَتِكَ وَبِلَوَامِعِ بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِیْجِ هَجِیْجِ رَهِیْجِ
وَهِیْجِ بَهِیْجِ نُوْرِ ذَاتِكَ وَبِبَاهِرِ قَهْرِ جَهْرِ مَیْمُوْنِ اِرْتِبَاطِ
وَحْدَانِیَّتِكَ اَبْهُرِ بَرْهَبَارِ تَیَّارِ اَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُحِیْطِ
وَبِاتِّسَاعِ اِنْفِسَاحِ مَبَادِیْنِ بَرَازِخِ كُرْسِیِّكَ وَبِهَیْكَلَاتِ عُلْوِیَّاتِ

رُوحَانِیَّاتِ اَفْلَاکِ عُرُوْفِکَ وَبِالْاَمْلَاکِ الرُّوْحَانِیِّیْنَ الْمُدَبِّرِیْنَ
لِلْکَوَاکِبِ الْمُدَبِّرَاتِ بِاَفْلَاکِکَ وَبِحَنِیْنِ اَنِیْنِ تَسْکِیْنِ
قُلُوْبِ الْمُرِیْدِیْنَ بِقُرْبِکَ وَبِخُضْعَاتِ اَحْرُفَاتِ زَفْرَاتِ
الْخَائِفِیْنَ مِنْ سَطْوَتِکَ وَبِآمَالِ نَوَالِ اَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِیْنَ
فِیْ مَرْضِیَّاتِکَ وَبِتَخْضِیْعِ تَقْطِیْعِ تَقَطُّعِ سَرَائِرِ الصَّابِرِیْنَ
عَلٰی نَکْوَاعِکَ وَبِتَعَبُّدِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِیْنَ عَلٰی طَاعَتِکَ
یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا مُقِیْمُ اَطْمِسْ
بِطِلَسْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ شَرَّ سُوَیْدَاءِ الْقُلُوْبِ اَعْدَائِنَا
وَاَعْدَائِکَ وَدُقَّ اَعْنَاقَ رُؤُسِ الظُّلُمَاتِ بِسُیُوْفِ النَّشْاَۃِ
قَهْرِکَ وَاحْجُبْنَا بِحُجَّتِکَ الْکَشْفِیَّۃِ بِحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ
وَسَطْوَتِکَ عَنِ الْخِطَابِ لَمَحَاتِ لَمَعَاتِ اَبْصَارِهِمُ الضَّعِیْفَۃِ
بِعِزَّتِکَ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ وَصُبَّ عَلَیْنَا مِنْ اٰنَابِیْبِ مَیَادِیْبِ
التَّوْفِیْقِ فِیْ رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اٰنَاءَ لَیْلِکَ وَاَطْرَافِ
نَهَارِکَ وَاَغْمِصْنَا فِیْ اَغْرَاضِ سَوَاقِیْ مَسَاقِیْ بِرُبُوْبِیَّتِکَ
وَبِرَحْمَتِکَ وَقَیِّدْنَا بِالْقُیُوْدِ وَالسَّلَامَۃِ عَنِ الْوُقُوْعِ فِیْ
مَعْصِیَتِکَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا قَدِیْمُ
یَا مُقِیْمُ یَا مَوْلَایِیْ یَا قَادِرُ یَا مَوْلَائِیْ یَا غَافِرُ یَا لَطِیْفُ یَا خَبِیْرُ
اَللّٰهُمَّ وَهَلَتِ الْعُقُوْلُ وَالْحَضْرَۃِ الْاِنْهَامِ الْاَبْصَارَ
وَحَارَتِ الْاَوْهَامِ وَضَاقَتِ الْاِفْهَامَ وَبَعُدَتِ الْخَوَاطِرَ

وَ قَصُرَتِ الظُّنُوْنُ عَنْ اِدْرَاكِ كُنْهِ كَيْفِيَّةِ ذَاتِكَ وَمَا ظَهَرَ مِنَ
اَنْوَادِی عَجَائِبِ اَنْوَاعِ اَصْنَافِ قُدْرَتِكَ اَوَانَ الْبُلُوْغِ اِلٰى
تَلَأْلُؤِ لَمَعَاتِ بُرُوْقِ شُرُوْقِ اَسْمَائِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا
اَللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَدِيْمُ يَا قَيُّوْمُ
يَا نُوْرُ يَا هَادِيْ يَا بَدِيْعُ يَا بَاقِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَنَا اَللّٰهُمَّ مُحَرِّكَ
الْحَرَكَاتِ وَمُبْدِئَ النِّهَايَاتِ الْغَايَاتِ وَمُخْرِجَ مَنَابِعِ
قُضْبَانِ قَصَبَاتِ النَّبَاتِ وَمُشَفِّقَ جَلَامِيْدِ الصُّخُوْرِ الرَّاسِيَاتِ
وَالْمُنْبِعُ مِنْهَا مَاءً مُعِيْنًا لِّلْمَخْلُوْقَاتِ وَالْمُحْيِيْ بِهٖ سَائِرَ
الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْبَهَائِمِ بِمُخْتَلَجِ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
مِنْ اَسْرَارِهِمْ وَ اَفْكَارِ رَمْزِ نُطْقِ اِشَارَاتِ خَضْبَاتِ لُغَاتِ
النَّمْلِ الشَّارِحَاتِ يَا مَنْ سَبَّحَتْ وَ قَدَّسَتْ وَعَظَّمَتْ وَ
كَبَّرَتْ وَمَجَّدَتْ بِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ اِقْدَامِ اَقْوَامِ عِظَامِ
عِزَّةِ وَجَبَرُوْتِ وَمَلٰٓئِكَةِ السَّبْعِ سَمٰوٰتِكَ اِجْعَلْنَا فِيْ هٰذَا
الشَّهْرِ وَفِيْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَهٰذِهِ السَّاعَةِ
وَفِيْ هٰذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَسَئَلَكَ
فَاَعْطَيْتَهٗ وَتَضَرَّعَ اِلَيْكَ وَرَحِمْتَهٗ وَاِلٰى دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ
اَدْنَيْتَهٗ بِفَضْلِكَ يَا جَوَادُ يَا مَهَادُ يَا جَوَادُ جُدْ عَلَيْنَا وَعَامِلْنَا

بِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تُعَامِلْنَا بِمَا لَا نَحْنُ اَهْلُهٗ اِنَّكَ اَنْتَ اَهْلُ
التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ بِاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ
يَا اَللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَدِيْمُ يَا مُقِيْمُ
يَا نُوْرُ يَا هَادِیْ يَا بَدِيْعُ يَا بَاقِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَقْضِيَ
حَوَائِجَنَا يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

شنبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ
نِعَامَهٗ لَا تُحْصٰى وَاَمْرُهٗ لَا يُعْصٰى وَنُوْرُهٗ
لَا يُطْفٰى وَلُطْفُهٗ لَا يَخْفٰى يَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى وَاَحْيَى
الْمَيِّتَ لِعِيْسٰى وَجَعَلَ النَّارَ بَرْدًا سَيِّدِنَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ اَمْرِیْ
فَرَجًا وَّمَخْرَجًا اَللّٰهُمَّ نُبَدِّ نَا بِنُوْرِ بَهَاءِ حُجُبِ عَرْشِكَ
مِنْ اَعْدَائِیْ اِحْتَجَبْتَ السَّطْوَةَ الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ يَّكِيْدُنِیْ
تَحَصَّنْتَ بِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِيْدِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ
تَحَصَّنْتَ بِدَيْمُوْمِ قَيُّوْمِ دَوَامِ اَبَدِيَّتِكَ كُلَّ شَيْطَانٍ اِسْتَعَذْتُ
وَبِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِتْرِكَ مِنْ كُلِّ هَامَّةٍ تَخَلَّصْتُ
وَتَحَصَّنْتُ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يَا حَابِسَ الْوَحْیِ
لِمَا شَدِيْدِ الْبَطْشِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ اَحْبِسْ

عَنِّیْ مَنْ ظَلَمَنِیْ وَاغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا
وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ مِنْ خَلْقِہٖ
جَمِیْعًا اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا
اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ
اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِکَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَ
اَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ
شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَعَزَّ جَارُکَ وَتَبَارَکَ اِسْمُکَ
وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اسمائے ہفت روزہ

یہ دعوت بھی حضرت غوث الثقلینؒ کی طرف منسوب ہے

اسم اول:- لا الہ الا اللہ تعداد ایک لاکھ بار توجہ جوہر ۱۰۰ مرتبہ کے بعد پڑھی جائے گی یہ ہے اِلٰھی اظھر علیٰ ظاھری سلطان لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ وحقق باطنی حقائق لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ و مستغرق فیک ظاھری یا احاطۃ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ واحفظنی اللھم بک لک فی مراتب وجودک وشھودک حتیّٰ لا اشھد غیر انعامک وصفاتک بوجھی الحق الذی لا الٰہ الا انت لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ ؕ

اسم ثانی :- اللہ اللہ اللہ تعداد ایک لاکھ بار یا اللہ یا اللہ یا اللہ دلنی بک علیک وارزقنی البنات عند وجود ک ما اکون متماد یابین یدیک یا اللہ یا اللہ یا اللہ الٰہی نعمتک بعصمتک وجلالک وارزقنی حسیک یا اللہ یا اللہ یا اللہ الٰہی اجعل قلب عبدک الضعیف مظہرا لذاتک و متبعا لآیاتک یا اللہ یا اللہ یا اللہ ؛

اسم ثالث :- حی حی حی ایک لاکھ بار یا حی یا حی یا حی حیوۃ طیبۃ واسقنی من شراب محبتک اعذبہ و اطیبہ یا حی یا حی الٰہی حقق حیاتی بک یا حی یا حی الٰہی احینی روحی حیاۃ ابدیۃ ومنع سری بسرک فی الحضرات الشہودیۃ واملأ قلبی بالمعارف الربانیۃ و اطلق لسانی بالعلوم الدینیہ ؛

اسم رابع :- واحد واحد واحد ایک لاکھ بار یا واحد یا واحد اجعلنی موحد ابنور وحدانیتک موید ابشہود فردانیتک یا واحد یا واحد یا واحد الٰہی انت الموحد فی ذاتک باربوبیتک یا واحد یا واحد یا واحد

اسم خامس :- عزیز عزیز عزیز ایک لاکھ بار یا عزیز یا عزیز یا عزیز اجعلنی بعزتک من العزیز بین یدیک یا عزیز یا عزیز یا عزیز استعملنی باعمال العزیز لدیک یا عزیز یا عزیز یا عزیز

اجعلنی من عبادك العزیز یا عزیز یا عزیز یا عزیز۔

اسم سادس :- وہاب وہاب وہاب ایک لاکھ بار یا وہاب یا وہاب یا وہاب ھب لی من جبرئیل ھیاتک یبلغنی الی مرضیاتك یا وہاب یا وہاب یا وہاب ھب لی من لدنك رحمة انك انت الوهاب یا وہاب یا وہاب یا وہاب الٰہی یا واھب الاسرار ھب لی من اسرارك فیضا تجعلنی به دائما به مستحفظا لمواھیك یا وہاب یا وہاب یا وہاب اللھم حققنی بمواھب حقیقة حقیقتك یا وہاب یا وہاب یا وہاب الٰہی کونی شاھدا علی بالافتقار الی غنائك المطلق الکامل بالذات فامنن علی عبدك الضعیف لغنی اکون غنیا مغنیا من شئیت غناء بوصف الفقر بین یدیك انت الغنی الوهاب یا وہاب یا وہاب۔

اسم سابع :- ودود ودود ودود ایک لاکھ بار یا ودود یا ودود یا ودود اجعلنی قلبی ودالك یا ودود یا ودود یا ودود الٰہی اعطنی ودا فی قلوب عبادك المومنین یا ودود یا ودود یا ودود الٰہی اعطنی ودا فی قلوب عبادك المومنین یا ودود یا ودود یا ودود الٰہی اکفنی شرا من کفایته بیدیك یا ودود یا ودود یا ودود

رقعہ :- چہل اسمائے عظام :- ان اسماء میں سے ہر اسم کی کسی نہ کسی نبی نے دعوت دی ہے ان اسماء کے فوائد و برکات مشہور ہیں، فقیر کو یہ اسماء حضرت شیخ بہول قدس سرہٗ (او لکاد شیخ محمد غوث کا مصنف جواہر خمسہ) سے حاصل ہوئے ہیں۔

الف قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے پانچوں وقت ستّر بار پڑھنا چاہیئے۔

ب حاجات و مرادات بر آنے کیلئے روزآنہ ۴۳ مرتبہ ایک چلہ تک پڑھیں اگر ایک چلّہ میں کام نہ ہو تو یہ عمل تین چلوں تک جاری رکھیں یہ عمل انوار کے دن طلوع آفتاب کے وقت شروع کرنا چاہیئے۔

ج اگر بادشاہ یا کوئی امیر ناراض ہو تو یہ اسماء ستّرہ بار پڑھکر اس کے منہ پر دم کر دیں اس کا دل مہربان ہو جائیگا۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ان اسماء

د کو ستّرہ مرتبہ انگلیوں پر پڑھکر بادشاہ یا امیر کے سامنے انگلیاں کھول دیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(۱) لا الٰہ الا انت یا رب کل شی و وارثہ و رازقہ و راحمہ

(۲) یا الٰہ الالھۃ الرفیع جلالہ (عیؔن پر زبر اور لاؔم پر پیش) یا عیؔن پر پیش اور لاؔم پر زبر پڑھا جاتا ہے۔ دوسرے طریقے سے پڑھنے سے حق تعالیٰ معرفت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر عیؔن پر زبر اور لاؔم کو مکسور پڑھیں تو اس طرح پڑھنے سے دشمن ہلاک ہو جاتا ہے۔ دشمن کی پشت پر یہ اسماء پڑھکر دم کریں۔

۳- یا اللہ المحمود فی کل فعالہ۔ فاؔ پر زیر پڑھنے سے ظاہری و باطنی دشمن نیست و نابود ہو جائینگے اور طلب باراں ترقی درجات اور ہزیمت اعداء کیلئے

فا کے زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

(۴) یا رحمٰن کل شیٔ و راحمہ یا رحمٰن تکلّم نباتات کے لئے نون کے زبر اور "کل" کے لام کے زیر کے ساتھ پڑھیں اور چیزوں کی ماہیت کے اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لیئے اور خدا تبعالیٰ کی محبت میں اضافہ کے لئے نون پر پیش پڑھنا چاہیئے۔

(۵) یَا حَیٌّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْ مَنِہٖ وَ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ اگر حِیْنَ کے نون پر کسرہ اور تنوین پڑھی جائے تو پڑھنے والے کی عمر دراز ہوتی ہے اور تمام ارواح اس کے پاس حاضر ہوں گی اور کشف باطنی حاصل ہوگا۔ اور اگر نون پر زبر پڑھا جائے تو جس مریض پر نظر شفقت ڈالے گا صحت یاب ہوگا اور اس شخص کا تعویذ بھی مؤثر ہوگا۔

(۶) یا قیوم فلا یفوت شیٔ من علمہ ولا یؤدہ یفوت

(۷) یا واحد الباقی اول کل شیٔ و آخرہٗ پہلے لام پر زبر اور دوسرے لام کے نیچے زیر ہے مکاشفات علوم کیلئے پڑھا جاتا ہے اور انقیاد خلائق کیلئے خ پر زبر پڑھیں

(۸) یا دائم بلا فناءٍ و زوال ملکہ وبقائہ فا پر زبر اور زیر دونوں پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۹) یا صمد من غیر شبہ فلا شئی کمثلہ پرندوں کی زبان جاننے کیلئے کمثلہ کے لام پر زبر اور ہا کو ساکن پڑھیں اور تصرفات کے لئے صرف لام کو مکسور پڑھیں۔

(۱۰) یا بار فلا شی کفو یدانیہ ولا امکان لوصفہ ۔ اگر بار کی را پر سکون پڑھیں جس جگہ یہ دعوت پڑھی جائے گی خراب اور ویران ہو جائیگا

(۱۱) یا کبیر انت اللہ الذی لا تہتدی العقول لوصف عظمتہ ۔

(۱۲) یا باری النفوس بلا مثال خلا من غیرہ یا باری کے ہمزہ پر فتحہ پڑھنے سے تمام عالم مطیع اور منقاد ہو جاتا ہے ۔ اور اگر مریض پر دم کر دیں شفایاب ہو جائے

(۱۳) یا زاکی الطاہر من کل آفۃ بقدسہ یا زاکی الطاہر طاہر کی را پر پیش پڑھنے سے سات قلندروں سے ملاقات ہوگی ، اور اگر زاکی کی یا پر فتحہ پڑھیں تو عالم ارواح کا مشاہدہ حاصل ہوگا ۔

(۱۴) یا کافی الموسع لما خلق من عطایا فضلہ اگر موسع سین کے زبر کے ساتھ پڑھیں غنی ہو جائیگا اور کسرہ کے ساتھ پڑھنے سے درندہ اور گزندہ کے شر سے محفوظ رہے گا ۔

(۱۵) یا نقیا من کل جور لم یرضہ ولم یخالطہ فعالہ اگر نقیاً شدد اور فعالہ بفتح فا و ضم لام پڑھیں تو ارباب تصرف میں سے ہو جائیگا ۔ جس کسی کو اجازت دے گا وہ بھی صاحب تاثیر ہو جائیگا ۔

(۱۶) یا حنان انت الذی وسعت کل شی رحمۃ وعلماً حنان کے نون پر پیش اور وسعت کی تا کو ساکن اس طور پر پڑھیں شیئٌ ورحمۃٌ تو تمام موکل بادی و آتشی مسخر ہو جائیں گے ۔

(۱۷) یا منان ذالاحسان قد عم کل الخلائق منہ. منہ کے میم پر اگر پیش پڑھیں تو اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگی جس کی نظر سے پڑھنے والا عامل اور عارف بن جائے گا اور اگر نون کے زبر کے ساتھ پڑھیں تو اس کو کوئی شخص علم کیمیا سکھلا جائیگا۔ اگر پتھر پر نظر ڈالیگا، زر خالص بن جائیگا۔

(۱۸) یا دیان العباد کل یقوم خاضعا لرھبتہ ورغبتہ۔
کل کے لام پر پیش اور تنوین دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۲۴) ذالانات اگر بغیر ذال معجمہ کے پڑھیں دل منور ہو جائیگا اور اٹھارہ ہزار عالم کا عکس نظر آنے لگے گا اور اگر دال کے ساتھ پڑھیں تو سحر اور جادو کارگر نہ ہوگا، اور پڑھکر دم کرنے سے سحر باطل ہو جائے گا۔

(۲۸) اگر یا قہار پڑھیں تو جس کو چاہیں زیر و زبر کر سکتے ہیں اور اگر یا قاہر پڑھیں تو اس سے تمام دینی و دنیاوی کام درست ہو جاتے ہیں، جس پر نظر ڈالے گا وہ اسی کا ہو جائے گا۔

(۲۹) اگر متعالی کی یا پر پیش اور ھا پر سکون، اور کل کے لام پر زیر پڑھیں تو فرشتے آدمی کی صورت میں اس کو اٹھا کر آسمان پر لے جائینگے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ خلوت میں کسی شخص کو نہ آنے دے۔

(۳۰) اگر مذل کے لام پر پیش اور کل کے لام پر فتحہ اور عزیز کے ز کو مکسور پڑھیں تمام امراء و سلاطین اور تمام مخلوق مطیع و منقاد ہو جائیگی۔ اور اگر مذل کے لام پر پیش اور کل کے لام پر زبر پڑھیں دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

(۱۳) اگر خلقت بغیر تا کے (فلق) پڑھیں تو تمام روحانیاں مسخر اور مددگار بن جاتی ہیں۔ ان اسمائے اعظم میں ہر اسم کا ورد خلوص نیتی اور حضوری قلب سے کریں۔ چلہ ۴۱ روز کا کریں اور ہر اسم ایک لاکھ ۶۲ ہزار پانچسو چھتیر مرتبہ مدت معینہ کے اندر پڑھکر پورا کریں نیز جواہر خمسہ میں اسمائے اعظم کی پوری خاصیت اور ماہیت مفصل معلوم کر سکتے ہو۔

رقعہ:۔ یہ دعا کثیر البرکت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم حضرت انس رض کو تعلیم فرمائی تھی کوئی شخص اس دعا کے پڑھنے والے کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہ علٰی نفسی و دینی بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اھلی ومالی وولدی بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اعطانی اللّٰہ اللّٰہ ربّی لا اشرک بہ شیئاً اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اعز واجل واعظم مما اخاف واحذر عزّ جارک وجل ثناء ک ولا الٰہ غیرک اللّٰھمّ انّی اعوذ بک من نفسی ومن شرِ کلّ شیطانٍ مّرِیدٍ ومِن کُلِّ جبارٍ عنیدٍ۝ فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۝ ان ولیّ اللّٰہ الذی نزّل الکتاب وھو یتولی الصّٰلحین۝

یہ دعا بعد نماز فجر سات مرتبہ پڑھیں۔

رقعہ:۔ یہ دعا امام قشیری رحمہ نے اپنے رسالہ میں نقل کی ہے۔

اللّٰھم یا ودود یا ودود یا ودود یا ذا العرش المجید یا مبدئ یا معید یا فعال لما یرید اسئلک بنور وجھک الذی ملأ ارکان عرشک و بقدرتک التی قدرت بھا علی جمیع خلقک و برحمتک التی وسعت کل شی لا الہ الا انت یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی

راقم الحروف نے اس دعا میں یہ الفاظ اور اضافہ کئے ہیں

اغثنی اغثنی اغثنی بفضلک اغثنی بجودک اغثنی برحمتک اغثنی برافتک اغثنی بلطفک اغثنی بجمیع اسمائک و صفاتک وجمالک وجلالک اغثنی یا غیاث المستغیثین ط

یہ دعا (۱۵) مرتبہ ایک مجلس میں دفعیہ رنج و غم کیلئے پڑھیں مجھے ایک مرتبہ تین سو ڈاکوؤں نے گھیر لیا تھا۔ اسی دعا کی برکت سے ان کے شر سے محفوظ رہا۔

رقعہ:۔ عمل سورۂ فاتحہ برائے توسیع رزق۔ بعد نماز فجر ۲۱ بار۔ بعد ظہر ۲۲ بار۔ بعد عصر ۲۳ بار بعد مغرب ۲۴ بار اور بعد عشا ۱۰ بار پڑھا کریں

رقعہ:۔ صلوٰۃ الاسرار۔ جمعرات کے دن غسل کر کے پاکیزہ کپڑے پہنکر خوشبو لگائیں اور بعد مغرب دو رکعت صلوٰۃ الاسرار پڑھلیں نیت اس طرح

کریں۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیِ الصَّلٰوۃِ الْاَسْرَارِ تَوَسُّلًا اِلَی اللّٰہِ وَ انْقِطَاعًا عَمَّا سِوَی اللّٰہِ اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں (گیارہ مرتبہ) اور سلام پھیرنے کے بعد روضہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کی نیت سے جانب عراق ۱۱ قدم چلیں اور ہر قدم پر حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

(۱) السلام علیک یا سلطان الاولیاء
(۲) السلام علیک یا سلطان الابدال
(۳) السلام علیک یا سلطان الاقطاب
(۴) السلام علیک یا سلطان غوث الاعظم
(۵) السلام علیک یا بازئ الاشہب
(۶) السلام علیک یا مسکین
(۷) السلام علیک یا غریب
(۸) السلام علیک یا ولی
(۹) السلام علیک یا شیخ
(۱۰) السلام علیک یا سیدنا مولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی۔

اس کے بعد بیٹھ جائے اور خوشبو سلگائے اور دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ سورۂ فاتحہ و اخلاص پڑھیں اسکے بعد پھر درود شریف پڑھکر یہ رباعی ۱۱-۱۱ مرتبہ پڑھیں

اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ ٭ وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ
فَعَارٌ عَلٰی حَامِیْ الْحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ ٭ اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

یہ رباعی پڑھ کر جو دعا مانگنا چاہیں مانگیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی روح پُر فتوح ظاہر ہو کر جواب دیتی ہے۔

رقعہ:۔ آیتہ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تک سوتے وقت پڑھیں۔ قرآن شریف ذہن سے فراموش نہ ہوگا۔

رقعہ:۔ اگر کوئی شخص کسی کام کے متعلق حیران ہو کہ کیا کروں کیا نہ کروں، تو نصف شب کو بیدار ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں اور جتنا قرآن یاد ہو پڑھیں اور یہ دعا ہزار مرتبہ سجدہ میں پڑھ کر سو جائیں خواب ہی میں جواب مل جائیگا۔

يَا رَبِّ دُلَّنِىْ عَلٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ

حَتّٰى يَدُلَّنِىْ عَلَيْكَ وَ يُبَصِّرُنِىْ طَرِيْقَ الْوُصُوْلِ اِلَيْكَ

رقعہ:۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جس سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کے ذکر میں غروب آفتاب تک مشغول رہے یقیناً اس غم سے خلاصی مل جائیگی۔

رقعہ:۔ جو شخص اضطراب کی حالت میں سورہ یٰسین چالیس مرتبہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے خوشی عنایت فرمائیگا۔

رقعہ:۔ جو شخص قرآن مجید حفظ کرنے کا شائق ہو اس کو چاہیئے کہ پہلے سورہ یوسف حفظ کرے اس سورت کی برکت سے تمام قرآن مجید حفظ یاد ہو جائیگا۔

رقعہ:۔ اگر کسی شخص کو کوئی مہم یا مشکل درپیش ہو تو سورہ فاتحہ کے لام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کے ساتھ ملا کر ۷۸۷ مرتبہ پڑھیں اور الحمد للہ رب العالمین کے

بعد الرحمٰن الرحیم تین مرتبہ پڑھیں اور ہر بار سورت ختم کرلنے کے بعد آمین پڑھیں

رقعہ:۔ فجر کی سنتوں میں سورۃ البروج بالالتزام پڑھنے سے حق سبحانہ تعالےٰ دنبل اور ناروے سے حفاظت میں رکھے گا۔

رقعہ:۔ بعد نماز عصر سورۃ والنازعات پڑھتے رہنے سے حق تعالیٰ اس کو مرنے کے بعد قبر میں نہ چھوڑے گا، وہ ایک نماز کے وقت کی مقدار قبر میں رہے گا۔ اس کا جسم روح کی صفات اختیار کرے گا۔

رقعہ:۔ فجر کے وقت جو شخص کلمہ توحید سو مرتبہ روزآنہ پڑھے گا وہ بغیر اسباب کے خوش رہے گا۔

رقعہ:۔ جو شخص عصر کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ نبا پڑھے گا۔ عشق الٰہی میں سرشار ہو جائے گا۔

رقعہ:۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رح ایام جوانی میں قرآن شریف حفظ کر رہے تھے مگر حفظ نہ ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد چشتی نے ان کو خواب میں بتلایا کہ سوتے وقت سورۂ فاتحہ سو بار پڑھا کرو۔ چنانچہ سورہ فاتحہ کی برکت سے قرآن شریف حفظ یاد ہوگیا۔

رقعہ:۔ جو شخص عشاء کے بعد شانہ کرتے وقت سورہ الم نشرح پڑھنے کا التزام کرے حق تعالیٰ اس کی روزی فراخ فرمائیگا اور ناخن اور مونچھیں ترشواتے وقت "بسم اللہ علیٰ سنۃ محمد وآل محمد" پڑھنے میں ہر قسم کی بیماری سے حفاظت رہتی ہے۔

رقعہ:۔ حضرت علامہ ابن حجر نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص

کی خواہش ہو کہ حق تعالیٰ اس کو غنائے کرامت عطا فرمائے تو اس کو اپنے ناخن
جمعرات کے دن تراشنے چاہئیں۔

رقعہ :- جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ تین آیتیں پڑھے گا حق تعالیٰ
اس کو اپنی محبت عطا فرمائے گا۔ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون
ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون
یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض
بعد موتھا وکذلک تخرجون ط

رقعہ :- دین کے کاموں کی تتمیم کے لئے بعد نماز فجر یَاوَھَّابُ ستر مرتبہ پڑھکر
یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ حُضُوْرَنَا وَزِدْ مَعْرِفَتِنَا وَزِدْ
طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مُحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقِنَا وَزِدْ شَوْقَنَا
وَزِدْ ذَوْقَنَا وَزِدْ عِلْمَنَا وَزِدْنَا یَامَوْلَانَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ۝

رقعہ :- جو شخص فرض نماز کا سلام پھیر کر فوراً آیۃ الکرسی ایک بار پڑھکر
وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا
یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط اِنَّ اللہَ بَالِغُ
اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ ایک بار سورہ فاتحہ ایکبار
تین بار سورہ اخلاص تین بار درود شریف پڑھکر آسمان کی طرف دم کریں
حق تعالیٰ اسکی روح بغیر توسط ملک الموت کے قبض کرے گا۔ اور مرتے ہی
فوراً بہشت میں داخل کر دے گا۔ دنیا میں روزی فراخ ہو گی۔ سکرات موت میں

آسانی ہوگی۔ قبر میں راحت ملے گی۔

رقعہ :- ادائیگی قرض کیلئے فرض نماز کے بعد "قل اللهم مالک الملک سے بغیر حساب" تک ۵ مرتبہ پڑھا کریں اللہ تعالیٰ قرض ادا کرا دے گا

رقعہ :- یہی خاصیت اس دعاء کی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھیں اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ بِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

رقعہ :- گم شدہ چیز کی بازیابی کیلئے یہ کلمات نہایت موثر ہیں۔ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ ○

رقعہ :- دشمن کے سامنے جاکر یہ دعاء پڑھیں دشمن مقہور ہو جائے گا یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ ○

رقعہ :- قضائے حاجت کے لئے یہ دعاء پڑھیں۔ یَا حَیُّ یَا حَلِیْمُ یَا عَزِیْزُ یَا کَرِیْمُ سُبْحَانَکَ یَا کَرِیْمُ تَوَکَّلْنِیْ اَمْرٌ صَعْبٌ اَلِیْمٌ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ خواجہ اقبال رح کا بیان ہے کہ میں نے ایک حاجت کے لئے یہ دعاء تین سو مرتبہ پڑھی خدائے تعالےٰ کے فضل و کرم سے پوری ہوگئی۔

رقعہ :- بازیابی گم شدہ کے لئے یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ

مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ
بِهَا اللّٰهُ ۱۱۹ مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ گم شدہ چیز مل جائے گی۔ صحیح اور مجرب ہے۔

رقعہ :۔ مہینہ کے آخری چہارشنبہ کو یہ آیت لکھ کر جس مقام میں دفن کر دو گے وہ مقام جلد خراب و برباد ہو جاتا ہے لیکن عامل کو احتیاط رکھنی چاہیئے کہ بغیر اشد ضرورت کے عمل میں نہ لائے (جہاں تک ہو سکے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں)

هُوَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ (شروع سورہ حشر سے الیٰ قولہ) وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ سے الْعَالَمِيْنَ تک ٭ (جہاں تک ممکن ہو ایسے [illegible] عمل نہ کریں

رقعہ :۔ حبس بول کیلئے یہ آیت لکھ کر پانی سے دھو کر مریض کو پلائیں۔

وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط

رقعہ :۔ اگر کسی شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو تو مقام لذع پر سورہ فاتحہ سات بار پڑھ کر دم کریں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نمک کا پانی مقام لذع پر مالش کرتے ہوئے سورہ کافرون اور معوذتین پڑھا کرتے تھے۔

رقعہ :۔ جو شخص سلام علیٰ نوح فی العالمین روزانہ پڑھے گا سانپ اور بچھو کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔

رقعہ :۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رح سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے

دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ط سات بار یا سات مرتبہ درود شریف پڑھکر ناخونوں پر دم کرکے آنکھوں پر پھیرے گا حق تعالی اس کو آنکھوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔

نقش :۔ استقرار حمل کے لئے یہ دفق ثلاثی : چینی کے برتن میں لکھیں نو حروف الف سے طا تک نو سطروں میں اس صورت سے لکھیں اور اس مکتوب پر سورہ آلِ عمران پڑھکر دم کریں اور پانی سے دھو کر عورت کو پلائیں۔ دفق ثلاثی یہ ہے۔

ا
ا ب
ا ب ج
ا ب ج د
ا ب ج د ہ
ا ب ج د ہ و
ا ب ج د ہ و ز
ا ب ج د ہ و ز ح
ا ب ج د ہ و ز ح ط

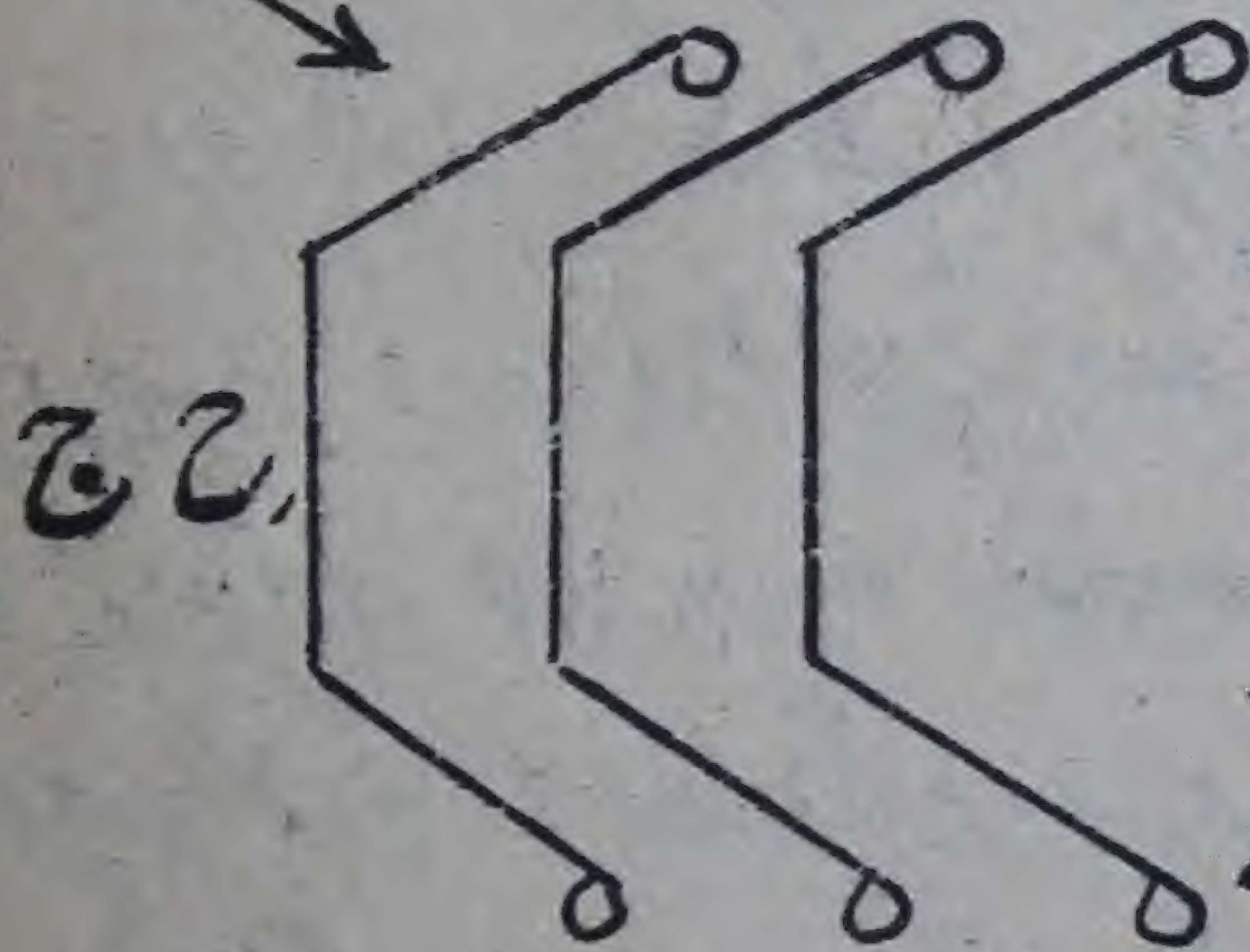
اور جب حمل کو ۴۰ روزنہ گذرے ہوں تو پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین ایک کاغذ پر لکھکر عورت کو دیں وہ اس کاغذ کو چاٹ چاٹ کر کھا جائے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

اور اگر ۴۰ روز گذر گئے ہوں مگر بچہ میں روح نہ پڑی ہو تو عورت کو سامنے بٹھا کر اپنے داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی اس عورت کے سر پر رکھ کر کہیں کہ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں نے اس کا نام محمد رکھدیا ہے۔ امید ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا۔

رقعہ :۔ حیض کے غسل کے بعد حروف مقطعات الٓر و رحمٰن گلاب اور مشک سے لکھ کر پانی میں حل کر کے عورت کو پلائیں۔

رقعہ (ایضاً) یہ اسم مبارک لکھ کر عورت کے گلے میں باندھیں اور جس درخت پر پھل نہ آتے ہوں اس پر یہ اسم مبارک لٹکانے سے پھل آنے لگتے ہیں۔

رقعہ :۔ (ایضاً)



ایک مٹی کے برتن میں پانی بھر کر رکھ لیں اور اس میں یہ آیۃ کریمہ لکھ کر ڈالیں۔ یہ پانی میاں بیوی دونوں پیتے رہیں۔ اگر پانی کم ہو جائے تو اور ڈال لیں شنبہ کے دن سے پینا شروع کریں اور عورت سے قربت کرتے رہیں انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ آیت کریمہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ لَکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ط اِلٰہِیْ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنْ تَرْزُقْنَا وَلَدًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمْرِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

رقعہ :۔ درد زہ اور تسہیل ولادت میں یہ وفق مثلث دونی لکھ کر روں

پر لکھ کر زمین پر رکھیں اور عورت ان پر اپنے دونوں ہاتھ ٹیک کر بیٹھے

د	ط	ب
ج	ہ	ز
ح	ا	و

رقعہ:۔ (ایضاً) اذا السماء انشقت سے تخلت تک قند سیاہ پر دم کرکے عورت کو کھلائیں۔

رقعہ:۔ (ایضاً) یا حشیشوذ را۔ جلی قلم سے لکھ کر حاملہ کے چہرے کے بالمقابل رکھیں یا اس دفق مثلث کو بائیں ران پر باندھیں۔ (ناپاک نہ ہو)

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

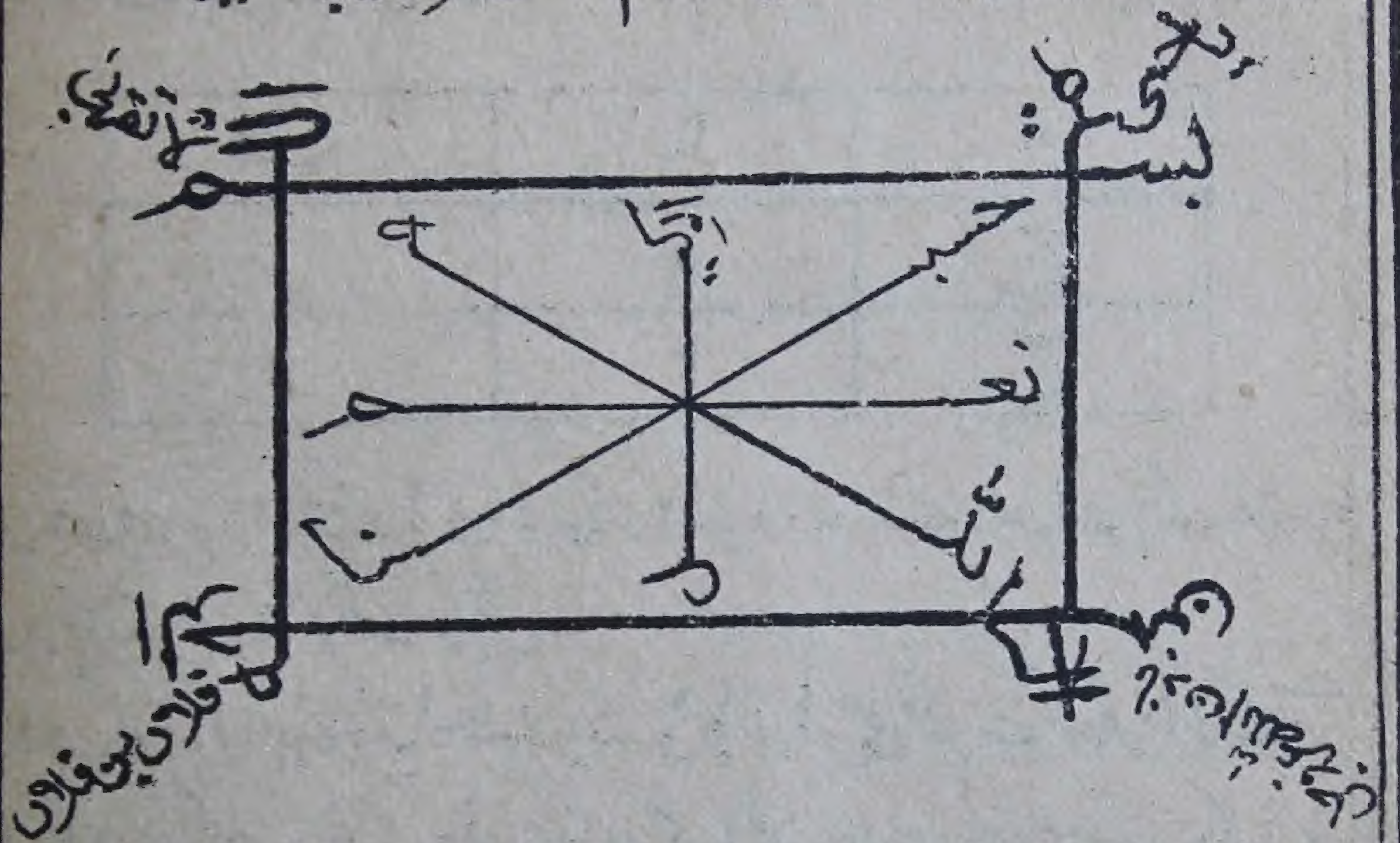
رقعہ:۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وضو کامل اور حضورِ قلب کے ساتھ مربع میں تکسیر کرکے اپنے پاس رکھیں اور خیر خیرات کا مشاہدہ کریں

۱۰۳۸	۵۳۸	۲۵۶	۶۶
۶۶	۲۵۶	۵۳۸	۱۰۳۸
۵۳۸	۱۰۳۸	۶۶	۲۵۶
۲۵۶	۶۶	۱۰۳۸	۵۳۸

یا

والارض	السمٰوٰت	نور	اللہ
اللہ	نور	السمٰوٰت	والارض
السمٰوٰت	والارض	اللہ	نور
نور	اللہ	والارض	السمٰوٰت

رقعہ:- دفعیہ بخار کے لئے یہ طلسم لکھ کر سر کے نیچے رکھیں۔



رقعہ:- اگر اسقاط حمل کا خطرہ ہو تو یہ آیت لکھکر حاملہ کے پیٹ پر باندھیں

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

رقعہ:- درد چشم کے لئے وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ پڑھکر دم کرنا مفید ہے

رقعہ:- نظر بد کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ لکھکر پانی سے دھو کر نظر زدہ کو پلائیں ۔

رقعہ :- حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ قرآن شریف میں سات آیتیں ہیں اگر آسمان وزمین ایک ہوجائیں تب بھی ان آیتوں کا پڑھنے والا محفوظ رہے گا۔

(۱) قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿﴾

(۲) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿﴾

(۳) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿﴾

(۴) اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(۵) وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(۶) مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿﴾

(۷) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۚ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

حدیث میں ہے کہ جو شخص ان آیات کی تلاوت کریگا یا لکھکر اپنے پاس رکھے اگر اس پر جبلِ احد کے برابر عذاب نازل ہوگا نجات پائے گا۔

رقعہ:- تالیف قلوب کے لئے شروع میں طالب کا نام آخر میں مطلوب کا نام اور درمیان میں لفظ محبت لوح رصاص پر تکسیر کریں۔ اور شنبہ کے دن اس لوح کو جس جگہ حصولِ مراد مقصود ہو دفن کر دیں تکسیر کی مثال یہ ہے:

(نام طالب) محمد علی　　محبت　　(نام مطلوب) زینب

م ح م د ع ل ی　م ح ب ت　ز ی ن ب

ب م ن ح ی م ز د ت ع ب ل ح ی ا م

م ب ی ا م ح ن ل ح ب ی ع م ت ز د

د م ز ب ت ی م م ع ح ی ن ب ل ح

ح د ل م ب ز ن ب ی ت ح ی ع م م

م ح م د ع ل ی م ح ب ت ز ی ن ب

[illegible]

[illegible]

رقعہ:- حضرت شیخ فتح محمد قادری سے سورۂ مزمل پڑھنے کا یہ طریقہ منقول ہے کہ فجر کی نماز پڑھکر ایک بار سورۂ مزمل پڑھیں اور مندرجہ ذیل کلمات کا تین تین مرتبہ تکرار کریں۔

(۱) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝

(۲) وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ط

(۳) یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ط
(۴) وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

ادھر سورت ختم ہو گی ادھر حاجت بر آئے گی۔ (انشاء اللّٰہ تعالیٰ)

رقعہ:۔ اگر کسی شخص کو کسی سے کوئی تکلیف یا آزار پہنچی ہو تو ایک کاغذ پر یہ دعا لکھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ العبد الذلیل العاصی المعترف بذنوبہ فلاں بن فلاں الی الملک الکبیر الجبار القہار الغفار الذی لا الٰہ الا ہو ربّ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ط اللھم ادفع عنی کل ھم و غم کما تشاء واکفنی شر فلاں بن فلاں (اگر دشمن شخص واحد ہو تو صرف اس کا نام لکھیں اور اگر کوئی پارٹی ہو تو ان سب کے نام لکھے جاویں) بحق لا الٰہ الا انت وصل اللھم علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط اس کے بعد ایک پاک سنگریزہ پر لپیٹ کر خود یا کسی دوسرے شخص کے ذریعہ بہتے پانی یا پاک کنوئیں میں ڈلوا دیں۔ یہ عمل تین روز تک کریں۔

رقعہ:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ختم ایک لاکھ مرتبہ ہر مشکل کے لئے مجرب ہے۔

رقعہ:۔ علامہ بونی رحہ نے لکھا ہے اَہٖ اَہٖ اَنْتَ اَنْتَ ان کلمات کی عجب تاثیر ہے ۶۳ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھیں علوم جلیلہ در مرتبہ جدیدہ کا

کشف حاصل ہوگا۔

رقعہ:۔ حضرت شیخ یحیٰ مدنی رح نے مدینہ طیبہ سے رخصت کے موقعہ پر مجھے فرمایا تھا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہر حاجت کے لئے مفید ہے۔ یا تین ہزار گیارہ مرتبہ اسم (اللّٰہ) سوتے وقت پڑھیں۔

رقعہ:۔ سلسلہ شطاریہ کے ایک شیخ نے حجاج سے بیان کیا کہ ہر حاجت کیلئے ایک سو گیارہ مرتبہ یہ دعاء پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰہُ الْکَافِیْ قَصَدْتُ لِلْکَافِیْ وَجَدْتُ الْکَافِیْ لِکُلِّ الْکَافِیْ وَنِعْمَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

رقعہ:۔ سحر واپس کرنے لوٹانے یا کسی شخص نے عمل کیا ہو اس کو عامل پر لوٹانے کے لئے یہ دعاء اشراق کے وقت ۲۱ مرتبہ پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یَا رَبِّ دَخَلْتُ دَخْلِیْ کَانَتْ وَکِیْلِیْ کَافِیْ یَکْفِیْنِیْ مَعْبُوْدِیْ یَکْفِیْنِیْ رَبِّیْ یَکْفِیْنِیْ مَقْصُوْدِیْ یَکْفِیْنِیْ مَطْلُوْبِیْ یَکْفِیْنِیْ حَافِظٌ حَفِیْظٌ یَکْفِیْنِیْ حَنَّانٌ مَنَّانٌ یَکْفِیْنِیْ غَفُوْرٌ غَفَّارٌ یَکْفِیْنِیْ قَہَّارٌ جَبَّارٌ یَکْفِیْنِیْ حَیٌّ قَیُّوْمٌ یَکْفِیْنِیْ خَالِقٌ خَلَّاقٌ یَکْفِیْنِیْ عَلِیْمٌ عَلَّامٌ یَکْفِیْنِیْ رَازِقٌ یَکْفِیْنِیْ شَاھِدٌ یَکْفِیْنِیْ نَاظِرٌ یَکْفِیْنِیْ اَللّٰہُ یَکْفِیْنِیْ یَکْفِیْنِیْ یَکْفِیْنِیْ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ

الرَّاحِمِیْنَ ۝ لَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ
مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ یَا مُوْسٰی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا
فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا نَارُ
کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ۝ فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا
بِسْمِ اللّٰہِ۔

رقعہ :۔ درد سر کیلئے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ
الْکَبِیْرِ وَاَدْعُوْا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کل عرق نعار و من
شَرِّ حَرِّ النَّارِ ٭ دم کریں یا لکھ کر باندھ دیں۔

رقعہ :۔ فتوحات کا دروازہ کھلنے کے لئے صبح کو یہ دعا تین بار پڑھا
کریں اَللّٰھُمَّ بِاِسْمِکَ ابْتَدَأْتُ وَبِکَرَمِکَ اِقْتَدَیْتُ وَبِنُوْرِ
قُدْسِکَ اِھْتَدَیْتُ وَبِفَضْلِکَ اِسْتَغْنَیْتُ وَاَسْتَغْفِرُکَ
وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ٭

رقعہ :۔ رات کو تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں اور نظر ستارہ سُہا
پر رکھیں جو دب اکبر کی دم کے درمیانی ستارہ کی برابر ہوتا ہے اور شروع و
آخر میں درود شریف پڑھیں اور یہ دعا ۴۰ روز تک پڑھیں ہر آفت بلا
اور رنج و غم سے حفاظت رہے گی ٭

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ یَا وَلِیَّ الْوَلَاءِ وَیَا
کَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلَاءِ وَاصْرِفْ عَنَّا الْقَحْطِ وَالطَّعْنِ وَ

الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَاءِ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَاِنْ
يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

سواءُ السّبیل کلیمی

کے بعض اقتباسات

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے روحانی کمالات اور علوئے درجات کا سرسری جائزہ گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب حضرت شیخ کے علمی تبحّر و علمی کمالات کا اندازہ سطور ذیل سے فرمائیے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات حضرت شیخ قدس سرّہٗ کی مشہور کتاب سواء السبیل سے پیش کئے جا رہے ہیں یہ اقتباسات اہلِ علم کے لئے ایک گراں بہا علمی سرمایہ ہے اصل کتاب عربی زبان میں ہے۔ ذیل میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

انسان کی حقیقت

واضح ہو کہ مخاطب اور مکلف ارواح انسانی ہیں اجسام نہیں، کیونکہ موت کے بعد جسم گل سڑ جاتا ہے اس لئے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس عالم کون و فساد میں تصرفات انسانی درحقیقت روح انسانی ہی کے ہیں جسم بذات خود متصرف نہیں بلکہ متصرّف فیہ ہے۔

انسان کی حقیقت وہ شے ہے جس کو لفظ "میں" سے تعبیر کیا جاتا ہے

یہ چیز جب تک جسم انسانی سے متعلق ہے اس کا نام زندگی ہے اور جب یہ چیز بدن سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کا نام موت ہے اس لیۓ بزرگی روح کی ہی معتبر ہے، جسم کی بزرگی کوئی چیز نہیں۔

انسانوں کی تقسیم

روح نہایت لطیف چیز ہے اور جسم کثیف۔ پس جن لوگوں میں کثافت لطافت پر غالب ہے وہ ارذل اور حقیر ترین انسان ہیں اور جن لوگوں میں لطافت کثافت پر غالب ہے وہ اشرف و اعلیٰ انسان ہیں، اور جو اوسط درجہ کے لوگ ہیں ان کی ترقی روحانیت کی طرف مجاہدات سے ممکن ہے اس لئے کہ نزاہت بالطبع ان میں موجود ہے اور مجاہدہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے اور اس کے در پر پڑے رہنے کا نام ہے۔ یہ کام قلب کا ہے نفس کا نہیں کیونکہ نفس کا مقام توجہ صرف جسم ہی ہوتا ہے اور قلب کا ہدایت پانا بھی اسی کے فضل و کرم سے ہوتا ہی اس لئے کہ اگر اس کا نور نہ ہوتا تو اس کی طرف عقل راہ یاب نہ ہوتی۔ پس اس کی ذات و صفات کی معرفت اسی کی عنایت و ہدایت کی رہین منّت ہے۔

واجب الوجود صرف حق سبحانہٗ کی ذات پاک ہے

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ واجب الوجود صرف ایک ہی ذات ہو سکتی ہے دو یا زیادہ نہیں ہو سکتیں اسلئے کہ اگر دو واجب الوجود ہوئے تو وجوب وجود ان دونوں کے درمیان صفت مشترک ہو گی اور جب وجوب وجود دونوں کے درمیان مشترک ہوا تو کوئی امر ان دونوں کے درمیان بھی ضروری ہے اس حالت میں دونوں کا وجود اسی امر فارق پر موقوف ہوگا، اور

وہ اپنے وجود میں امر فارق کے محتاج ہونگے پس جب احتیاج آگئی وجوب وجود ختم ہو گیا اس لئے واجب الوجود صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ذات حق سبحانہ جل مجدہٗ کی ہے۔

معبود ایک ہی ہوسکتا ہے متعدد نہیں

آگے فرماتے ہیں کہ معبود صرف ایک ہی ہوسکتا ہے اس لیئے کہ اگر دو یا زیادہ معبود فرض کر لیئے جائیں تو وہ اپنی ذات کے اعتبار سے واجب الوجود ہونگے یا ممکن، پہلی صورت میں وجوب وجود ایک میں منحصر نہ رہے گا، اور عبد و معبود ایک ہی درجہ میں آجائیں گے، معبود بھی ممکن اور عبد بھی ممکن۔ دلائل نقلیہ اور اجماع امت اس پر دال ہے کہ معبودیت اور خالقیت صرف ایک ہی میں منحصر ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ لَفَسَدَتَا اگر زمین آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں فاسد ہو جاتے۔ چونکہ زمین و آسمان کے نظام میں کسی قسم کا فساد موجود نہیں اسلئے خدا کے سوا غیر کی معبودیت بھی معدوم ہے

عالم ارواح

عالم ارواح کو عالم امر، عالم ملکوت، عالم غیب، اور عالم علوی بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم محسوسات میں سے نہیں ہے اس کی طرف اشارہ حسیہ نہیں کیا جاسکتا۔ عالم غیب میں سے بعض تو وہ ہیں جن کو ملک تدبیر اور تصرف سے کوئی تعلق نہیں ان کا نام کروبی ہے، بعض ایسے ہیں جن کو فنافی اللہ حاصل ہو گیا ہے ان کو عالم، اہل عالم، حضرت آدم علیہ السلام ابلیس، دوزخ، جنت، نار، طاعت اور معصیت کا کوئی علم نہیں اُن

لوگوں کو جمال و جلال میں حیران ہونے کے باعث مہیّمہ کہا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو خالق و مخلوق کے درمیان قاصد اور رسول کی حیثیت رکھتے ہیں اور فیض ربوبیت کے وسائط میں سے ہیں ان میں بہ اعتبار پیدائش کے عظیم تر روح اعظم ہے، اسی کو عقل اول اور روح اعلیٰ کہتے ہیں۔ روح اعظم صف اول میں ہے، جبرئیل صفِ آخر میں ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ط سو بعض فرشتے ایسے ہیں جن کا تعلق عالم تدبیر و تصرّف سے ہے۔ لیکن ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق علویات سے ہے دوسرے وہ جن کا تعلق سفلیات سے ہے، ہر چیز پر اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔ اسی فرشتہ کی وجہ سے اس کا وجود قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ارشاد بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

میرے نزدیک بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ کا مطلب یہ ہے کہ ملک میں جو چیز موجود ہے اس کے لئے ایک ملکوت ہے اور وہی اس ملک کا رب ہے، اور وہ رب اس کے خواص و خصائص کا محافظ ہے لیکن کبھی وہ رب مجسم بھی ہو جاتا ہے جس طرح کبھی بعض اجسام روح بن جاتے ہیں۔ روح سے ہماری مراد وہ مفہوم عام ہے جو ملائکہ، قویٰ، معانی، نفس ناطقہ

روح حیوانی، نباتی، جمادی اور ارواح ناریہ یعنی جن و شیاطین کو شامل ہے۔ ارواح ناریہ میں سے بعض تو انسانوں پر مسلط ہیں جیسے ابلیس اور اس کا لشکر اور بعض کھیتوں و فلیوں اور خزانوں پر مسلط ہیں۔ بعض ان میں سے شرائع اور احکام کے مکلف و مخاطب ہیں، بعض ان میں سے مومن ہیں بعض کافر۔

حقیقت روح

اسی کتاب میں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے حقیقت روح پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ روح کے بارے میں علماء کے دو فریق ہیں۔ ایک فریق نے تو روح کی حقیقت بیان کرنے پر سکوت اختیار کیا ہے، اور انہوں نے اس مسئلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی ہے کہ نضر بن الحارث (جو کفاران قریش میں سے تھا) نے حضور آقائے نام دار صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا تو حضور نے سکوت فرمایا۔ اسی واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ط حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ روح ایک ایسی شے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہیں کیا اس سے زیادہ اس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ وہ موجود ہے۔

دوسرے فریق کا مسلک یہ ہے کہ روح ایک جسم نورانی علوی خفیف حی اور متحرک ہے جو جوہر اعضا میں نفوذ کرتی ہے جس طرح

گلاب کا پانی گلاب میں سرایت کرتا ہے اسی طرح روح بھی جوہرا عضا میں نافذ اور مؤثر ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ روح ایک عرض ہے اسی کے سبب سے جسم کو حیات حاصل ہوتی ہے لیکن اہل تحقیق کا قول یہ ہے کہ روح ایک جوہر ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے غیر متحیز ہے۔ مادہ سے مجرد ہے نہ تو ایسا جسم ہے جو بدن سے مقارن ہو اور اس کے لئے تحیز ہو اور نہ عرض ہی ہے جو بدن کے ساتھ قائم ہو پس روح نہ بدن میں داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ منفصل نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے، البتہ اس کا تعلق بدن سے تدبیر اور تصرف کا ہے۔ اہل مشاہدہ کا یہی کشف ہے۔

روحانی مقامات

آگے چل کر حضرت قطب العالم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے،

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر روح کیلئے ایک مقام معین ہے بدن سے جدا ہونے کے اسی مقام پر پہنچ جاتی ہے، پس جو شخص مرتبہ ایمان میں ہے اس کی بازگشت سمار دنیا تک ہے اور جو مرتبہ عبادت میں ہے وہ دوسرے آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو مرتبہ زہد میں ہے وہ تیسرے آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو معرفت میں ہے وہ چوتھے آسمان تک اور جو مرتبہ ولایت کا مالک ہے وہ پانچویں آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو مرتبہ نبوت میں ہے وہ چھٹے آسمان تک عروج کرتا ہے

اور جو مرتبہ عزم میں ہے وہ ساتویں آسمان تک اور جو مرتبہ خاتمیت میں ہے یعنی (حضور اکرم محمد رسول اللہ علیہ وسلم) وہ عرش اعظم تک پرواز کرتا ہے، صوفیا کہتے ہیں کہ ان مقامات تک ان کو عروج اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان ہی مقامات سے ان کا نزول ہوا کرتا ہے، اور جو شخص درجۂ ایمان کو نہیں پہنچا اس کا مقام زیر سما رہے، ان مدارج اور مہابط کے تعین میں کسب کو دخل نہیں یہ سب مدارج خلقی ہیں۔ البتہ انبیاء علیہم السّلام کا عروج رُوح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے اور غیر انبیاء کا عروج صرف روحانی ہے

عالِم برزخ

عالم برزخ کے متعلق حضرت قطب زماں قدس سرّہٗ فرماتے ہیں۔

اصطلاح شرع میں جس عالم کو برزخ کہتے ہیں وہ عالم ارواح اور عالم اسفل میں ایک واسطہ ہے۔ ارواح کا مجسم ہونا، اجسام کا ذی روح ہونا اور اعمال و اخلاق کا متشخص ہونا اسی عالم سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں حاضر ہونا بھی اسی عالم میں واقع ہوا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کا حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھنا، اور ایک شخص کو بہت سی صورتیں لطیف قبیح، عظیم و حقیر میں دیکھنا بھی اسی عالم سے متعلق ہے۔ ابدال کے اعضاء جسم کا الگ الگ ہو جانا بھی اسی عالم سے متعلق ہے۔

غرض یہ ہے کہ عالم ارواح کا فیض عالم اجسام کو اسی عالم برزخ کے واسطہ سے ہوتا ہے بغیر اس واسطہ کے عالم اجسام کا عالم ارواح سے براہ راست فیض حاصل کرنا دشوار ہے۔

عالمِ شہادت

عالم شہادت میں بعض تو وہ ہیں جو کون و فساد کو قبول نہیں کرتے جیسے عرش و کرسی اور بعض وہ ہیں جو کون و فساد کو قبول کر لیتے ہیں جیسے ساتوں آسمان۔ ثوابت سیارے، زمین اور کائنات جو ان میں ہے۔ ہر ملک کا ایک ملکوت ہی اور وہی اس کی روح ہے سوائے بعض خواص کے اس کا علم کسی کو حاصل نہیں۔

عالم اجسام میں سب سے اشرف انسان کامل کا جسم ہے کیونکہ وہ عالمِ صغیر ہے اس لیے کہ اس عالم میں جتنی باتیں ہیں وہ سب انسان میں موجود ہیں۔ یہ اوراق اس مسئلہ کی تفصیل کی متحمل نہیں ہو سکتے۔ بعض صوفیائے نے انسان کو عالم کبیر بھی کہا ہے اس کی تفصیل بھی اس مختصر رسالہ میں بیان نہیں کیجا سکتی۔

انسان تمام عالم سے کیوں افضل ہی؟

تمام مخلوق پر انسان کی افضلیت کے متعلق حضرت شیخ نے تحریر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے ارشاد وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اکثر مخلوق سے افضل ہے، لیکن صاحب تفسیر مدارک نے فرمایا ہے،

کہ یہاں کثرت سے مراد سب جمیع ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کے دوسرے قول اکثرہم کاذبون میں اکثر سے مراد سبھی لوگ ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن بندہ اللہ کے نزدیک ملائکہ سے افضل ہے، وجہ افضلیت کی یہ ہے کہ ملائکہ تو طاعت پر ہی مجبول و مخلوق ہیں ان میں عقل ہی ہے، شہوت نہیں، بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں آدمی میں دونوں چیزیں ہیں عقل بھی ہے اور شہوت بھی۔ پس جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ بہائم سے بدتر ہے

دوسری وجہ افضلیت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو انسان کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے لئے پیدا کیا ہے

ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للاٰخرۃ

دل پر بھی زنگ لگجاتا ہے

حضرت شیخ قطب العالم نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

کہ بعض اہل اللہ کا قول ہے کہ قلب اگرچہ صیقل شدہ آئینہ ہے مگر اس پر بھی کبھی زنگ لگجاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قلوب کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ دلوں کا صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور دل کا زنگ غیر اللہ کا علم ہے۔ یہی چیز تجلی حق کو قلب پر آنے سے روکتی ہے۔

علم اور یقین کے اقسام

حضرت قطب العالم طاب ثراہ نے فرمایا ہے کہ وہم، شک، ظن اور علم یہ سب اقسام

شعور کے ہیں۔ اگر کسی شئے کا وقوع عدم وقوع مساوی ہو تو اس کا نام شک ہے اور اگر ان دونوں جہات میں سے ایک جہت غالب ہو تو اس کا نام ظن اور جانب مغلوب کا نام وہم ہے اور اگر ایک جہت کا وقوع یقینی ہو تو اس کا نام علم ہے۔ پھر اس یقین کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) علم الیقین، (۲) حق الیقین، (۳) عین الیقین۔

علم الیقین تو اس علم کا نام ہے جو برہان اور دلیل سے حاصل ہو۔ حق الیقین وہ ہے جو بیان سے علم ہو۔ عین الیقین وہ ہے جو معائنہ سے حاصل ہو (کذا اذکرہ الامام القشیری) پس علم الیقین والے اہل معقول ہیں اور عین الیقین والے اہل علوم ہیں اور حق الیقین والے اہل معرفت ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ یقین علم سے برتر ہے۔ اور اس کے بہت سے مراتب ہیں۔ سب سے اعلیٰ مرتبہ حق الیقین ہے اور اوسط عین الیقین اور ادنیٰ علم الیقین۔

وحی کس طرح نازل ہوتی تھی

بعض محققین نے کہا ہے کہ لاہوت جبروت میں ظاہر ہے اور جبروت ملکوت میں، اور ملکوت ناسوت میں اور ہر انسان میں یہ چاروں عالم مجتمع ہیں۔ نیز عالم ارواح عالم معانی کے اقسام سے ہے اسی واسطے سالک خواب میں یا بیداری میں فرشتہ کو دیکھتا ہے تو وہ واقعی فرشتہ ہی ہوتا ہے اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو انبیاء علیہم السلام میں حضرت لاہوت سے معانی ان کے قلوب کی وسعت کے اندازہ سے نازل ہوتے ہیں پھر وہ

معانی حضرت مثال سے لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور پیغمبر اس لباس مصور کو ادا کرنے کی متعین کیے جاتے ہیں کیونکہ عالم معانی ارواح میں بہت جلد نفوذ کر جاتا ہے۔ انبیا علیہم السلام کی ارواح نہایت لطیف ہوتی ہیں پس عارف یہ کہتا ہے کہ اس نبی کی لاہوتیت نے بواسطہ اس کی اس ملکوتیت کے جو معانی ہیں جو حضرت مثال سے اکتساب کیے گئے ہیں اس نبی کی زبان سے خطاب اور تکلم کیا ہے اور یہ کلام وحی اور واسطہ دونوں رسول سے خارج ہیں۔ غیر عارف یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی اس زبان سے جو اس کے شایان شان ہے اپنے فرشتہ جبرئیل پر وحی کی۔ اور جبرئیل نے اپنی زبان سے وہ کلام پیغمبر کو سنایا اور پیغمبر نے اپنی زبان سے وہ خدا کا کلام لوگوں کو سنایا۔ مولانا روم رح فرماتے ہیں :-

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است،
ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است

اسی طرح انني انا الله لا اله الا انا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب لاہوتی نے کہا تھا اور ناسوتی نے سنا تھا۔ پس حاکی، محکی علیہ اور محکی جملہ مراتب کا ایک امر ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ

اس امر میں محققین کا اختلاف ہے کہ رویت باری تعالیٰ ممکن ہے یا نہیں۔ ایک جماعت قائل ہے دوسری قائل نہیں۔ اہل حق، اہل کشف و مشاہدہ کا مذہب ہے کہ اب رویت باری تعالیٰ ممکن ہے۔ اب سوال یہ باقی رہجاتا ہے کہ رویت

بغیر حجاب کے ہو سکتی ہے یا حجاب کے ساتھ؟ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ہماری آنکھوں میں وہ طاقت پیدا کر دے کہ ہم اس نور محض کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں لیکن صحیح یہ ہے کہ رویت بغیر نورانی یا ظلمانی پردوں کے ممکن نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ستر پردے نور کے اور ستر ظلمات کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مومنوں کو دیدار الٰہی اس صورت میں ہوگا کہ صرف ایک حجاب کبریائی کا حاصل ہوگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے شب معراج میں خدا کو دیکھا تھا تو حضور نے فرمایا کہ وہ تو نور خالص ہے، نور حقیقی مجرد کی رویت ممکن نہیں۔ پس یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ رویت باری کی ممکن ہے اور اس کی رویت حجاب کیساتھ ہی ممکن ہے۔

نوٹ یہ کتاب چونکہ من اوله الی آخرہٖ دقیق علمی مضامین پر مشتمل ہے اس لئے کہیں کہیں سے بعض سہل اقتباسات ناظرین کرام کی اضافہ معلومات کیلئے پیش کر دئے گئے ہیں جو اہل علم حضرات ان مباحث کی پوری تفصیل سے واقفیت حاصل کرنا چاہیں اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بھی یہ اقتباسات دقیق علمی مضمون سے کم نہیں۔ فقط والسلام

تمت بالخیر

نادر روزگار اچھوتی نرالی دلچسپ تاریخی اور سنسنی خیز کتاب

جنّات کے پُراسرار حالات

جنّات کا نام سنتے ہی آدمی کانپ اٹھتا ہے تنہائی میں اگر یہ خیال بھی آجائے کہ یہاں جنات کا اثر ہے تو خوف و دہشت کی وجہ سے آدمی کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن اگر آپ جنات سے بیخوف ہونے کے آرزومند ہیں اور ان کی قوت و طاقت اور ان کے حالات و واقعات کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں اور ان کی قوت و طاقت کے دفعیہ کیلیے موثر روحانی تدابیر جاننے کے خواہشمند ہیں تاکہ جنات کا کوئی اثر آپ پر نہ ہو سکے اور آپ چاہیں تو جنات کو بھگا دیں یا شیشی میں بند کر لیں یا جلا کر ان کو خاک کر دیں تو — "آستانہ مک ڈپو" کی کتاب "جنات کے پراسرار حالات" پڑھیے جو مختلف علوم و فنون کی سیکڑوں کتابوں کا عطر مجموعہ اور بہترین خلاصہ ہے جس میں جنات کی حقیقت اُن کی آگ سے پیدائش صورت و شکل اور انکے کام اور ان کی تباہ کاریوں اور نفع رسانیوں کی تمام تفصیلات نہایت دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہیں۔ اس کتاب کی ہر ہر سطر میں ایسی نادر و دلچسپ اور انوکھی معلومات ہیں جو آپنے آجتک کہیں نہیں پڑھی ہونگی جنات جب کبھی کسی قوم یا فرد کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں یا کسی آدمی سے مسخر ہو کر فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو کیسے کیسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں

یہ سب واقعات اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں کہ کس طرح اقوام ماضیہ نے جنات کو مسخر کرکے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں اور جنات کی سرکشی و دشمنی نے کس طرح پرانی اقوام کو تباہ و برباد کیا ہے۔ یہ کتاب اقوام ماضیہ کی تباہی و بربادی کا بولتا مرقع ہے اور آپ اس کتاب کو پڑھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے، آپ کے بدن میں ایک سنسنی پھیل جائے گی۔ جب آپکو یہ معلوم ہوگا کہ قدیم قوموں اور ملکوں کی تباہی جنات کی شرارتوں، سازشوں اور سرکشی و بغاوت کا خوفناک نتیجہ تھا۔

اگر آپ خود کو اور اپنے متعلقین کو شریر جنات کی طاقت و قوت کے حملوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے تاکہ آپکو جنات کے ظاہری اور باطنی اثرات اور طاقت و قوت کا حال معلوم ہو جائے اور جنات و شیاطین اور ان کے خبیث لشکروں کی تباہ کاریوں کا علم حاصل کرکے ان کے بداثرات سے بچنے کی کوشش کر سکیں۔ اس کتاب میں جنات کی قوت و طاقت کے بداثرات سے محفوظ رہنے کیلئے تیر بہدف مجرب طریقے اعمال و اوراد و وظائف اور وہ تمام تدابیر لکھی گئی ہیں — جو انتہائی مجرب ہیں۔ جنات کے متعلق اس قدر تاریخی واقعات اور انکے علاج کا بیان اتنی وضاحت و تشریح کے ساتھ آجتک کسی بھی زبان میں شائع نہیں ہوئے۔ اتنی خوبیوں کے باوجود قیمت ۳ روپے صرف علاوہ محصول۔

[illegible]

آپکی تقدیر بدل جائیگی۔ ہر مقصد میں کامیابی ہوگی۔ ہر مراد پوری ہوگی

بیاض الاولیا

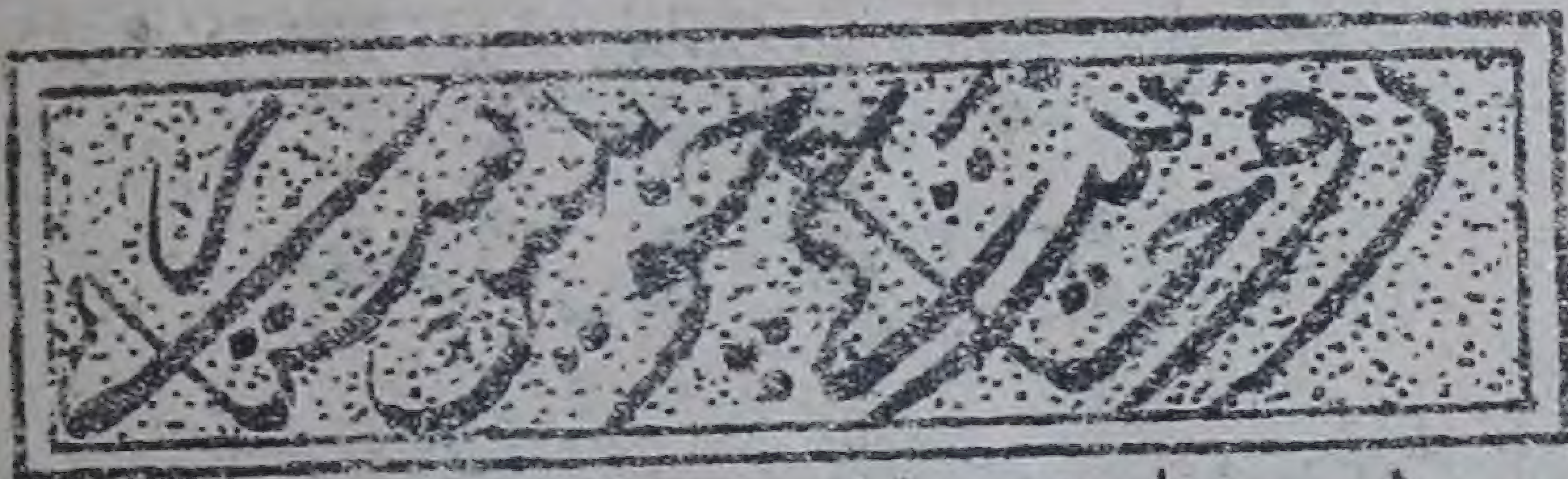
اولیائے کرام کے سو فیصدی مخصوص و مجرّب اوراد و اعمال کا بیمثال و بیش بہا مجموعہ ہے جس میں آپ کو ہر مشکل کا حل اور ہر مصیبت کا علاج ملیگا اللہ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے دلوں سے جو لفظ بھی نکلتا ہے وہ زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ بیاض الاولیاء میں اولیائے کرام کے ایسے ہی بتلائے ہوئے اور تجربہ کیے ہوئے اعمال ہیں جنکی بے خطا تاثیر کا اندازہ صرف تجربہ کرنے ہی سے ہو سکتا ہے اس کتاب میں مشہور و معروف گیارہ بزرگان دین اور دوسرے اساطین و مشاہیر امت کے آزمودہ اوراد و وظائف اور عملیات درج ہیں۔ جن عملیات اوراد و وظائف کو ان اکابر اولیاء اللہ رح نے اپنے معمولات میں رکھا ہو اُن کی تاثیر سمندروں کو خشک کر سکتی ہے اور پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتی ہے اگر آپ کو بھی ایسی کوئی دشواری درپیش ہو یا کوئی ایسی مشکل سامنے آگئی ہو جو کسی طرح بھی حل نہ ہوتی ہو تو بیاض الاولیا کے عملیات کا تجربہ کیجیے جو سو فیصدی آزمودہ اور مجرب ہیں قیمت ۳ روپے علاوہ محصول

اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت و عقیدت رکھنے والوں کے لئے بے نظیر تحفہ

سیرۃ الرسول

فخر کائنات، شہنشاہ کونین، سیدالانبیا، رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ پر لاجواب اور بے مثل کتاب ہے۔ ولادت باسعادت سے وصالِ مبارک تک تمام حالات نہایت دل آویز انداز میں لکھے گئے ہیں۔ سیرۃ مبارک پر اب تک جتنی اہم کتابیں مصر اور حجاز میں شائع ہوئی ہیں ان سب کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ انداز بیان اس قدر دل کش ہے کہ پڑھنے کے بعد دل عظمتِ رسول ﷺ سے معمور ہو جاتا ہے اور روح پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ حیات طیبہ کے ہر ہر واقعہ پر احترام و عقیدت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب آپ کو سیرۃ رسول کی تمام ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے مستغنی کر دے گی۔ کتاب کے آخری حصہ میں سراپائے رسول ﷺ نہایت ہی وجد آفریں انداز میں لکھا گیا ہے۔ حضور کے شمائل و خصائل تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور معجزات کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تعلیمات و ارشادات کے سلسلہ میں حضور کے وہ مقدس خطبات درج کئے گئے ہیں جو دنیا کی رہنمائی کے لئے مینارۂ نور ہیں قیمت دو روپے۔

ہے جن کے سر پہ سایۂ دامانِ اولیاء
حاصل انہیں ہے دولت عرفانِ اولیاء



رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی پوری پوری تبلیغ اولیاء اللہ نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ کی ہے مصیبتیں برداشت کی ہیں مخالفین کی سختیاں سہی ہیں اور اسلام کا نور دنیا کے ہر بتکدہ میں پہونچایا ہے اولیاء اللہ کیسی ریاضتیں کرتے تھے ان کی عبادتیں کس شان کی ہوتی تھیں مخلوق الٰہی کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا تھا اور وہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے یہ کتاب اولیاء اللہ کے ایسے ہی ایمان پرور روحانی و تبلیغی حالات و واقعات کا مجموعہ ہے جن کو پڑھ کر آج مسلمان اپنی زندگی اسی سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں اس کتاب میں مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رض حضرت امام حسین۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح۔ حضرت بایزید بسطامی رح۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رح۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رح۔ حضرت ابوسعید ابوالخیر رح۔ حضرت خواجہ امیر خسرو رح۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی رح۔ حضرت شیخ علاء الدین بنگالی رح۔ حضرت شیخ محمد میاں میر بالا پیر قادری رح حضرت خواجہ سید بنوری کے کمالات و کرامات درج ہیں قیمت دو روپے

[illegible]

عجائب القصص

ہم سے پہلے دنیا میں قوم عاد و ثمود اور قوم فرعون وغیرہ بڑی پر عظمت و پُر اقبال قومیں گذری ہیں جن کی شوکت و دولت اور عظمت و اقبال کا تذکرہ کلام الہٰی میں جا بجا مذکور ہے۔ یہ قومیں بڑی با جبروت اور دولت و ثروت میں رشک زمانہ تھیں ان پر ہر وقت خدا کی نعمتوں کی بارش ہوتی رہتی تھی راحت سے معمور پُر امن و پُر سکون زندگی بسر کرتی تھیں، سر سبز و شاداب خطوں پر ان کا قبضہ تھا دولت و ریاست ان کی لونڈی تھی لیکن انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی۔ خدا کی نافرمانی کی اس کے احکام سے سرکشی کی، انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کو نہ مانا، اور ان کی توہین کی اور ان کو قتل کیا اور اپنی سرکشی و بغاوت پر اصرار کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا غضب و جلال حرکت میں آیا ——— قوم نوح طوفان میں غرق کر دی گئی۔ قوم عاد پر ہوائے تند مسلط ہوئی اور وہ زمین پر سر ٹیک ٹیک مر گئی۔ قوم ثمود ایک ہولناک چیخ سے ہلاک ہو گئی۔ قوم لوط کی بستیوں کو اوپر اٹھا کر ہلاک کر دیا گیا کسی قوم پر آگ کی بارش ہوئی کوئی قوم سندر دسمور بنائی گئی کوئی قوم غرق کر دی گئی تو کوئی قحط کے دردناک عذاب میں مبتلا کر دی گئی وغیرہ وغیرہ کے حالات درج ہیں قیمت ہے علاوہ محصول آستانہ بکڈپو سے طلب فرمائیں۔

اسلام کے جانباز مجاہد سیف اللہ

حضرت خالد بن ولیدؓ

جب کفر و ارتداد کا طوفان مدینہ منورہ کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جب قیصر روم مسلمانوں کو مٹا دینے کا تہیہ کر کے عرب کی زمین کو روند رہا تھا جب شاہِ ایران کا لشکر مسلمانوں کے کاشانوں پر بجلی بنکر ٹوٹ رہا تھا تو ایسے نازک وقت میں جو قوموں کے زندہ رہنے اور مٹ جانے کا وقت ہوتا ہے اللہ کا سپاہی اللہ کی تلوار سپہ سالار اعظم حضرت خالد بن ولید دشمنوں کے اژدحام و انبوہ میں اللہ کے دین کے لئے سپر بن گئے اور دشمنوں کے ہجوم میں اللہ کی تلوار اس طرح چمکی کہ مغرور حکمرانوں کے سر پرچم اسلام کی عظمت کے سامنے ہمیشہ کے لئے جھک گئے اور عراق و شام میں اللہ کے سچے دین کی برتری کا ڈنکا بجنے لگا۔

یہ کتاب ادارۂ آستانہ کی وہ ناقابل فراموش علمی خدمت ہے جسمیں اسلام کے سپہ سالار اعظم کی فتوحات سیرت و کردار۔ رزمیہ کارناموں سے متعلق مورخین کے اختلافات کا مدلل اور مسکت جواب دیا گیا قیمت ۲ روپے

[illegible]

جانبازِ اُمِّ عامر

کوفہ کی وہ حسین وجمیل لڑکی جس نے کربلا کے خون ناحق کا انتقام لینے کیلئے کوفہ سے شام تک بغاوت کی آگ لگادی۔ جس نے ابن مرجانہ کی ظالمانہ حکومت کا تختہ الٹ کر عدل وانصاف کی مضبوط بنیادیں رکھیں جس نے ظالموں کو تلوار کا پانی پلایا اور مظلوموں کو قید سے رہائی دلائی۔

جانباز ام عامر، شجاعت وجرأت کے حیرت انگیز کارناموں سے بھرا ہوا وہ دل گداز ناول ہے جس میں حسن کی دلربائی بھی ہے اور محبت کی جانسوزی بھی۔ بھرپور جوانی کی امنگیں اور ولولے بھی ہیں اور جمال نوبہار کی پر کیف انگڑائیاں بھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جانباز اُم عامر تاریخ اسلام کے مشکل ترین انقلابی دور کی حالت کا وہ نچوڑ ہے جس میں زبان کی لطافت اور طرز تحریر کی شگفتگی نے پورے ناول کو معلوماتی اور دلچسپ بنا دیا ہے۔

جسکی قیمت صرف دو روپئے ہے۔ (علاوہ محصول ڈاک)

ملنے کا پتہ

آستانہ بکڈپو پوسٹ بکس ۲۰۶ جامع مسجد دہلی

[illegible] دونوں جہان کی عزت و نعمتیں [illegible]

نمازہی سے حاصل ہوتی ہے

حقیقتِ نماز!!

قرآن مجید میں نماز کی خاصیت موثرہ یہ بیان کی گئی ہے کہ نماز کی پابندی سے آدمی برائیوں سے دور ہوجاتا ہے۔ روحانیت روز بروز منازل معراج طے کرتی چلی جاتی ہے اور نمازی ہی دنیا میں تفوق و برتری کا واحد اجارہ دار ہے قرآن مجید کا یہ اعلان بلاشبہ سچا ہے تو بتلائیے کہ ساری عمر سجدے کرنے کے بعد ہماری زندگی میں کیا انقلاب رونما ہوا؟ قرآن مجید نے جن جن برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے نمازی ہونے کے باوصف کیا وہ ہم میں موجود نہیں ہیں یا جس تفوق و برتری کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ہم کو حاصل ہے؟ حالانکہ اسی نظام نے عرب کے غیر متمدن لوگوں کو قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج کا وارث بنا دیا تھا۔ اگر نمازی ہونے کے باوجود ہم میں برائیاں موجود ہیں، دنیاوی تفوق اور برتری بھی حاصل نہیں ہے تو چونکہ خدا کا اعلان تو سچا ہی ہے اس لئے لازمی تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہم نے جس طریقہ سے نماز پڑھی وہ طریقہ غلط تھا۔ نماز کا صحیح طریقہ معلوم کرنے کیلئے "حقیقت نماز" کا مطالعہ کیجئے قیمت صرف ۸/ ہے

مُدلّل وُمستند اسلامی تعلیمات کا بیمثال خزانہ

فتاویٰ آستانہ

اسلامی مسائل و معلومات کا بے کراں سمندر ہے۔ جسکو پڑھکر آپ کو اسلامی مسائل و معلومات پر کامل عبور حاصل ہو جائے گا۔ اور ایک عالم دین کی طرح آپ عوام کی صحیح رہنمائی کر سکیں گے۔ یہ دینی معلومات کی ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس میں عقائد وضو غسل، تیمم، اذان۔ نماز۔ امامت جماعت، جمعہ، جنازہ، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، حیض، نفاس اور طہارت کے تمام مسائل، اور ان کے نہایت مدلل، عام فہم شرعی جوابات بیان کئے گئے ہیں، انداز بیان اس قدر سادہ اور دلکش ہے کہ آپ آسانی اور دلچسپی کے ساتھ تمام مسائل کا مطالعہ کر لینگے۔ فتاویٰ آستانہ اسلامی فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کا خلاصہ اور تمام اسلامی مسائل اور ان کے جوابات کا عطر مجموعہ ہے جسے پڑھکر آپ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہو جائیں گے دین کے بے شمار مسائل اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو جو اس کتاب میں آپ کو نہ ملے یہ کتاب اگر آپکے گھر میں ہے تو سمجھ لیجئے کہ ایک بہترین عالم دین آپ کے گھر میں موجود ہے قیمت تین جلد ۶ روپے

اولیاء اللہ ہی سے دین کی عظمت قائم ہے

تاریخ الاولیاء رح

جس طرح انبیائے کرام نے تبلیغ حق کی۔ کفر و شرک سے نفرت دلائی اور صرف اللہ واحد کی اطاعت کی دعوت دی اسی طرح اولیاء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں سرکش و ظالم بادشاہوں اور امیروں کے ظلم و جبر کو برداشت کرکے تبلیغ اسلام کی۔ کفر و شرک کے اندھیروں میں خدا کی اطاعت و محبت کا چراغ روشن کیا اور جو پیشانیاں غیر اللہ کی بارگاہوں میں سربسجود تھیں۔ انھیں خدائے واحد کے در پر لا جھکایا۔ اس کتاب میں حضرت اویس قرنی رح۔ حضرت امام جعفر صادق رح۔ حضرت رابعہ بصری رح۔ حضرت جنید بغدادی رح۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ حضرت غوث اعظم رح۔ حضرت داتا گنج بخش رح۔ حضرت خواجہ اجمیری رح۔ حضرت قطب پاک رح۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رح۔ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رح۔ حضرت مخدوم صابر کلیری رح۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح۔ حضرت الحاج سید شاہ محمد ابراہیم رح۔ حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ دہلی رح جیسے اولیاء اللہ کی سوانح حیات اور ان کے حیرت انگیز محیر العقول حالات و مجاہدات و کرامات درج ہیں قیمت ۶

[illegible]

نغماتِ حرم

یہ مناجات و نعت اور مناقب کا ایک روح پرور مجموعہ ہے، جس کے ایک ایک لفظ میں درد و اثر اور رحمت و برکت ہے ـ یہ منظوماتِ محبت، ان شاعرانِ عقیدت مند کا نالۂ درد ہے جن کے دل خشیتِ الٰہی اور محبت رسول کے آئینہ دار ہیں اس مجموعہ کی بہت سی نعتیں اور مناجاتیں صحنِ حرم، عرفات، میزابِ رحمت، محراب النبی صلعم اور مسجدِ نبوی میں لکھی گئیں اور بیت اللہ اور مسجد نبوی کی تجلیات نے ان نعتوں اور مناجاتوں کو نورٌ علیٰ نور بنادیا ہے اسی لئے جب آپ انہیں اپنی محفلوں میں پڑھینگے تو اللہ اور اس کے رسول کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں گی ـ اس مجموعہ بابرکت کی اکثر نعتیں اور مناجاتیں ایسی ہیں جو صحن حرم اور دربار رسول میں پیش کی گئی ہیں ـ اور وہاں پڑھی گئی ہیں ـ قیمت صرف چار روپئے آستانہ سائز ۴۸۴ صفحات

ملنے کا پتہ ـ آستانہ بکڈپو پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۶ دہلی ۶